باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
اصلاحی اور روحانی مجلہ
ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور
جلد 3 | جنوری 2019 | شمارہ نمبر 10
CPL-NO:23
مدیر اعلیٰ
شیخ العاملین روحانی اسکالر حکیم سید مزمل حسین نقشبندی
ریاست مدینہ کا قیام کیسے...؟
امیر المومنین، خلیفہ بلافصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا
کے لیے عالمی قانون بنایا جائے
استغفار کے فضائل
والدین کا دل جیتنے والے 10 کام
اسم اعظم سے کیا مراد ہے...؟
کینسر بیماری نہیں ہے
تبلیغی جماعت کے عظیم رہنما
مفتی محمد جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال
اولیاء اللہ کی فیکٹریاں
علم میراث پر چند اہم کتب کا تعارف
جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات
انگریزی مہینوں کے نام اور پسِ منظر
ٹماٹر کھائیں صحت بنائیں

CPL-NO:23

ربانیہ ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ترجمہ ”اور نیکی و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو“

زکوٰۃ صدقات اور دیگر عطیات

کی صورت میں تعاون فرمائیں

بے سہارا افراد، غریب خاندان اور یتیم و مسکین بچے و بچیاں آپ کی امداد کے منتظر ہیں

ربانیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے بنیادی تین مقاصد ہیں

- رفاہ عامہ
- عوامی مسائل کا حل
- اشاعت اسلام

درس قرآن وحدیث
واصلاحی مجالس کا انعقاد

غربت کے خاتمے کے
مختلف منصوبہ جات

رمضان پیکج کے ذریعہ غرباء و مساکین
تک اشیاء خورد و نوش پہنچانا

صحت وعلاج کی فراہمی

آفت زدہ علاقوں میں خدمت

قحط زدہ علاقوں میں علاج
وخوراک کی فراہمی

اجتماعی وانفرادی قربانیوں
کے ذریعہ تقسیم گوشت مہم

اسلامک لائبریریوں کا قیام

فری ایمبولینس سروس کا قیام

آئیے قدم سے قدم ملایئے
ربانیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے دست و بازو بنئے

ربانیہ ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

0300,0321-8866988
042-36849501

27/8 چوبچہ، مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) لاہور پاکستان

اسلام آباد ملاقات

شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی

ہر انگریزی مہینے کی 1 اور 2 تاریخ کو اسلام آباد میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں عوام الناس سے ملاقات کرتے ہیں
ملاقات کے خواہشمند احباب وقت لے کر ملاقات کر سکتے ہیں

0300,0321-8866988

لاہور ملاقات

شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی

اوقات ملاقات: صبح 10 بجے تا دوپہر 1 بجے شام 4 بجے تا رات 8 بجے

5 تا 29 تاریخ تک خانقاہ ربانیہ لاہور میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں ملاقات کریں گے

کراچی ملاقات

شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی

ہر انگریزی مہینے کی 8/9 تاریخ کو کراچی میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں عوام الناس سے ملاقات کرتے ہیں
ملاقات کے خواہشمند احباب وقت لے کر ملاقات کر سکتے ہیں

0300,0321-8866988

مال داروں سے دوستی نہ کرنا کیوں کہ وہ مال کے دوست ہوتے ہیں ان کے ہاں انسانیت کی کوئی قدر نہیں ہوتی، اس سنہری اصول کو زندگی میں اپنا لو (قول: ۔سید مزمل حسین نقشبندی)

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

اصلاحی اور روحانی مجلہ

ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور

جلد نمبر 3 | جنوری 2019ء | شمارہ نمبر 10

بانیان

- حضرت مولانا شیخ التفسیر احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
- حضرت اقدس مولانا عارف باللہ صوفی محمد یار نقشبندی رحمۃ اللہ
- حضرت مولانا شیخ العرب والعجم عبدالغفور عباسی المدنی رحمۃ اللہ
- مولانا حضرت حکیم العصر عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ

ولی کامل حضرت مولانا حکیم سید غلام ربانی شاہ رحمۃ اللہ

سرپرست اعلیٰ: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی مدظلہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہم — شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ

مدیر اعلیٰ: روحانی سکالر حکیم سید مزمل حسین نقشبندی

مدیر: سید عبیدالرحمٰن شاہ

فہرست

1	ریاست مدینہ کا قیام کیسے ...؟	4
2	آپ ﷺ کی پیدائش کا وقت اور جگہ	7
3	ناقابل یقین انفارمیشن	9
4	اولیاء اللہ کی فیکٹریاں	10
5	والدین کا دل جیتنے والے 10 کام	12
6	کینسر بیماری نہیں ہے	14
7	اولاد کا پیر والد، بیوی کا پیر خاوند	15
8	توہینِ رسالت کی سزا کے لیے عالمی قانون بنایا جائے	17
9	احترام والدین میں غفلت اور ایک عالم دین کی درد بھری داستان	19
10	استغفار کے فضائل	21
11	امیر المومنین، خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	22
12	کیا مرد ہوس کا پجاری...؟	24
13	اغلاط العوام	25
14	معاشرہ کی درستگی کا علاج	28
15	اسم اعظم سے کیا مراد ہے...؟	29
16	کیا پیوندکاری میں انسانی اہانت ہے؟	30
17	علم میراث پر چند اہم کتب کا تعارف	32
18	جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات	34
19	انتہائی جرأت مند مجاہد، دلیر غازی اور مومن جانباز کی داستان جہاد	36
20	اسلام میں عورت کا معاشرتی مقام	37
21	انگریزی مہینوں کے نام اور پسِ منظر	38
22	دینی مدارس اور ان کے انحطاط کے اسباب	40
23	صدیق اکبر اور تصدیق معراج	41
24	ریاست مدینہ کا خواب	42
25	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک قابل رشک شخصیت	43
26	حضرت حاجی عبدالوہابؒ کے رفیق سفر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل صاحب کا سانحہ ارتحال	45
27	ٹماٹر کھائیں صحت بنائیں (طب وصحت)	47

مجلس مشاورت

- شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر جان محمد مدظلہ
- حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز الرحمٰن رحمانی
- حضرت مولانا حافظ محمد ریاض درانی
- حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی
- حضرت مولانا سید سیف الرحمٰن شاہ
- حضرت مولانا مفتی عبدالرشید
- ڈاکٹر محمد عمران زاہد
- محمد ظفر عزیز
- ڈاکٹر محمد سرفراز۔ سارہ ہسپتال
- شیخ محمد کاشف انور
- محمد حفیظ طاہر

قلمی معاونین

☆ سید کوکب جمیل ہاشمی ☆ عابد کمالوی

☆ حکیم سید عزیز الرحمٰن ☆ ڈاکٹر زاہد الحق قریشی

☆ چوہدری کاشف محمود ذیلدار ☆ پروفیسر محمد شفیق کھوکھر

☆ میجر (ر) عثمان ٹکا

لیگل ایڈوائزر: حافظ محمد سلمان عابد (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

قیمت فی شمارہ: 40 روپے

سالانہ زرتعاون: 500 روپے

بیرون ممالک: سعودی عرب 100 ریال یورپی ممالک: 50 یورو

خط و کتابت کیلئے

علوم ربانیہ لاہور، خانقاہ ربانیہ

27/8 چوبچہ، مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) لاہور پاکستان

web:islamicwazaif.com

E-mail:uloomerabbania@gmail.com

Cell: +92321-8866988 Ph: 042-36849501

سید عبیدالرحمٰن شاہ نے جمیل ریاض پرنٹنگ پریس بند روڈ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ علوم ربانیہ دھرم پورہ لاہور سے شائع کیا

ادارے کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ رسالے کو آن لائن پڑھنے کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

بہتر تجاویز، قیمتی آراء اور رسالے سے متعلق کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں نیز رسالہ نہ ملنے کی صورت میں اس نمبر پر رابطہ کریں 03218866988

القرآن

ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو، کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ (جاسوسی) مت لگایا کرو کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

(سورۃ الحجرات:۔آیت نمبر 12)

الحدیث

جاسوسی کی بنیاد بدگمانی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

تم بدگمانی سے بچو! بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو، ایک دوسرے سے حسد اور بغض مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے پیچھے مت ہٹو، بلکہ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(صحیح مسلم)

نور معرفت

حصول تقویٰ وعفت تمناء کی بہترین دعا

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسأَلُکَ الھُدٰی وَالتُّقیٰ والعَفَافَ والغِنیٰ

یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری اور پارسائی اور سیر چشمی

اَللّٰھُم الطُف بی فِی تَیسِیرِ کُلِّ عَسِیرٍ فَاِنَّ تَیسِیرَ کُلِّ عَسِیرٍ عَلَیکَ یَسِیرٌ وَّ اَسأَلُکَ الیُسرَ وَالمُعَافَاۃَ فِی الدنیا وَالآخِرَہ

یا اللہ! ہر دشوار کو آسان کر کے مجھ پر فضل و کرم کر دے۔

تیرے لئے ہر دشواری کو آسان کر دینا آسان ہی ہے اور میں تجھ سے دنیا وآخرت دونوں میں سہولت اور معافی چاہتا ہوں۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

یہ قرب مبارک ہو تجھے صوفی صافی
مجذوب کو اِک دور کی نسبت بھی ہے کافی
اس رند کے حق میں یہ دعا کردے خدارا
توفیق ندامت سے ہو غفلت کی تلافی
بخشے تجھے اللہ بلندی مراتب
مجھ کو ہو عطا میرے گناہوں کی معافی

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا

علامہ محمد اقبالؒ

اداریہ

ریاست مدینہ کا قیام کیسے...؟

وزیراعظم عمران خان اس دعویٰ پر کہ پاکستان میں ریاست مدینہ کا قیام میرا ہدف ہے، بہت تنقید ہوئی اور ساتھ مشورے بھی دیئے گئے کہ ریاست مدینہ کے قیام میں پہلے یہ ہونا چاہئے۔ انٹرنیشنل مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ کو چیف آف سپریم کورٹ نے بہبودی آبادی کے عنوان پر منعقد ایک سیمینار میں مدعو کیا۔ وہاں آپ نے دنیاوی تعلیم یافتہ پاکستان کی کریم اور بڑے بڑے عہدے والے سامعین کے سامنے بڑی حکمت کے ساتھ حق بیان کیا اور بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' تمام ارباب واختیار یاد دلایا کہ اگر ریاست مدینہ کے قیام کی وزیراعظم عمران خان خالص نیت ہے، تو ہم ان ساتھ ہیں، پھر اس فرق کی بھی وضاحت کردی کہ حکمران کی اچھی نیت کا اثر عوام کے ساتھ ساتھ نبادات تک پر بھی پڑتا ہے، اس کیلئے مثنوی کی ایک حکایت سنائی کہ کیسے بادشاہ ایک باغ میں گیا اور باغبان کو انار کا جوس پلانے کیلئے کہا، باغبان نے ایک انار نچوڑا تو گلاس بھر گیا، وہ گلاس پینے کے بعد بادشاہ نے دوبارہ فرمائش کی کہ ایک گلاس اور پلادو، اس دوران بادشاہ نے دل میں سوچا کہ اس باغ کے انار اتنے رسیلے ہیں، اسے تو خوب آمدنی ہوتی ہوگی، اس لئے اس پر زیادہ ٹیکس لگانا چاہئے، اب جب باغبان نے انار نچوڑا تو آدھا گلاس بھرا، پھر اس نے دوسرا انار نچوڑا تب گلاس بھرا۔

بادشاہ نے باغبان سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے، پہلے ایک انار سے گلاس بھر گیا دوسری مرتبہ دو اناروں سے بھرا، باغبان نے کہا پہلی مرتبہ بادشاہ کی نیت ٹھیک تھی، دوسری مرتبہ بادشاہ کی نیت میں فتور آ گیا ہے، باغبان کو یہ علم نہیں تھا کہ یہی بادشاہ ہے، خیر بادشاہ نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ غریب آدمی ہے، اس پر ٹیکس بڑھانے کی بجائے کم کر دینا چاہئے، پھر بادشاہ نے کہا ایک اور گلاس پلادو، اب باغبان نے ایک اور انار توڑا، ابھی اس کو آدھا ہی نچوڑا تھا کہ گلاس بھر گیا۔ بادشاہ نے حیران ہوکر باغبان سے پوچھا کہ اب یہ کیا ماجرا ہوا ہے...؟ باغبان گویا ہوا کہ حضور لگتا ہے بادشاہ کی نیت پہلے سے بھی بہتر ہوگئی۔

اس حکایت کے ذریعے یہ یاد کرانا مقصود تھا کہ اگر بادشاہ سلامت وحکام کی نیتیں درست ہوں گی تو ریاست میں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی، ریاست مدینہ کے بارے میں ان کی نیت درست اور نیک ہے، تو ہم ان کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ اور جب رحمتیں و برکتیں آئیں گی تو ہمیں آبادی کم کرنے کی ضرورت نہ رہے گی، پہلے فی ایکڑ پیداوار ایک من تھی تو اب 15 من ہوگئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ریاست مدینہ کا قیام کیسے وجود میں آئے گا...؟ اس کیلئے ہمیں امریکہ ودیگر غیر مسلم ممالک ونظام ہائے حکومت سے ڈکٹیشن لینی ہوگی یا مدینہ والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء صحابہ کرامؓ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ ریاست مدینہ کیلئے مدینہ والے نظام کو اپنانا چاہئے۔

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ سے قبل خلفاء ثلاثہ نے بڑی کامیاب حکمرانی کی، آپؓ نے فرمایا کہ ان کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر تم ہو....

حکمرانی کیلئے سب سے اہم کام اچھے مشیروں کا چناؤ ہے، کوئی حکمران تنہا حکومت نہیں چلا سکتا، اس لئے اگر اس کے مشیر اچھے ہوں گے تو اسے اچھے مشورے دیں۔ دوسرے خوشامدی لوگوں سے دور رہیں، یہ آپ کی بے جا تعریفیں کریں اگے ور اگر کوئی آپ کو حق بتانا چاہے گا تو اس کی مخالفت کریں گے، اس طرح آپ کو اندھیرے میں رکھ کرنا کام کردیں گے۔

تیسرے تاریخ سے سبق حاصل کریں، حالات کبھی ایک سے نہیں رہتے، کبھی اقتدار کی کرسی، کبھی اپوزیشن، کبھی تخت اور کبھی تختہ، ان واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ چوتھے اپنا آئیڈیل اسلامی شخصیات کو بنائیں، ہمارے اسلاف اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ہم ان کے دن منانے لگ جائیں تو سال کے 365 دن کم پڑ جائیں بلکہ ایک ایک دن میں کئی اسلامی ہیروز کے ایام آتے ہیں، اس لئے ان کے دن منانے کی بجائے ان کے کردار اور اوصاف اپنانے کی ضرورت ہے۔

پانچویں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اجڈ، جاہل بدو جن پر کوئی حکومت کرنے کیلئے تیار نہ تھا، ان کے دلوں پر 13 سال محنت کی، جب ان کے دل دین اسلام کی محنت کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات نازل کئے تو اسلامی تاریخ نے دیکھا کہ ان صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق عمل کرنے کیلئے دل وجان سے نہ صرف قبول کیا بلکہ عمل کر کے دیکھایا، جس کے نتیجہ میں پوری دنیا کی سپر پاور زسرنگوں ہو گئیں، مثالیں موجود ہیں کہ جب پردہ کا حکم آیا تو صحابیات جو گھر سے باہر تھیں وہیں بیٹھ گئیں کہ گھر سے حجاب لا کر دو، اب ہم گھر تک کا راستہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم توڑ کر بے پردگی کے عالم میں طے نہیں کریں گی۔ شراب جیسی مرغوب شے، شراب کا حکم آیا تو جس کے ہاتھ میں جام تھا، اس نے وہیں انڈیل دیا قیمتی شراب سے بھرے مٹکے توڑ دیئے گئے، اس لئے جب تک آپ کے مشیر صاحب کردار نہیں ہوں آپ کو مدینہ جیسی ریاست کی طرف ایک قدم بھی بڑھنے نہیں دیں گے۔ ٹیلنٹ اور صاحب کردار حضرات کی کمی نہیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ورنہ اگر مغربی جمہوریت کے پیچھے بھاگتے رہے تو کبھی اس سراب سے نکل کر مدینہ کی ریاست تک نہ پہنچ سکیں گے، اس کی زندہ مثال شراب کی بندش کے خلاف قرارداد کو پارلیمنٹ کی اکثریت نے پیش نہ ہونے دیا، اس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں اطراف کے ممبران شامل تھے، ایک فاسق، فاجر، شرابی، سودی کاروبار والے، چور کرپٹ اور ڈاکو سے آپ یہ کیسے امید کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے خلاف کسی قرارداد کو پیش ہونے گا۔ ان کے اس قبیح فعل کے متعلق تو جرأت مند مفتی حضرات ہی فتویٰ دے سکتے ہیں کہ کسی بھی شریعت کے حکم کے خلاف اکثریت ووٹ دے تو ان کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے۔ ایسا سانحہ ہرگز نہ وقوع پذیر ہوتا اگر ان کے دلوں پر محنت کی گئی ہوتی۔ اب چاہے ان پر محنت کر لیجئے یا تیار اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے مشیر حاصل کر لیجئے۔

اصلاح معاشرہ وافراد کیسے ممکن ہے...؟

اصلاح عوام وخواص کے دو تیر بہدف نسخے ہیں "پہلا نسخہ" (فرمان باری تعالیٰ ہے) "نماز بے حیائی و ناشائستہ باتوں سے روکتی ہے" (مفہوم قرآنی آیت)۔ "دوسرا نسخہ" (فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) "ایک صحاب ابتدائی دور میں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ مجھ میں بہت سی برائیاں موجود ہیں چوری، شراب، زنا، جھوٹ اور دھوکہ دہی وغیرہ، میں آپ کے کہنے پر صرف ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو، اس نے عہد کر لیا کہ آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا، صرف ایک رات میں اس کے تمام گناہ چھوٹ گئے" ہم جھوٹ کو سیاست کہہ کر بڑے فخر سے اس برائیوں کی جڑ کو بیان کرتے ہیں۔

مغربی تین ممالک سیکنڈے نیویا، ناروے اور سویڈن نے بغیر کسی جھجھک اور شرم کے برملا حضرت عمر فاروقؓ کے طرز حکومت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے ممالک میں حضرت عمر کے قانون Umar''S''Law کے عنوان سے نافذ کر رکھے ہیں، بہترین رزلٹ حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی زندگی میں عوام کی فلاح و بہبود کیلئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جو کہ آج 1400 سال گزرنے کے بعد بھی نہ صرف قائم ہے بلکہ فعال بھی ہے اور اس کا سرمایہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے، شاید یہ دنیا کا قدیم ترین ٹرسٹ ہے۔

ذیل میں امیر المومنین، خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ان اصلاحات اور قوانین کا ذکر کیا جاتا ہے جو ان سے قبل دنیا نہیں میں کہیں بھی رائج نہ تھیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست مشہور ہے، جو کہ ہر کسی حکمران کی کامیابی کیلئے از حد ضروری ہے۔

امیر المومنین، خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دنیا کو ایسے سسٹم دیئے جو آج تک پوری دنیا میں رائج ہیں۔

۞ سن ہجری کا اجراء کیا۔ ۞ جیل کا تصور دیا۔ ۞ موذنوں کی تنخواہ مقرر کی۔ ۞ مسجدوں میں روشنی کا بندوبست کرایا ۞ پولیس کا محکمہ بنایا ۞ ایک مکمل عدالتی نظام کی بنیاد رکھی۔ زآب پاشی کا نظام قائم کرایا۔ زفوجی چھاؤنیاں بنوائیں اور فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا۔ ۞ آپ نے دنیا میں پہلی مرتبہ دودھ پیتے بچوں، معذور بچوں، بیواؤں اور بے آسراؤں کے وظائف مقرر کئے۔ ۞ آپ نے دنیا میں پہلی بار حکمرانوں، سرکاری عہدیداروں اور والیوں کے اثاثے ڈکلیئر کرنے کا تصور دیا۔ ۞ آپ نے بے انصافی کرنے والے ججوں کو سزا دینے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ۞ آپ نے دنیا میں پہلی بار حکمران کلاس کی اکاؤنٹبلٹی شروع کی۔ ۞ آپؓ راتوں کو تجارتی قافلوں کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ ۞ آپ فرمایا کرتے جو حکمران عدل کرتے ہیں وہ راتوں کو بے خوف سوتے ہیں۔ ۞ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قوم کا سردار قوم کا سچا خادم ہوتا ہے۔ ۞ آپ کی مہر پر لکھا تھا "عمر نصیحت کیلئے موت ہی کافی ہے"۔ ۞ آپ کے دستر خوان پر کبھی دو سالن نہیں رکھے گئے۔ ۞ آپ زمین پر سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سو یا کرتے تھے۔ آپ سفر کے دوران جہاں نیند آجاتی، کسی درخت پر چادر تان کر سایہ کرتے تھے اور سو جایا کرتے تھے اور رات کو ننگی زمین پر دراز ہو جایا کرتے تھے۔

❁ آپ کے کرتے پر 14 پیوند تھے اور ان پیوندوں میں ایک سرخ چمڑے کا پیوند بھی تھا۔ ❁ آپ موٹا کھردرا کپڑا پہنتے تھے، آپ کو نرم اور باریک کپڑے سے نفرت تھی۔ ❁ آپ جب کسی کو سرکاری عہدے پر فائز کرتے تھے تو اس کے اثاثوں کا تخمینہ لگوا کر اپنے پاس رکھ لیتے تھے اور اگر سرکاری عہدے کے دوران اس کے اثاثوں میں اضافہ ہو جاتا تو آپ اس کی اکاؤنٹیبلٹی کرتے تھے۔ ❁ آپ جب کسی کو گورنر بناتے تو اس کو نصیحت فرماتے تھے ''کبھی ترکی گھوڑے پر نہ بیٹھنا، باریک کپڑے نہ پہننا، چھنا ہوا آٹا نہ کھانا، دربان نہ رکھنا اور کسی فریادی پر دروازہ بند نہ کرنا''۔

❁ آپ فرماتے تھے ظالم کو معاف کر دینا مظلوموں پر ظلم ہے۔ ❁ آپ کا یہ فقرہ آج انسانی حقوق کے چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''مائیں بچوں کو آزاد پیدا کرتی ہیں، تم نے انہیں کب سے غلام بنا لیا''۔ ❁ فرمایا میں اکثر سوچتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں کہ ''عمر کیسے بدل گیا''

❁ آپ اسلامی دنیا کے پہلے خلیفہ تھے جنہیں ''امیر المومنین'' کا خطاب دیا گیا۔ ❁ دنیا کے تمام مذاہب میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ہے، اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت عدل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جو اس خصوصیت پر پورا اترتے ہیں۔ ❁ آپ کے عدل کی وجہ سے عدل دنیا میں عدل فاروقی ہو گیا۔ ❁ آپ شہادت کے وقت مقروض تھے، چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا واحد مکان بیچ کر قرضہ ادا کر دیا گیا اور آپ دنیا کے واحد حکمران جو فرمایا کرتے تھے کہ اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مر گیا تو اس کی سزا (امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ) کو بھگتنا ہوگی۔

❁ آپ کے عدل کی یہ حالت تھی، آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی سلطنت کے دور دراز علاقے کا ایک چرواہا بھاگتا ہوا آیا اور چیخ کر بولا لوگو ''حضرت عمر کا انتقال ہو گیا ہے''۔ لوگوں نے حیرت سے پوچھا، تم مدینہ سے ہزاروں میل دور جنگل میں ہو تمہیں اس سانحے کی اطلاع کس نے دی...؟

چرواہا بولا! جب تک حضرت عمر فاروقؓ زندہ تھے میری بھیڑیں جنگل میں بے خوف پھرتی تھیں اور کوئی درندہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا، لیکن آج پہلی بار ایک بھیڑیا میری بھیڑ کا بچہ اٹھا کر لے گیا، میں نے بھیڑیے کی جرأت سے جان لیا کہ آج دنیا میں حضرت عمر فاروقؓ موجود نہیں ہیں۔ ❁ حضرت عمر فاروق نے اپنے دور میں جس جس خطے میں اسلام کا جھنڈا بھجوایا، وہاں سے آج بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں آتی ہیں اور وہاں آج بھی لوگ اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ ❁ دنیا میں الیگزینڈر کا نام صرف کتابوں میں سمٹ کر رہ گیا ہے جبکہ حضرت فاروقؓ کے بنائے نظام دنیا کے 190 ممالک میں آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ ❁ آج بھی جب کسی ڈاکخانے سے کوئی خط نکلتا ہے، پولیس کا کوئی سپاہی وردی پہنتا ہے، کوئی فوجی جوان 4 ماہ بعد چھٹی پر جاتا ہے یا پھر حکومت کسی بچے، معذور، بیوہ یا بے آسرا شخص کو وظیفہ دیتی ہے تو وہ معاشرہ، وہ سوسائٹی بے اختیار حضرت عمر فاروقؓ کو عظیم تسلیم کرتی ہے، وہ انہیں تاریخ کا سب سے بڑا اسکندر مان لیتی ہے، ماسوائے ان مسلمانوں کے جو آج تک احساس کمتری کے شدید احساس میں کلمہ تک پڑھنے سے پہلے دائیں بائیں دیکھتے ہیں۔

مسلمانوں نے ایک بار انگریز سرکار کو دھمکی دی تھی کہ ''اگر ہم گھروں سے نکل پڑے تو تمہیں چنگیز خان یاد آ جائے گا''

اس پر جواہر لال نہرو نے مسکرا کر کہا تھا کہ ''افسوس! آج چنگیز خان کی دھمکی دینے والے مسلمان یہ بھول گئے کہ ان کی تاریخ میں ایک حضرت عمرؓ بھی تھے'' جن کے بارے میں مستشرقین اعتراف کرتے ہیں کہ ''اسلام میں اگر ایک عمر اور ہوتا تو آج دنیا میں صرف اسلام ہی دین ہوتا''

آخری گزارش یہ ہے کہ حکمران کو علم ہونا چاہئے کہ اس کی رعایا کس حال میں ہے...؟ اسلامی حکمران اکثر بھیس بدل کر رعایا کی خبر گیری کیا کرتے تھے، کیونکہ دنیا میں نظریاتی طور پر صرف دو ممالک وجود میں آئے۔ (1) دین اسلام کے حوالے سے پاکستان (2) یہودیت کے عنوان سے اسرائیل

اس لئے پاکستانی عوام اور دینی طبقہ کو اپنی حکومت کا یہ تاثر زائل کرنے پہ بھرپور توجہ دیں کہ آپ کی حکومت دین اسلام کے خلاف اقدامات کر رہی ہے، مثلاً حجاج کرام کیلئے 45 ہزار کی سبسڈی ختم کرنا، قادیانیت، توہین رسالت اور شراب کی حرمت کے خلاف نرم رویہ، علماء کو تنگ کرنا، مدارس کے خلاف کاروائیاں، بسنت کا تہوار دوبارہ شروع کرنا بھوک کی وجہ سے اوسطاً 2 بچوں کا روزانہ فوت ہونا، انسانوں اور جانوروں کا ایک ہی جوہڑ سے پانی پینا، کیا اسلامی، فلاحی ریاست میں یہ سب ہوتا ہے...؟

مدیر اعلیٰ سید مزمل حسین نقشبندی

تذکرۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم تسہیل نشر الطیب

آپ ﷺ کی پیدائش کا وقت اور جگہ

قسط نمبر 6

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ساتویں فصل

دن و تاریخ:۔سب کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، البتہ تاریخ میں اختلاف ہے کہ آٹھویں تھی یا بارہویں۔(اکذافی لشمامہ)

مہینہ:۔سب کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کا مہینہ ربیع الاول تھا۔مشرکین مکہ بہرے تھے، لہٰذا ان سے آپ ﷺ کے آنے کی خوشخبریاں نہ سنی گئیں اور ڈرانے والی بجلی ان سے نہ دیکھی گئی۔

(اور حیرت اس بات پر ہے کہ) کاہنوں کے اپنی قوم کو یہ خبر دینے کے بعد کہ ان کا غلط دین اب باقی نہیں رہے گا، وہ لوگ اندھے اور بہرے بنے ہیں اور زمین پر منہ کے بل گر رہے ہیں۔

سال کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کا سال عام الفیل تھا (جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے)۔سہیلی کے بقول اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بعض حضرات کے نزدیک پچپن دن بعد آپ ﷺ پیدا ہوئے۔(الشمامہ)

وقت پیدائش:۔بعض حضرات نے رات اور بعض حضرات نے دن کا وقت کہا ہے۔(الزرکشی) جبکہ بعض حضرات نے طلوع فجر کہا ہے۔(الشمامہ)۔

مقام پیدائش:۔بعض حضرات کے نزدیک آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے۔بعض کے نزدیک شعب (گھاٹی) میں پیدا ہوئے۔بعض کے نزدیک روم میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک عسفان میں پیدا ہوئے۔(مواہب)۔

من الروض

وکان مولدہ ایضا و نقلتہ	لیوم الاثنین ھٰذا الامر معتبر
یا رب صل وسلم دائما ابدا	علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

آپ ﷺ کی ولادت شریفہ پیر کے دن ہوئی۔یہی بات درست ہے۔

آٹھویں فصل: آپ ﷺ کے بچپن کے واقعات

پہلی روایت:

ابن شیخ نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کا جھولا فرشتوں کے ہلانے کی وجہ سے ہلا کرتا تھا۔(مواہب)

دوسری روایت: حضرت حلیمہ کہتی ہیں: انہوں نے جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا تو آپ ﷺ نے دودھ چھوڑتے ہی سب سے پہلے جو بات فرمائی وہ یہ تھی اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا (اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں بہت بڑے ہیں اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے)۔جب آپ ﷺ ذرا سمجھدار ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے)۔(المواہب)

تیسری روایت:۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو دور نہ جانے دیا کرتیں۔ایک بار انہیں معلوم نہ ہوا اور آپ ﷺ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مویشیوں کی طرف چلے گئے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تلاش میں نکلیں۔دیکھا کہ آپ ﷺ بہن کے ساتھ ہیں، حضرت حلیمہؓ کہنے لگیں: اس گرمی میں ان کو یہاں لیے پھر رہی ہو۔بہن نے کہا: اماں جان! میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی، میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے تھا۔جب یہ ٹھہرتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا۔اس جگہ تک ہم اسی طرح پہنچے ہیں۔(ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر)

چوتھی روایت: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) قبیلہ بنوسعد کی عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ آئی۔(اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اس سال سخت قحط تھا، میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا۔رات بھر (وہ بھوک کی وجہ سے روتا رہتا) اسکے چلاّنے سے ہمیں نیند نہ آتی (اسی طرح) ہماری اونٹنی کا دودھ بھی نہ تھا۔میں ایک دراز گوش (گدھا) پر سوار تھی جو انتہائی کمزوری کی وجہ سے ہمارے ساتھ چل نہیں سکتا تھا اور ہمسفر بھی اس سے تنگ آ گئے تھے۔ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں تو کوئی بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوتا، کیونکہ انہیں زیادہ اکرام وانعام کی امید نہ تھی یتیم ہونے کی وجہ سے۔حضرت حلیمہؓ نے یہ سارا ماجرا اپنے خاوند محترم سے بیان کیا، ان کا کہنا تھا کہ یہ تو اچھی بات نہیں کہ میں بچہ لیئے بغیر واپس

جاؤں، کیوں نہ ہم یہ یتیم بچہ ہی لے لیں۔شوہر محترم نے کہا یہ بھی اچھی تجویز ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہی برکت عطا فرما دیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو دور نہ جانے دیا کرتیں تھیں۔ایک بار انہیں معلوم نہ ہوا اور آپ علیہ السلام اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مویشیوں کی طرف چلے گئے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تلاش میں نکلیں۔ دیکھا کہ آپ ﷺ بہن کے ساتھ ہیں، حضرت حلیمہؓ کہنے لگیں: اس گرمی میں ان کو یہاں لیے پھر رہی ہو۔

بہن نے کہا: اماں جان!

میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی، میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے تھا۔جب یہ ٹھہرتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا۔اس جگہ تک ہم اسی طرح پہنچے ہیں۔(ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر)

چوتھی روایت:

جب اپنی قیام گاہ پر آئی اور آپ ﷺ کو گود میں لے کر میں دودھ پلانے بیٹھیں تو اس قدر دودھ آیا کہ آپ ﷺ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آرام سے پیا اور آرام سے سو گئے۔میرے شوہر نے جب اونٹنی کو جا کے دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔غرض انہوں نے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا، اور رات بڑے آرام سے گزری۔ اس سے پہلے ہمارے نصیب میں سونا نہیں تھا، شوہر کہنے لگا اے حلیمہ! تُو تو بڑی برکت والے بچے کو لائی ہے۔ میں نے کہا ہاں، مجھ کو بھی یہی امید ہے۔پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے میں آپ ﷺ کو لے کر اسی دراز گوش (گدھے کے لئے یہ لفظ ادباً استعمال کیا گیا) پر سوار ہوئی۔اب تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اس کی تیز رفتاری کے سبب اس کو پکڑ نہ سکتی تھیں۔ میری ہمسفر عورتیں تعجب سے کہنے لگیں، حلیمہ: ذرا آہستہ چلو کیا، یہ وہی دراز گوش ہے جس پر تم آئی تھی؟ میں نے کہا: وہی ہے وہ کہنے لگیں: لگتا ہے کوئی خاص بات پیش آئی ہے، ہم اپنے گھر پہنچے، اگرچہ وہاں سخت قحط تھا لیکن میری بکریاں دودھ سے بھری ہوتیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں سے ایک قطرہ تک دودھ نہ ملتا تھا، میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے: تم بھی وہاں جانور چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔مگر اس کے باوجود ان کے جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا اصل بات تو اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا، آپ ﷺ دو سال کی عمر میں خوب بڑے لگنے لگے، پھر ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ علیہ السلام کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کچھ دن اور ہمارے پاس رہیں، اس لئے آپ علیہ السلام کی والدہ سے اصرار کر کے اور مکہ میں وباء کے بہانے سے ہم آپ ﷺ کو پھر اپنے گھر لے آئے۔ چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے ابو سے کہنے لگا: میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑوں والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور پیٹ چاک کر دیا، میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ ہم دونوں گھبرائے ہوئے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہیں اور آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ خوف سے اڑا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: بیٹا کیا ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اس میں کچھ ڈھونڈ کر نکالا، معلوم نہیں کیا نکالا۔ہم آپ ﷺ کو واپس اپنے گھر لے آئے۔

میرے شوہر نے مجھ سے کہا: حلیمہ! اس لڑکے کو آسیب ہوا ہے۔اس سے پہلے کہ یہ اثر بڑھے ان کو ان کے گھر پہنچا آؤ، چنانچہ میں آپ ﷺ کو ان کی والدہ کے پاس لے آئی۔ وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگی تم تو اس کو ابھی اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی پھر یہاں کیوں لے آئی؟ میں نے کہا: اب خدا کے فضل سے یہ ہوشیار ہو گئے ہیں، اور میں اپنی خدمت ادا کر چکی۔ خدا جانے کیا اتفاق ہو جائے۔اس لئے لے آئی ہوں۔ حضرت آمنہؓ نے فرمایا: یہ بات نہیں، سچ بتاؤ کیا بات ہے؟ میں نے سارا قصّہ بیان کیا، حضرت آمنہؓ کہنے لگیں: تمہیں ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں، کہنے لگیں: ہرگز نہیں واللہ ان پر شیطان کا کچھ اثر نہیں ہوسکتا، میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے پھر انہوں نے حمل اور ولادت کے چند حالات بیان کیے (جو پانچویں فصل میں مذکور ہیں) اور فرمایا: اچھا ان کو چھوڑ دو اور خیریت سے واپس جاؤ۔

فائدہ: حضرت حلیمہ کے اس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور جذامہ (جو شیما کے نام سے مشہور ہیں) کے بھائی ہیں۔ یہ سب حارث بن عبد العزیٰ (حضرت حلیمہ کے شوہر) کی اولاد ہیں۔

جاسوسی کیا ہے ...؟

قاری محمد ایوب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کامل الایمان مومن شخص کو روکا ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کے عیوب کی ٹوہ لگائے اور اس کے بارے میں جاسوسی کرے۔ مشہور امام حدیث اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جاسوسی اور ٹوہ لگانا یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں سننا جبکہ وہ ناپسند کرتے ہوں کہ کوئی دوسرا ان کی بات سن لے اور یہ بھی جاسوسی میں شامل ہے کہ جب لوگ غافل ہو کر گھروں میں بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تو ان کے دروازے پر کان لگا کر تجسس اور ٹوہ لگایا جائے۔

ناقابل یقین انفارمیشن

ابوعمیم الحق قریشی

قرآن حکیم کا دعوی ہے کہ اس میں کوئی باطل بات داخل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کا ایک ایک حرف اتنی زبردست کیلکولیشن اور اتنے حساب وکتاب کے ساتھ اپنی جگہ پرفٹ ہے کہ اسے تھوڑا سا ادھر اُدھر کرنے سے وہ ساری کیلکولیشن درھم برہم ہوجاتی ہے۔ جس کے ساتھ قرآنِ پاک کی اعجازی شان نمایاں ہے۔
اتنی بڑی کتاب میں اتنی باریک کیلکولیشن کا کوئی رائٹر تصور بھی نہیں کرسکتا۔ بریکٹس میں دیے گئے یہ الفاظ بطور نمونہ ہیں ورنہ قرآن کا ہر لفظ جتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے وہ تعداد اور اس کا پورا بیک گراؤنڈ اپنی جگہ خود علم وعرفان کا ایک وسیع جہان ہے۔ دنیا کا لفظ اگر 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے تو اس کے مقابل آخرت کا لفظ بھی 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ وعلی ھذا القیاس۔
(دنیا وآخرت: 115)۔(شیاطین وملائکہ: 88)۔(موت وحیات: 145)۔(نفع وفساد: 50)۔(اجر فصل 108)۔(کفروایمان :25)۔(شہر:12) کیونکہ شہر کا مطلب مہینہ اور سال میں 12 مہینے ہی ہوتے ہیں تقریباً 360 یوم ہوتے ہیں (اور یوم کا لفظ 360 مرتبہ استعمال ہوا ہے) کیونکہ سال میں اتنی بڑی کتاب میں اس عددی مناسبت کا خیال رکھنا کسی بھی انسانی مصنف کے بس کی بات نہیں۔ مگر بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔
جدید ترین ریسرچ کے مطابق قرآن حکیم کے حفاظتی نظام میں 19 کے عدد کا بڑا عمل دخل ہے، اس حیران کن دریافت کا سہرا ایک مصری ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے جو امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر تھے۔ 1968ء میں انہوں نے مکمل قرآنِ پاک کمپیوٹر پر چڑھانے کے بعد قرآنِ پاک کی آیات ان کے الفاظ وحروف میں کوئی تعلق تلاش کرنا شروع کردیا رفتہ، رفتہ اور لوگ بھی اس ریسرچ میں شامل ہوتے گئے۔ حتی کہ 1972ء میں یہ ایک باقاعدہ سکول بن گیا۔ ریسرچ کے کا کام جونہی آگے بڑھا ان لوگوں پر قدم قدم پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، قرآنِ حکیم کے الفاظ وحروف میں انہیں ایک ایسی حسابی ترتیب نظر آئی جس کے مکمل ادراک کیلئے اس وقت تک کے بنے ہوئے کمپیوٹر ناکافی تھے۔
کلام اللہ میں 19 کا ہندسہ صرف سورہ مدثر میں آیا ہے جہاں اللہ نے فرمایا: دوزخ پر ہم نے انیس محافظ فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے اس میں کیا حکمت ہے یہ تو رب ہی جانے لیکن اتنا اندازہ ضرور ہوجاتا ہے کہ 19 کے عدد کا تعلق اللہ کے کسی حفاظتی انتظام سے ہے، پھر ہر سورت کے آغاز میں قرآنِ مجید کی پہلی آیت بسم اللہ کو رکھا گیا ہے، گویا کہ اس کا تعلق بھی قرآن کی حفاظت سے ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بسم اللہ کے کل حروف بھی 19 ہی ہیں۔ پھر یہ دیکھ کر مزید حیرت میں اضافہ ہوتا ہے کہ بسم اللہ میں ترتیب کے ساتھ چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں ریسرچ کی گئی تو ثابت ہوا کہ اسم پورے قرآن میں 19 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ لفظ الرحمٰن 57 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 3×19 کا حاصل ہے اور لفظ الرحیم 114 مرتبہ استعمال ہوہے جو 6×19 کا حاصل ہے اور لفظ اللہ پورے قرآن میں 2699 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 142×19 کا حاصل ہے، لیکن یہاں بقیہ ایک رہتا ہے جس کا صاف مطلب ہے کہ اللہ کی ذات پاک کسی حساب کے تابع نہیں ہے وہ یکتا ہے۔ قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد بھی 114 ہے، جو 6×19 کا حاصل ہے۔ سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی، لیکن سورہ نمل آیت نمبر 30 میں مکمل بسم اللہ نازل کرکے 19 کے فارمولا کی تصدیق کردی اگر ایسا نہ ہوتا تو حسابی قاعدہ فیل ہوجاتا۔
اب آیئے حضور علیہ السلام پر اترنے والی پہلی وحی کی طرف:
یہ سورۃ علق کی پہلی 5 آیات ہیں، اور یہیں سے 19 کے اس حسابی فارمولے کا آغاز ہوتا ہے...!۔ ان 5 آیات کے کل الفاظ 19 ہیں اور ان 19 الفاظ کے کل حروف 76 ہیں جو ٹھیک 4×19 کا حاصل ہیں لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی جب سورۃ علق کے کل حروف کی گنتی کی گئی تو عقل ورطہ حیرت میں ڈوب گئی کہ اسکے کل حروف 304 ہیں جو 4×4×19 کا حاصل ہیں۔
قارئین محترم ! عقل یہ دیکھ کر حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں مزید ڈوب جاتی ہے کہ قرآنِ پاک کی موجودہ ترتیب کے مطابق سورۃ علق قرآن پاک کی 96 نمبر سورت ہے اب اگر قرآن کی آخری سورت والناس کی طرف سے گنتی کریں تو آخر کی طرف سے سورۃ علق کا نمبر 19 بنتا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 46 پر)

اولیاء اللہ کی فیکٹریاں

آخری قسط

شیخ العالمین حکیم سید مزمل حسین نقشبندی

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مکمل تبلیغی نصاب پر اب تک عمل پیرا ہوں، کم وبیش اوقات بھی لگاتا رہتا ہوں۔ بزرگوں نے ہدایات دیں تھیں کہ جب آپ دیہاڑی لگاتے ہیں تو یہ وقت آجر کی امانت ہوتا ہے اسے کبھی بھی ضائع نہ کرنا، چنانچہ اب تو زندگی کا معمول بن گیا ہے کہ جہاں بھی کام کرتا ہوں کوشش ہوتی ہے کہ دیہاڑی سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ زیادہ ہی کام کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے میرے اوقات میں ایسی برکت ہے کہ ایک دیہاڑی میں دو دیہاڑیوں کا کام کرتا ہوں۔ اسی طرح بزرگوں نے ایک اور ہدایت کی تھی کہ مارکیٹ سے 100 روپے کم دیہاڑی لینا، اس سے بھی آپ کے رزق میں برکت ہوگی۔ الحمدللہ یہ بھی زندگی کا معمول ہی بن گیا ہے۔

خلاصہ کلام :۔ بزرگوں کی ہدایات پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ محنت مزدوری کے دوران جب بھی میرا دل کرتا ہے کہ اللہ کے راستے میں نکلوں اور کچھ دن تبلیغی جماعت کے ساتھ لگا آؤں تو میں مالک مکان کو کہتا ہوں کہ میں کچھ دنوں کیلئے تبلیغی جماعت کے ساتھ جارہا ہوں آپ اپنے مکان کا بقیہ کام کسی اور مستری سے کروالینا اور مجھے اجازت دیدیں تو مالک نہ صرف اجازت دے دیتا ہے بلکہ ساتھ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ یہ کام آپ نے ہی شروع کیا تھا تو مکمل بھی آپ ہی کریں گے، آپ نے جتنے دن لگانے ہیں تبلیغ میں لگاؤ واپس آکر کام شروع کردینا۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ میری جماعت کی نماز رہ جاتی ہو، عموماً ہر نماز مسجد کے بابرکت ماحول میں باجماعت ہی ادا کرتا ہوں۔

دین کی برکت سے میری ہر دعا پوری ہونے لگی :۔

ایک مرتبہ چند بے تکلف دوستوں کو تبلیغی جماعت میں وقت لگانے کیلئے تیار کیا تو ان کا کہنا تھا کہ ہم جانے کیلئے تیار ہیں مگر ہماری ایک شرط ہے وہ یہ کہ روزانہ آپ کے خرچہ پر ہم لوگ دودھ جلیبی کھائیں گے، میں نے کہا رزق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب کو کھلانے، پلانے کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے اور جو اس کے راستے میں نکلتا ہے وہ ان کا اور بھی زیادہ خیال کرتا ہے۔ سستا زمانہ تھا میں نے روزانہ دودھ جلیبی کھلانے کا وعدہ کرلیا، صرف دودھ جلیبی کا ایک دن کا خرچہ 510 روپے بنتا تھا۔ جب میرے پاس پیسے ختم ہوگئے تو میں کچھ دیر کیلئے پریشان ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی دوران میں نے اپنے گھر سے خرچہ منگوانے کیلئے پیغام بھیج دیا۔ ایک رات میں مسجد میں لیٹا ہوا تھا، میں نے جیسے ہی کروٹ بدلی تو دیکھا بالکل نئے نوٹ کے 510 روپے پڑے ہیں، اٹھا کر دیکھا تو مسجد میں ایک آدمی کھڑا پوچھ رہا تھا کہ یہ پیسے آپ کے ہیں، میں نے جواب دیا کہ نہیں محترم یہ پیسے میرے نہیں ہیں۔ اس شخص نے کہا بھائی یہ رقم آپ کی ہے اور آپ اسے اپنے پاس رکھیں اس کے بعد وہ ہاں سے غائب ہوگیا۔ تین دن تک یہ سلسلہ مسلسل چلتا رہا۔ چوتھے دن گھر سے رقم پہنچ گئی تو یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ میں لمبے عرصہ کیلئے اللہ کے راستے میں دین کی محنت کیلئے نکلا ہوا تھا، کہ میرے پاس رقم ختم ہوگئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کچھ دیر بعد دیکھا تو سامنے سے دو عدد موٹے تازے بچھو چلے آرہے تھے، یہ ایسا علاقہ تھا جہاں بچھو پائے ہی نہیں جاتے تھے، میں نے انہیں ایک ڈبہ کھول کر اس کا رخ بچھوؤں کی طرف کیا تو وہ دوڑتے ہوئے ڈبے میں داخل ہوگئے، میں نے ڈبہ بند کیا اور بازار جاکر فروخت کیا تو ایک صاحب نے وہ بچھو 16 ہزار روپے میں خرید لئے، بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ نے سستے بیچ دیئے ہیں یہ تو زیادہ قیمت کے تھے، میں نے کہا مجھے اس سے کوئی غرض نہیں اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت پوری کردی ہے، میرے لئے یہی کافی ہے۔

میری ایک بچی کو تین ماہ کی عمر میں تیز بخار ہوا، پھر اسے دورے پڑنے لگے وہ صرف تین لفظ بول سکتی تھی، اماں، ابا اور چاچا، اس کے علاوہ وہ نہ تو کچھ بول سکتی تھی اور نہ ہی چل پھر سکتی تھی۔ اس کے علاج میں ہم نے کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی، اب وہ بچی تقریباً 6 سال کی ہوچکی تھی۔ اس کے صرف ٹیسٹوں پر 4 لاکھ سے زائد رقم خرچ ہوچکی تھی، مگر ہم نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل علاج کراتے رہے، اسی دوران ایک لیڈی ڈاکٹر نے جب ہماری بچی معائنہ کیا تو اس کا کہنا تھا کہ اس بچی کی جو حالت ہے یہ اب سدھرنے والی نہیں ہے لہٰذا آپ لوگ اسے زہر کا ٹیکہ لگوا کر ابدی نیند سلادیں، کیونکہ میری تین نواسیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی مسئلہ پیش آیا تھا اور میں انہیں صرف اس لئے زہر کا ٹیکہ لگوایا تاکہ میری بیٹی مسلسل پریشان نہ رہے۔

قارئین محترم! وہ صاحب اپنی داستان غم بھی سنا رہے تھے اور مسلسل رو بھی رہے تھے کہ آخر بیٹی کے علاج کیلئے اور کیا کیا جائے کہ وہ تندرست ہوجائے۔ انہوں نے زہر کا ٹیکہ لگوانے سے بھی انکار کردیا تھا، صرف اس بنیاد پر کہ جب اللہ رب العزت اسے زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں اسے ابدی نیند سلانے والے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک اللہ رب

العزت نے اس بچی کو زندگی دے رکھی ہے، ہم اس کی صحت یابی کیلئے دعاؤں کا اہتمام بھی کریں گے اور علاج بھی چلتا رہے گا۔

القصہ مختصر یہ کہ روحانی معالج کے ساتھ ساتھ ایک اچھے، سینئر اور سمجھدار پرائیوٹ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں ہمیں اطلاع ملی تو ہم نے ان کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔انہوں نے بچی کا تسلی بخش معائنہ کیا اور تقریباً 10 دنوں کی دوائی دی، جس بچی کو مسلسل 6 سال کے علاج سے فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ بچی اب صرف 10 دن کے علاج سے صحت یاب ہوگئی تھی اور چارپائی پکڑ کر چلنے لگی تھی۔اس لئے کہتے ہیں اللہ والوں سے تعلق مضبوط کرو، اگر ایک دروازہ بند ہوگا تو اور دروازے کھل جائیں گے۔

مایوسی گناہ ہے، انسان کو کسی بھی حال میں یوں نہیں ہونا چاہیے۔مستری صاحب نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بلایا، وہاں 2 حج اور 72 عمرے ادا کرنے کی سعادت ملی، میری اہلیہ نے مستورات کی جماعتوں میں 36 مرتبہ وقت لگایا ہے اللہ کے فضل سے۔انہوں نے تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانے کی بہت سی کارگزاریاں سنائیں، اس کا کہنا تھا کہ میں نے ایک سال پیدل جماعت کے ساتھ لگانے کا ارادہ ظاہر کیا، چنانچہ ہماری پیدل جماعت کے ساتھ ایک سال کیلئے تشکیل ہوئی، گلگت میں کیلاش قبیلہ کی عجیب وغریب رسومات دیکھیں۔رقص وسرور کی محفلیں تو دنیا بھر میں لوگ منعقد کرتے ہیں مگر یہاں وہ محفلیں کسی اور انداز سے ہی سجائی جاتی تھیں۔مردے کی ایک ٹانگ کے ساتھ زندہ شخص کی ٹانگ کو باندھ کر رقص کیا جاتا تھا اور یہ تماشہ دیکھنے کیلئے لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہوا کرتی تھی، اسی طرح ان میں یہ بھی عجیب قسم کی رسم تھی کہ بالغ ہوتے ہی لڑکی کو گھر سے نکال دیا جاتا تھا، ہماری جماعت نے اس علاقے میں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کیں اور لوگوں کو دعوت وتبلیغ کے ذریعہ اسلامی احکامات سے آگاہ کیا۔

قارئین محترم! ایک دن ہم لوگ گلگت کے بازار میں عمومی گشت کر رہے تھے کہ مجھے پیچھے سے ایک نوجوان لڑکی کی آواز سنائی دی کہ ''اسلام میں بیٹی کے کیا حقوق ہیں...؟''، میں نے اسے کہا بیٹی آپ کو مسئلہ پوچھنے کیلئے سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے، میں یہیں سے آپ کو مسئلہ سمجھا دیتا ہوں

اسلام میں عورت کے 4 رشتے ہیں

(1) بیٹی، اس میں بہو بھی شامل ہے۔(2) ماں، اس میں ساس بھی شامل ہے۔(3) بہن۔(4) بیوی

بیٹی ماں باپ کی آنکھوں کا تارا ہوتی ہے، اسے پال پوس کر بڑا کیا جاتا ہے، اس کی تعلیم وتربیت پر توجہ دی جاتی ہے، بلوغت کے بعد عزت واحترام کے ساتھ اس کی شادی کردی جاتی ہے۔ان رشتوں کے علاوہ دیگر عورتوں سے مرد کو پردے کا حکم ہے، ان چاروں کے الگ الگ حقوق ہیں، ان حقوق کو ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، یہاں تک کہ ان سب کا وراثت میں بھی حصہ ہے۔

اب اس خاتون نے دوسرا سوال یہ کیا کہ ''اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا مجھے بھی یہ سب حقوق ملیں گے...؟''

میں نے جواب دیا کہ جی بالکل آپ کو سب حقوق ملیں گے، اس خاتون نے کہا میں اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہوں، ہم نے اسے کلمہ پڑھا دیا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔اسلام میں داخل ہوتے ہی اسے اپنی زندگی بدلی بدلی محسوس ہوئی، اس نے ہمیں پیغام بھیجا کہ اب میری شادی کا بھی انتظام کردیا جائے تاکہ ہنسی خوشی زندگی بسر کرسکوں، چنانچہ ہم نے وہاں قریب جامع مسجد کے مفتی صاحب سے اس حوالے سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ میں الحمدللہ شادی شدہ ہوں اور میرے 4 بیٹے ہیں اور وہ بھی سب شادی شدہ ہیں مگر پھر بھی میں اپنے بچوں میں ترغیب چلا دیتا ہوں اگر کوئی اس لڑکی سے شادی کیلئے تیار ہوگیا تو ہم آپ کو جلدی بتا دیں گے۔

لڑکی کے قاصد نے ہمیں پیغام دیا کہ اس کا کہنا ہے کہ ہمارے علاقے میں جو بھی لوگ باہر سے آتے ہیں وہ صرف اپنی ہوس پوری کرتے ہیں انہیں معاشرتی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ہمارے علاقے میں آپ پہلے لوگ ہیں جو عورتوں کے حقوق کی بات کررہے ہیں، اور عورتوں کی عزت وحرمت پر تعلیم دے رہے ہیں۔مسجد کے مفتی صاحب کے بیٹے سے اس لڑکی کی شادی کردی گئی، چند دن بعد ہی ہم نے کیا دیکھا کہ وہ اپنے خاندان کے 18 افراد لے کر ہماری پاس آئی اور کہا کہ یہ لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں، آپ لوگ انہیں بھی کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان بنائیں، چنانچہ اللہ کی قدرت دیکھیں کہ ایک لڑکی 18 افراد کے اسلام لانے کا سبب بن گئی۔

دین اسلام کی محنت کے دوران دین اسلام سکھایا جاتا ہے اور عملی مشق کرائی جاتی ہے، ہماری 24 گھنٹے کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کے مطابق ہوجائے۔اگر ہمارے کام حضور نبی کریم ﷺ کے طریقوں کے مطابق ہوں گے تو یہ سنت ہے اور اگر نہیں ہوں گے تو یہ بدعت ہے۔اب یہ فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ سنت پر چل کر جنت کا انتخاب کرتے ہیں یا گمراہی کا راستہ اختیار کرکے شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

ولی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس سے کوئی خلاف سنت فعل نہیں ہوتا۔مشہور ولی اللہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، جب وہ کچھ عرصہ بعد جانے لگا تو آپ نے آنے کا مقصد پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ ''آپ کی بڑی شہرت سنی تھی، مگر میں نے آپ میں کوئی کرامت نہیں دیکھی''۔آپؒ نے فرمایا''کیا آپ نے اس تمام عرصہ میں میرا کوئی کام خلاف معمول دیکھا...؟'' تو اس شخص نے عرض کیا نہیں جی۔تب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہوسکتی ہے...؟ (بقیہ صفحہ نمبر 28 پر)

والدین کا دل جیتنے والے 10 کام

بنت محمد اجمل

جن کے والدین زندہ ہیں وہ دنیا کے خوش نصیب ترین انسان ہیں، ماں اور باپ کے رشتے ایسے ہیں جن کا دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں، یہ رشتے بس ایک ہی بار ملتے ہیں اور پھر ریت پہ کھینچی لکیروں کی طرح تیز ہواؤں کی نظر ہو جاتے ہیں۔ وقت بہت تیزی سے گذر رہا ہے، یہ کل ہی کی تو بات ہے کہ ہم چھوٹے بچے تھے، ہمارے والدین ہماری کل کائنات تھے۔ ہم ان کے ساتھ گپ شپ کیا کرتے تھے،، گھومنے پھرنے جایا کرتے تھے، ان سے اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات اور مطالبے منوایا کرتے تھے، اب وہ ہم میں نہیں رہے، وہ باپ جو میری ذرہ سی تکلیف پر بے چین ہو جایا کرتا تھا، دوڑ دوڑ کر ڈاکٹر کے پاس جایا کرتا تھا، اب کہیں دور چلا گیا ہے، وہ ماں جو مجھے مٹی میں کھیلنے سے منع کرتی تھی آج خود مٹی کی چادر تانے ابدی نیند سو رہی ہے۔ اب بس ان کی یادیں ہیں اور ایک دھندلی سی تصویر ہے۔

جن کے والدین حیات ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی خود خدمت کریں، ان کے دل جیتنے کی کوشش کریں، کیونکہ ماں باپ کی ایک دعا ہی انسان کی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے کافی ہے، اب ذیل میں وہ 10 باتیں بتائی جا رہی ہیں جن سے کوئی اپنے ماں باپ کا دل جیت سکتا ہے۔

(1) اپنے والدین کو وقت دیں، آج کے دور میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کی دلچسپی کیلئے بہت سی چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں، ویڈیو گیمز، کمپیوٹر، ٹی وی، سوشل میڈیا اور دوستوں کا ایک وسیع حلقہ انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑتا کہ وہ اپنے والدین کے پاس چند ساعتیں گزار سکیں، مگر یاد رکھیں کہ آپ چاہے کتنے ہی بڑے ہو جائیں اپنے والدین کی نظر میں وہی دو تین سالہ بچے کی مانند ہیں، جو اپنے جگر گوشے کو ہر دم اپنے قریب دیکھنا چاہتے ہیں، آپ کی باقی تمام خدمات سے بڑھ جو چیز آپ کے والدین کیلئے نہایت قیمتی ہے وہ آپ کا ان کیلئے پاس بیٹھنا ہے، کوشش کریں کہ یہ بیٹھنا خانہ پوری اور جبر والا نہ ہو، بلکہ ایسا بیٹھنا ہو جیسے دو انتہائی محبت کرنے والے دوست آپ میں بیٹھ کر گپ شپ کیا کرتے ہیں، ایک دوسرے کی دل کی باتیں سنتے ہیں، ایک دوسرے کی گفتگو سے لطف اندوز ہوتے ہیں، پھر وہ خوشخبری تو آپ نے سنی ہی ہوگی کہ والدین کے چہروں پر پڑنے والی آپ کی محبت بھری نگاہ ایک مقبول حج اور عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ کیا یہ سودا برا ہے...؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

(2) ان کو مرکزی حیثیت دیں، جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو انہیں کسی کونے میں چارپائی پر ڈال کر عضو معطل بنا کر نہ رکھ دیں بلکہ ان کو ہر معاملہ میں مرکزی حیثیت دیں، ٹھیک ہے کہ آپ نوجوان ہو گئے ہیں اور تمام گھریلو ذمہ داریاں سنبھال چکے ہیں، آپ کی شادی بھی ہو گئی ہے مگر اس کے باوجود بھی گھر میں موجود والدین کو ہر ہر معاملہ میں محسوس کروائیں کہ ہم آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔

کام آپ نے ہی کرنا ہے اور اسی طرح کرنا ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں مگر اس کے باوجود بھی اگر آپ والدین سے مشورہ کریں گے تو وہ خوشی محسوس کریں گے اور انہیں احساس ہوگا کہ وہ اب بھی ریٹائرڈ نہیں ہوئے بلکہ انہی کے مشورے اور تعاون سے گھر کا ماحول چل رہا ہے۔

یاد ہے جب آپ چھوٹے تھے اتنے چھوٹے کہ دو کلو بھی وزن نہیں اٹھا سکتے تھے اور اپنے والدین کی کوئی بھی بھاری چیز اٹھانے میں مدد کرتے تھے تو وہ آپ کا دل رکھنے کیلئے آپ کو یہی احساس دلاتے تھے کہ اصل کام تو آپ نے ہی کیا ہے، بس اب یہی قرضہ والس لوٹانے کا وقت ہے۔

(3) اکتاہٹ اور بے زاری کے اظہار سے پرہیز کریں۔ عمر کے ساتھ ساتھ انسان کی یادداشت بھی کمزور ہو جاتی ہیں، اس لئے جب آپ کے والد یا والدہ آپ کو کوئی ایسا واقعہ سنائیں جو کہ آپ ان کی زبانی پہلے کئی بار سن چکے ہوں تو بے زاری کے اظہار کی بجائے ایسی دلچسپی سے سنیں جیسے وہ واقعہ آپ پہلی بار سن رہے ہیں، یہ کبھی نہ بولیں کہ آپ بار بار ایک ہی واقعہ سناتے ہیں، ایسا کرنے سے ان کا دل ٹوٹ جائے گا اور وہ دل میں شرمندہ ہو جائیں گے۔

جب والدین میں سے کوئی بھی آپ سے بات کرے تو ان کی بات کو درمیان میں ہرگز نہ کاٹیں، یہ چیز ادب کے بھی خلاف ہے اور اس چیز سے والدین میں بھی احساس کمتری پیدا ہوگا۔

(4) ان کے سامنے وہ چیزیں آپ نہ کھائیں، جن سے ڈاکٹر نے انہیں پرہیز کرنے کا کہا ہو، بڑی عمر کے اکثر افراد کو شوگر ہوتی ہے، اگر خدانخواستہ آپ کے والدین میں سے کسی ایک کو بھی شوگر ہو جائے تو

کوشش کریں ان کے سامنے میٹھی چیزیں بالکل نہ کھائیں ،آم کے دنوں میں ان کا دل بھی ایسے ہی آم کھانے کو کرتا ہے جیسا کہ آپ کا ،اس لئے کوشش کریں کہ اس طرح کی چیزیں ان سے ہٹ کر کھائیں ،اسی طرح مٹھائی کا معاملہ ہے۔

(5) جب گھر میں کوئی چیز جیسے پھل ،فروٹ وغیرہ لائیں تو امی کو دیں کہ لیجئے امی جان ،آپ ہی سب گھر والوں میں تقسیم کردیں ،اس سے ان کو بہت خوشی ہوگی ،اسی طرح اگر قربانی کی عید کا موقع ہے اور گھر میں قربانی کی گئی ہے تو والد محترم سے کہیے کہ ابو جان آپ بتائیں کہ حصے کس طرح تقسیم کرنے ہیں... ؟اور کس کس کو دینے ہیں... ؟۔مقصد وہی کہ ان کو گھر میں مرکزی حیثیت واہمیت دیں۔گھر کی روزانہ کی سبزی یا سالن لاتے وقت والدین سے معلوم کرلیں کہ ابو جی آج آپ کیا کھائیں گے ،یہ چیز ان کو بہت زیادہ خوش کردے گی ،اسی طرح بازار جاتے وقت والدین سے پوچھ لیں کہ بازار سے انہوں نے کچھ منگوانا تو نہیں ہے ،اگر وہ بازار سے کچھ نہ بھی منگوائیں تو کم ازکم بازار جاتے وقت آپ کو خصوصی دعا کے ساتھ رخصت تو کردیں گے۔

(6) اگر آپ بیرون ملک یا کسی دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو جب گھر پر فون کریں تو پہلے والدین سے بات کریں ،اس کے بعد اپنے بیوی بچوں سے۔اسی طرح جب آپ بیرون ملک سے سامان کا بیگ لائیں تو والدین کے سامنے کھولیں ،کیونکہ ان کے اندر بھی تجسس بچوں والا ہی ہوتا ہے ،بس وہ اظہار نہیں کرتے ،اگر والدین کا کوئی ذریعہ آمدن نہ ہو تو اپنی گنجائش کے مطابق جتنا آسانی سے ہوسکے ان کا جیب خرچ مقرر کریں ،بالکل اسی طرح جس طرح وہ بچپن میں آپ کو جیب خرچ دیا کرتے تھے۔

ان کا صرف کھانا پینا ہی اپنے ذمہ لے لینا کافی نہیں بلکہ ہوسکتا ہے ان کا دل کوئی چیز خریدنے کو کررہا ہو مگر جیب میں 100 روپے بھی نہ ہوں اور آپ سے مانگنے کی ہمت بھی نہ کریں۔یوں ان کی معصوم سی خواہشات دل ہی میں گھٹ کر دم توڑ جاتی ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جتنی توفیق دی ہے اتنا جیب خرچ ماہانہ ان کو دیدیا کریں تاکہ وہ اپنی مرضی سے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

(7) جب اپنی فیملی کو گھمانے پھرانے کسی مقام پر لے جائیں تو ان کو گھر کا چوکیدار یا بے بی سٹر کے طور پر چھوڑ کر جانا انتہائی برا عمل ہے۔ہاں اگر خود ہی نہ جانا چاہیں تو پھر مضائقہ نہیں ،ان کے سامنے ہمیشہ امید کی باتیں کریں ،مایوسی والی باتیں ،بری خبریں اور واقعات ،جن کا ان سے کوئی تعلق نہ ہو ،ذکر کرنا ان کی صحت پر برے اثرات مرتب کرسکتا ہے۔

(8) اولاد میں تفرقہ والی باتوں سے اجتناب کریں ،بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے والدین کے سامنے اپنے سگے بہن بھائیوں کی برائی کرتے ہیں ،ہوسکتا ہے کہ والدین ان کا دل رکھنے کی خاطر ہاں میں ہاں ملائیں مگر حقیقت یہی ہے کہ ایسی باتوں سے والدین کو بہت تکلیف ہوتی ہے مگر وہ اظہار نہیں کرتے۔یاد رکھیں دنیا کے تمام رشتے مطلبی ہوسکتے ہیں مگر والدین کا رشتہ اپنی اولاد کیلئے بے لوث ہوتا ہے ۔اس لئے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد شیر وشکر رہے۔دنیا کا کوئی ماں ،باپ نہیں چاہتا کہ ان کی اولاد آپس میں لڑے۔

(9) کوشش کریں گھر میں کسی تنازعہ کی صورت میں آپ فریق نہ بنیں ،تنازعہ والدین کا بھی آپس میں ہوسکتا ہے اور آپ کے والدین یا بیوی بچوں کا بھی ہوسکتا ہے ،ایسی صورت میں آپ نے جج بن کر فیصلہ نہیں کرنا بلکہ حکمت عملی کے ساتھ معاملہ کو ٹھنڈا کرنا ہے ،اگرچہ غلطی والدین کی ہی کیوں نہ ہو ،انہیں ٹوکنا اور شرمندہ کرنا انتہائی برا عمل ہے۔دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ آپ میں تیکھے میٹھے ہوجاتے ہیں تو اولاد ان میں سے کسی ایک کا ساتھ دیتی ہے جو کہ غلط ہے۔اسی طرح آپ کی بیوی اور والدہ کا بھی آپس میں جھگڑا ہوسکتا ہے ،ایسی صورت میں بھی جج بن کر فیصلہ نہیں کرنا اور نہ ہی والدہ محترمہ کو غلط قرار دینے کی کوشش کرنی ہے بلکہ نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ معاملے کا حل نکالنا ہے۔

(10) ہمیشہ والدین کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آئیں۔ان کے سامنے اپنی آواز پست رکھیں اور گفتگو میں ایسے القاب یا الفاظ استعمال نہ کریں جن سے ان کی سبکی ہوتی ہو۔ان کی طرف پاؤں پھیلا کر ہرگز نہ بیٹھیں اور نہ چلتے ہوئے اس طرح کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلیں کہ جیسے کسی کو محسوس ہو کہ دو دوست آرہے ہیں۔

آگے آگے چلنے کی بجائے یا تو ان سے پیچھے چلیں یا پھر ان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں۔اگر والد صاحب یا والدہ صاحبہ بازار سے پیدل سامان لے کر آرہے ہوں تو آگے بڑھ کر ان سے سامان خود پکڑ لیں تاکہ انہیں اٹھانے میں تکلیف نہ ہو۔کبھی بھی انہیں یہ جملہ نہ بولیں کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا بلکہ دوستوں اور رشتہ داروں کے سامنے ان کی محنتوں اور قربانیوں کا تذکرہ کریں۔

جن کے والدین وفات پاچکے ہیں وہ ان کیلئے ہر وقت دعا کرتے رہیں اور ان کی دی گئی اچھی تربیت پر عمل کرتے رہیں تاکہ ان کو اس کا ثواب ملتا رہے۔یاد رکھیں !اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں نیک والدین اور ان کے نیک بچوں کو جنت میں اکٹھا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہر نماز میں دعا کریں کہ وہ آپ کے والدین کو بخش دیں اور ان پر اس طرح رحم فرمائیں جس طرح انہوں نے آپ پر بچپن کی بے بس زندگی کے دوران رحم کیا تھا۔(قرآنی دعا کا مفہوم)۔

کینسر بیماری نہیں ہے

کینسر (Cancer) کیا ہے؟
حقیقت سے پردہ اٹھ گیا

(مترجم:۔ آصف اللہ خان)

شاید یہ سن کر آپ کو یقین نہ آئے کہ لفظ کینسر ایک جھوٹ ہے اور یہ کوئی بیماری نہیں بلکہ ایک کاروبار ہے۔ کینسر صرف وٹامن بی 17 کی کمی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ کینسر دنیا بھر میں پھیلا ہوا ایک موذی مرض ہے اور بوڑھے، جوان، بچے حتیٰ کہ ہر عمر اور طبقہ کے لوگ متاثر ہیں۔ اس حیران کن مضمون کو عام کرنے سے دنیا بھر کے دھوکے بازوں کے چہروں سے نقاب اتر جائیں گے اور وہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو جائیں گے۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ ایک کتاب جس کا نام " کینسر کے بغیر دنیا" کو اب تک بہت سی زبانوں میں ترجمہ کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

یہ جانیے کہ دنیا میں کینسر نامی کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ یہ صرف وٹامن بی 17 کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیمو تھراپی، سرجری اور شدید منفی اثرات رکھنے والی دوائیوں سے بچتے رہیں۔

آپ کو یاد پڑے گا کہ ماضی میں انسانوں، خاص کر ملاحوں کی ایک بڑی تعداد کو ایک مشہور بیماری سکروی کی وجہ سے زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اور کافی لوگوں نے اس سے ڈھیر سارا پیسہ کمایا۔ آخر میں یہ دریافت ہوا کہ سکروی صرف وٹامن سی کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ کوئی بیماری نہیں ہے۔

کینسر بھی بالکل اس طرح ہے۔ نوآبادیاتی دنیا اور انسانیت کے دشمنوں نے کینسر پیدا کیا اور اس کو ایک کاروبار بنایا جس سے وہ اربوں روپے کماتے ہیں۔

کینسر کی انڈسٹری نے دوسری جنگ عظیم کے بعد ترقی کی۔ کینسر کا مقابلہ کرنے کے لیے اتنی تاخیر، تفصیلات اور خرچوں کی ضرورت نہیں۔ یہ صرف نوآبادکاروں کی جیبیں بھرنے کے لیے ہو رہا ہے حالانکہ اس کا علاج بہت پہلے دریافت ہو چکا ہے۔

مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کر کے کینسر سے بچاؤ اور اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ وہ افراد جن کو کینسر لاحق ہے کو گھبرائے بغیر یہ جاننا چاہیے کہ دراصل کینسر ہے کیا اور پھر اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی چاہیے۔

کیا آج کل کوئی بھی سکروی کی بیماری سے ہلاک ہوتا ہے؟ نہیں کیونکہ اس کا علاج ہو جاتا ہے۔

چونکہ کینسر وٹامن بی 17 کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا روزانہ پندرہ سے بیس ٹکڑے خوبانی کے بیج کھانا اس مسئلے کے حل کے لیے کافی ہے۔

گندم کی کلی کھائیے کیونکہ یہ کینسر کے خلاف ایک معجزاتی دوا ہے۔ یہ مادہ آکسیجن اور کینسر کے خلاف سب سے طاقتور مادہ laetrile کا بہت بڑا ذریعہ ہے. یہ سیب کے بیج میں بھی پایا جاتا ہے اور وٹامن بی 17 کی extracted حالت ہے۔

امریکی دواساز کمپنیوں نے ایک قانون نافذ کرانا شروع کیا ہے جس میں laetrile کی پیداوار پر پابندی ہے۔ یہ دوائی میکسیکو میں تیار ہوتی ہے اور امریکہ میں سمگل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہیرالڈ ڈبل یومیز نے اپنی کتاب " کینسر کی موت" میں کہا ہے کہ laetrile سے کینسر کے علاج کے امکانات نوے فیصد سے بھی زیادہ ہیں۔

وٹامن بی 17 کے حصول کے ذرائع

وہ غذائیں جن میں وٹامن بی 17 پایا جاتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

1) گٹلی دار پھل یا میوہ جات کے بیج، ان میں وٹامن بی 17 سب سے زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سیب، خوبانی، ناشپاتی اور آلو بخارہ کے گٹلی دار پھل شامل ہیں۔ (2) عام پھلیاں، مکئی (اناج) جن میں لوبیا، دال بڈ، لیماں کے پھلیاں (لوبیا کی ایک قسم) اور مٹر شامل ہیں۔ (3) اناج کے دانے جن میں کڑوا بادام اور ہندوستانی بادام شامل ہیں۔ (4) شہتوت تقریباً تمام شہتوت جن میں کالا شہتوت، نیلا شہتوت، رس بھری اور اسٹرابری شامل ہیں۔ (5) بیج یا تخم تل کے بیج اور السی کے بیج۔ (6) جو، باسمتی چاول کا چھ، بلاک گندم، السی، جوار اور رائی کا چھ۔ (7) خوبانی کے بیج، کشیدہ کیے گئے خمیر، کھیتوں سے لیا گیا چاول اور میٹھا گوشت کدو۔

کینسر کے خلاف موثر غذاؤں کی فہرست

خوبانی (بیج) دوسرے پھلوں کے بیج جیسا کہ سیب، ناشپاتی، آلو بخارا، چیری اور آڑو وغیرہ

لیما کی پھلیاں، فیوا کے پھلیاں، گندم کا پھل، بادام رس بھری، ایلڈر بیری، بلو بیری، جامن، اناج، سرغو جو، باجرہ، کاجو، میکیڈیمیا (آسٹریلیا کا ایک میوہ)، پھلیاں۔ (بقیہ صفحہ نمبر 31 پر)

گوشہ خواتین

اولاد کا پیر والد، بیوی کا پیر خاوند

’’بیعت‘‘ کے پیر (رہبر) اور ’’بیت‘‘ (یعنی شوہر) کے پیر میں فرق

(انتخاب:۔سید حمزہ مزمل)

کانپور میں ایک پیر اپنے مرید کے یہاں آئے، اس نے ان کو باہر مردانہ مکان میں ٹھہرادیا تو وہ خفا ہو گئے کہ ہم کو زنانہ مکان میں کیوں نہ ٹھہرایا؟ آج کل کے پیروں کے یہاں یہ آفت ہے کہ خود عورتوں کو پردہ نہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ صاحبو! یہ پیری مریدی ہے یا رہزنی اور ڈاکہ ہے۔ پیر تو خدا کا مقرب بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ مگر ان کی حرکتیں خدا سے دور کرنے والی ہیں۔ یہ پیر خود خدا سے دور ہیں، دوسرے کو کیا مقرب بنائیں گے؟

بیبیو! خوب سمجھ لو کہ دین کے کاموں اور احکام شرعیہ کے سوا باقی سب کاموں میں خاوند کا حق پیر سے زیادہ ہے۔ یعنی خاوند اگر ایک کام کا حکم کرے اور پیر اس کو اس لیے منع کرے کہ وہ شریعت کے خلاف ہے تو اس صورت میں خاوند کا حکم نہ مانا جائے گا، بلکہ پیر کے حکم کو مانا جائے گا، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شریعت کے حکم کو مانا جائے گا۔ اور شریعت اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو کہتے ہیں، تو یوں کہو کہ اللہ ورسول ﷺ کے سامنے خاوند کا حکم نہ مانا جائے گا اور اس میں پیر والی عورت اور بے پیری سب برابر ہیں۔ اگر کوئی عورت بے پیری بھی ہو تب بھی اس کو وہی کرنا چاہیے جو اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کا حق تو بے شک خاوند کے حق سے زیادہ ہے، باقی اور کسی کا حق خاوند سے زیادہ نہیں، مگر چونکہ اللہ ورسول ﷺ کا حکم عوام کو خود نہیں معلوم ہوسکتا بلکہ علماء ومشائخ کے واسطہ سے معلوم ہوتا ہے، تو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ احکام شرعیہ اور دین کی باتوں میں پیر کا حق خاوند سے زیادہ ہے۔ اور اگر خاوند کا حکم دِین کے خلاف نہ ہو تو اب اس کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی، تو خاوند کا حکم سب سے زیادہ ہوا، اس لیے میں نے کہہ دیا تھا کہ ان کے لیے بجائے ’’بیعت‘‘ کے پیر کی ’’بیت‘‘ کا پیر (یعنی شوہر) سب سے افضل ہے۔ اور یہ ’’بیت‘‘ کا پیر کیسا اچھا پیر ہے کہ دین کی درستی بھی کرتا ہے اور کھانے پہننے کو بھی دیتا ہے۔ دین کا بھی متکفل ہے، دنیا کا بھی۔ ’’بیعت‘‘ کے پیر میں یہ بات کہاں؟ دنیا کا نفع تو ان سے کچھ ہے ہی نہیں، بلکہ ان کو اور گھر سے نذرانے دینے پڑتے ہیں اور دین کا نفع بھی اتنا نہیں ہوسکتا جتنا خاوند سے ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ پیر صاحب سے اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ جب کبھی اُن سے پوچھا جاوے تو بتادیں گے یا کبھی اُن کے پاس جانا ہو تو کچھ اصلاح ہو جاوے۔ سو اس کی نوبت کہیں برسوں میں آتی ہے خصوصاً عورتوں کے لیے، اور خاوند تو ہر وقت پاس موجود ہے، وہ بات بات کی نگرانی کر سکتا ہے۔

پس عورتوں کا یہ خیال غلط ہے کہ پیر کا حق خاوند سے زیادہ ہے، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ پیر سے ماں باپ کا حق بھی زیادہ ہے، کیوں کہ انہوں نے تم کو بڑی محنت مشقت سے پالا ہے اور محض محبت سے پالا ہے، کسی عوض کی امید پر نہیں پالا۔ اپنی جان کی پروا نہیں کی، اپنے آرام پر بچہ کے آرام کو ترجیح دی۔ یہ بات پیر صاحب میں کہاں ہے؟ وہ تو ذرا ذرا سی بات پر خفا ہو جاتے ہیں، پھر نذرانہ کے بغیر مانتے ہی نہیں۔ ہاں وہ قید ’’دین‘‘ کی ضرور یاد رکھیے کہ ماں باپ کا حق دین کی باتوں میں پیر سے زیادہ نہیں۔ یعنی اگر ماں باپ کسی دین کی بات کے خلاف حکم کریں اور پیر کا حکم شریعت کے موافق ہو، اس صورت میں ترجیح پیر کے حکم کو ہوگی۔ اور اس کی حقیقت وہی ہے کہ پیر کا یہ حکم دراصل خدا ورسول ﷺ کا حکم ہے اور خدا اور رسول ﷺ کے حکم کو خاوند اور ماں باپ سب کے حکم پر ترجیح ہے۔ ہاں دین کی باتوں کے علاوہ دیگر امور میں پیر کے حکم پر ماں باپ کے حکم اور خاوند کے حکم کو ترجیح ہے۔

دیکھو! میری اس بات کو خوب سمجھ لینا، اس میں غلطی نہ کرنا۔ بہت لوگ یہ احکام عورتوں کے کانوں تک اس لیے نہیں پہنچنے دیتے کہ اس سے پیروں کی وقعت ان کے ذہن سے کم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اس کی پروا نہیں، مسلمان کا دین درست ہونا چاہیے، ان کے دل میں اللہ ورسول ﷺ کی وقعت وعظمت ہونا چاہیے، خواہ کسی اور کی ہو یا نہ ہو۔ اس تقریر کو سن کر پیر صاحبان ضرور خفا ہوں گے اور دل میں کہیں گے کہ لو! ہمارا زور گھٹا دیا، ہم تو پیر تھے ہی، اس نے خاوند کو پیر بنا دیا بلکہ ہم سے بھی بڑا پیر بنا دیا اور ماں باپ کو بھی ہم سے بڑھا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ جب خدا نے ہی ان کو بڑھایا ہے تو کسی کا کیا اختیار ہے کہ ان کو گھٹا دے۔ بہر حال میں یہ کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے جو عورتوں کو محکوم اور خاوند کو حاکم بنایا ہے اس کو سختی اور ظلم نہ سمجھنا چاہیے بلکہ عورتوں کے حق میں یہ عین رحمت وحکمت ہے، کیوں کہ تابع ہونے میں بڑی راحت ہے اور مساوات میں کبھی نظام اور تمدن قائم نہیں ہوسکتا، ہمیشہ جھگڑا اور فساد ہی ہوتا ہے۔

خوب یاد رکھو کہ دنیا اور دِین دونوں کا نظام اسی طرح قائم رہ سکتا ہے کہ ایک تابع ہو ایک متبوع ہو۔ لوگ آج کل اتفاق واتحاد کے لیے بڑی لمبی لمبی

تقریریں کرتے ہیں اور تجویزیں پاس کرتے ہیں، مگر جڑ کو نہیں دیکھتے۔ یاد رکھو! اتفاق واتحاد کی جڑ یہ ہے کہ ایک کو بڑا مان لیا جائے اور سب اُس کے تابع ہوں۔ جس جماعت میں متبوع اور تابع کوئی نہ ہو، سب مساوات ہی کے مدعی ہوں، اُن میں کبھی اتحاد نہیں ہوسکتا۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو مساوات کا خیال تو عورتوں کو اپنے دل سے نکال دینا چاہیے، کیوں کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں: یا تو عورتیں متبوع ہوں اور مرد تابع، یا مرد متبوع اور عورتیں تابع۔ اس کا فیصلہ انصاف کے ساتھ خود عورتوں کو ہی اپنے دل سے کرلینا چاہیے کہ متبوع بننے کے قابل وہ ہیں یا مرد ہیں۔ سلیم الفطرت عورتیں کبھی اس کا انکار نہیں کرسکتیں کہ عقل میں اور طاقت میں مرد ہی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہی عورتوں کی حفاظت وحمایت کرسکتے ہیں۔ عورتیں مردوں کی ہرگز حفاظت نہیں کرسکتیں۔ پس مردوں کو ہی متبوع اور عورتوں کو تابع ہونا چاہیے۔

غرض حق تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں عورتوں کی اس قدر ہمت بڑھائی ہے کہ سرسری نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مردوں کے برابر ہیں۔ گو میں نے دوسری آیتوں کی وجہ سے اصل مسئلہ کی تحقیق بیان کردی کہ فی الجملہ دونوں کے رتبہ میں فرق ہے، ورنہ اس آیت سے تو مساوات کا بھی شبہ ہوسکتا ہے، گو تقدیم وتاخیر پر نظر کرکے مساوات کے استدلال کو رد کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں مرد و عورت دونوں اس قانون میں برابر ہیں کہ ہم کسی کا عمل ضائع نہ کریں گے۔

یہاں ''بَعضُکُم مِن بَعضٍ'' میں اس کی اور بھی تائید فرمادی یعنی تم سب ایک دوسرے کے جزو ہو۔ یہ جملہ بمنزلہ تعلیل کے ہے ماقبل کے لیے کہ مرد و عورت اس قانون میں برابر کیوں نہ ہوں، یہ تو آپس میں سب ایک ہی ہیں، ایک ہی نوع کے دونوں افراد ہیں، خلقت میں بھی برابر ہیں، کیوں کہ مردوں کی خلقت عورتوں پر موقوف ہے اور عورتوں کی خلقت مردوں پر، وہ ان کے لیے سبب ہیں اور یہ ان کے لیے۔

پس سن لو کہ اللہ سبحانہ کیا فرمارہے ہیں اور مرد بھی سن لیں، ذرا کان کھول لیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جیسے ان کے اوپر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی ان کے حقوق بھی مردوں پر ہیں، یہ کہنے کی گنجائش کہاں رہی کہ ہم جانوروں کی طرح ہیں۔ اس شکایت کی اصل وجہ یہ ہے کہ مردوں نے ان کے کان میں اتنا ہی ڈالا ہے کہ ہمارے حقوق تمہارے اوپر اس قدر ہیں اور یہ بات بالکل ان کے کان تک نہیں پہنچائی کہ تمہارے بھی کچھ حقوق ہمارے اوپر ہیں۔ اور عام مرد تو ایسی بات ان کے کان تک کیوں ہی پہنچنے دیتے، کیوں کہ اپنے خلاف ہے۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ واعظ صاحبان نے بھی کبھی اس مضمون کو بیان نہیں کیا، جب بیان کیا تو یہی کہ عورتیں ایسی بُری ہیں، ان میں یہ عیب ہے اور وہ عیب ہے۔ عورتیں تو سرتاپا عیب ہی عیب ہیں، گویا دوزخ ہی کے لیے پیدا ہوئی ہیں۔ اس سے بے چاری عورتیں یہ سمجھ گئیں کہ ہم ایسی بری ہیں اور سرتاپا عیب ہیں، تو ہمارے حقوق مردوں کے ذمہ کیا ہوسکتے ہیں؟ بس یہی بہت ہے کہ ہم کو نان ونفقہ دے دیا جائے۔

صاحبو! جب اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق مقرر فرمائے ہیں تو ان کو کون بدل سکتا ہے؟ مرد اگر ان کا حق نہ دیں گے تو حق العبد کے گناہ گار ہوں گے۔ عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو، کیوں کہ وہ تمہارے پاس مثل قیدی کے ہیں۔ اور جو شخص کسی کے ہاتھ میں قید ہو، ہر طرح اس کے بس میں ہو اس پر سختی کرنا جواں مردی کے خلاف ہے۔ دل جوئی کے معنی یہ ہیں کہ کوئی بات ایسی نہ کرو جس سے اس کا دل دکھے، دل کو تکلیف ہو۔

بیبیو! اس سے زیادہ اور وسعت کیا چاہتی ہو؟ نان نفقہ وغیرہ ضابطہ کے حقوق تو سب جانتے ہیں اور وہ محدود حقوق ہیں، لیکن دل جوئی ایسا مفہوم ہے کہ اس کی تحدید نہیں ہوسکتی کہ جس بات سے عورتوں کو اذیت ہو وہ مت کرو، بھلا اس کی تحدید کیسے ہوسکتی ہے؟ اب کہا جاسکتا ہے کہ عورت کے حقوق غیر محدود ہیں۔

(حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاح النساء سے اقتباس)۔

روحانی سکالر حکیم سید مزمل حسین نقشبندی حفظہ اللہ کی شہرِ آفاق کتاب اسلامی وظائف کا انسائیکلوپیڈیا
کا تازہ ترین ایڈیشن منظر عام پر آچکا ہے | 2 کلر ایڈیشن | عمدہ کاغذ | خوبصورت ٹائٹل | اعلیٰ طباعت
بحمد للہ! مختصر عرصے میں اس کتاب کے 102 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں
روزگار کی مشکلات | گھریلو ناچاقی | ترقی میں رکاوٹ | رشتوں کی بندش | اولاد کی نافرمانی | کاروبار میں زوال | جادو اور آسیب کے اثرات | دشمنوں کے شر
اور دیگر مسائل سے نجات کیلئے یہ کتاب آزمودہ ہے
قیمت 460 روپے
0321/0300-8866988
ملنے کا پتہ: ربانیہ پبلیکشنز 27/8 بڑن چوک بس اسٹاپ، مصطفےٰ آباد، دھرم پورہ، لاہور پاکستان

توہینِ رسالت کی سزا کے لیے عالمی قانون بنایا جائے

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو یوروپی یونین کی عدالت برائے انسانی حقوق نے اپنے تاریخ ساز فیصلہ میں پوری دنیا کو بتایا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی کی شان میں توہین آمیز بات کہنا یا لکھنا آزادی رائے نہیں، بلکہ اس سے لوگوں میں نفرت وعداوت پیدا ہوتی ہے اور اس طرح کے واقعات سے دنیا میں امن وامان کے بجائے عدم رواداری اور عدم تحمل میں اضافہ ہی ہوگا۔ یاد رہے کہ ۴۷ ملک کے ممبران پر مشتمل European Court of Human Rights کی بنیاد ۱۹۵۹ء میں رکھی گئی تھی۔

دوسری طرف ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو اسلام کے نام سے وجود میں آئی مملکت خداداد ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کی سپریم کورٹ نے ایک مسیحی خاتون ''آسیہ'' کو رہائی کا حکم دیا، جس کو لاہور کی ایک مقامی عدالت نے توہین رسالت کا مرتکب مان کر موت کی سزا سنائی تھی، جس کو لاہور ہائی کورٹ نے بھی برقرار رکھا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف اکتوبر ۲۰۱۴ء میں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی تھی، جس پر پاکستان کی سپریم کورٹ نے چار سال کے بعد یہ فیصلہ سنایا کہ گواہوں کے بیانات میں تضاد کی بنیاد پر لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ منسوخ کردیا گیا اور آسیہ بی بی کو رہائی کا حکم دے دیا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اسلام میں تمام لوگوں کے حقوق محفوظ ہیں اور کسی بھی غیر مسلم کو مذہب اسلام قبول کرنے پر کوئی زبردستی نہیں ہے، بلکہ صرف اور صرف ترغیب اور تعلیم پر انحصار کیا جاتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر میں لاکھوں انسانوں کا دین اسلام قبول کرنا صرف اور صرف اُن کا دین اسلام کو پسند کرنے کی وجہ سے تھا، کوئی زور زبردستی اُن کے ساتھ نہیں تھی۔ دین اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی درخشاں روایات قائم کی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہوگئے۔ صحابۂ کرام نے پوچھا کہ غیر مسلم کے لیے ایسا احترام کیوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ انسان نہیں ہے؟ (بخاری) لیکن جس طرح مذہب اسلام میں دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے، اُسی طرح پوری انسانیت کے نبی حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں ہے خواہ اُس کا مرتکب مسلم ہو یا غیر مسلم۔

ہر مسلمان اپنے نبی کے احترام کے ساتھ دیگر انبیاء کرام کا مکمل احترام کرتا ہے بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کسی بھی شخص کے کامل مؤمن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کرام پر بھی ایمان لائے، جبکہ دیگر آسمانی مذاہب کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کی مذہبی تعلیمات میں آج بھی حضرت محمد ﷺ کو نبی ماننے پر اُن کے مذہب سے نکل جاتا ہے۔

چند ماہ قبل کی بات ہے کہ ہالینڈ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شخصیت سے متعلق کارٹون بنانے کا مقابلہ منعقد کرنا چاہتا تھا لیکن مسلمانوں کے پرامن احتجاج کے بعد اسے اپنے فیصلے سے رجوع کرنا پڑا۔ مذہب اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس نوعیت کا کوئی عمل کرنا تو درکنار اس کا ارادہ کرنا بھی غلط ہے، چنانچہ ایک مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو عیسائی حضرات اپنا نبی مانتے ہیں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہیں یہودی اپنا نبی تسلیم کرتے ہیں، کہ اُن کے متعلق کوئی غلط بات بھی اُن کی طرف منسوب کی جائے چنانچہ عملی طور پر پوری دنیا میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ جس میں کسی مسلمان نے مسیحی یا یہودیوں کے نبی کی شان میں گستاخی کی ہو۔

جو واقعات بھی وقتاً فوقتاً پیش آتے ہیں وہ صرف اور صرف آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق آتے ہیں، لہٰذا عالمی برادری کو چاہئے کہ توہین رسالت کے مرتکبین کی سزا کے لیے سخت قانون بنایا جائے تاکہ اظہار رائے کے نام پر حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا سلسلہ بند ہو۔ رہا پاکستان کی سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ تو ضرورت ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ لاہور کی مقامی عدالت اور لاہور ہائی کورٹ نے مسیحی خاتون آسیہ کو کیوں توہین رسالت کا مرتکب مان کر موت کی سزا سنائی تھی؟ اور سپریم کورٹ نے اُس فیصلہ کو کیوں منسوخ کردیا؟ جس طرح کسی شخص کو بلاوجہ توہین رسالت کے قانون کے تحت موت کی سزا سنانا جرم ہے، اُسی طرح توہین رسالت کے مرتکب کو کسی دباؤ کی وجہ سے بری کرنا بھی جرم ہے خاص کر اُس ملک میں جہاں کے لوگ اور حکومت پاکستان کو خداداد مملکت ''Islamic Republic of Pakistan'' کہتی ہو۔

پوری دنیا کے ارباب علم ودانش کا موقف ہے کہ کسی شخص کی توہین وتحقیر کا رائے کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ تقریباً ہر ملک میں شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ہتک عزت کی صورت میں عدالت سے رجوع کریں اور ہتک عزت کرنے والوں کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کی ہتک عزت کرنے والے کو قانوناً مجرم تسلیم کیا جاتا ہے، تو مذاہب کے پیشواؤں اور خاص طور پر انبیاء کرام کے لئے یہ حق کیوں تسلیم نہیں کیا جارہا ہے۔ اور مذہبی رہنماؤں کی توہین وتحقیر کو رائے کی آزادی کہہ کر جرائم کی فہرست سے نکال کر حقوق کی فہرست میں کیسے شامل کیا جارہا ہے؟ یہ آزادی رائے نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلام مخالف تنظیموں اور حکومتوں کی انتہا پسندی اور فکری دہشت گردی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنے کی ہی

دعوت دی ہے۔ جس کی زندہ مثال ہندوستان کے احوال ہیں کہ مختلف ہندو تنظیمیں ملک کے امن وامان کو نیست ونابود کرنے پر تلی ہیں مگر مسلمان اپنے جذبات پر قابو رکھ کر یہی کوشش کر رہا ہے کہ ملک میں چین اور سکون باقی رہے۔

پوری امت مسلمہ متفق ہے اور دیگر مذاہب بھی اس کی تایید کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام کی توہین وتحقیر سنگین ترین جرم ہے۔ اس لئے کہ اس میں مذہبی پیشواؤں کی توہین کے ساتھ ساتھ ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے کے جرائم بھی شامل ہوجاتے ہیں، جس سے اس جرم کی سنگینی میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ قرآن وسنت اور دیگر مذاہب میں اس کی سزا موت ہی بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے کم سزا میں نہ حضرات انبیاء کرام کے احترام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کی جائز حد تک تسکین ہو پاتی ہے۔ ہاں یہ بات مسلم ہے کہ موت کی سزا دینے کی اتھارٹی صرف حکومت وقت کو ہی حاصل ہے کیونکہ عام آدمی کے قانون کو ہاتھ میں لینے سے معاشرہ میں لاقانونیت اور افراتفری کو ہی فروغ ملے گا۔ لہٰذا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ توہین وتحقیر کے عمل کو سنگین جرم قرار دے کر مجرموں کے خلاف ضروری کاروائی کرے۔ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے ۳ جلدوں پر مشتمل اپنی کتاب (الصَّارِمُ الْمَسْلُوْلِ عَلٰى شَاتِمِ الرَّسُوْل) میں اس موضوع پر قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں تفصیلی بحث کی ہے۔

غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے کا حکم حضور اکرم ﷺ نے دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور سے عرض کیا: (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ (صحیح بخاری۔ باب دخول الحرم... و باب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح) یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور اکرم ﷺ کی شان میں توہین کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان اس کی گردن اڑادی گئی۔ (فتح الباری۔ باب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح،،، یہ بخاری کی سب سے مشہور شرح ہے) اس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے لئے حلال قرار دیا گیا تھا۔ مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان یعنی بیت اللہ سے صرف چند میٹر کے فاصلہ پر اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر وبدحال ہے۔

پوری انسانیت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کا حضور اکرم ﷺ اور آپ کی سنتوں سے محبت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ایسی اوصاف حمیدہ بیک وقت موجود تھیں جو آج تک نہ کسی انسان کی زندگی میں موجود رہی ہیں اور نہ ہی ان اوصاف حمیدہ سے متصف کوئی شخص اس دنیا میں آئے گا۔ آپ کی چند صفات یہ ہیں: عجز وانکساری، عفو ودرگزر، ہمسایوں کا خیال، لوگوں کی خدمت، بچوں پر شفقت، خواتین کا احترام، جانوروں پر رحم، عدل وانصاف، غلام اور یتیم کا خیال، شجاعت وبہادری، استقامت، زہد وقناعت، صفائی معاملات، سلام میں پہل، سخاوت وفیاضی، مہمان نوازی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اپنے بچوں، اپنے ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اب بات ہوئی۔ (صحیح بخاری)

دنیا کی موجودہ صورت حال کو سامنے رکھ کر میں تمام مسلمانوں سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں لائیں اور آپ ﷺ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں اپنی صلاحیتیں لگائیں۔ نبی بنائے جانے سے لے کر وفات تک آپ ﷺ کو بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔ آپ ﷺ کے اوپر اونٹنی کی اوجھڑی ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا۔ آپ ﷺ کو کاہن، جادوگر اور مجنوں کہہ کر مذاق اڑایا گیا۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی گئی۔ آپ ﷺ کا تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ ﷺ کو اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ آپ ﷺ غزوۂ احد کے موقع پر زخمی کئے گئے۔ آپ ﷺ کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے۔ آپ ﷺ کے گھر میں دو دو مہینے تک چولہا نہیں جلا۔ آپ ﷺ کے اوپر پتھر کی چٹان گرا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ ﷺ کی ساری اولاد کی آپ ﷺ کے سامنے وفات ہوئی۔ غرضیکہ سید الانبیاء وسید البشر کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا، مگر آپ ﷺ نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، آپ ﷺ رسالت کی اہم ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ ہمیں ان واقعات سے یہ سبق لینا چاہئے کہ گھریلو یا ملکی یا عالمی سطح پر جیسے بھی حالات ہمارے اوپر آئیں، ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔

احترام والدین میں غفلت اور ایک عالم دین کی دردبھری داستان

پروفیسر مولانا محمد عظیم

عصر حاضر میں احترام والدین کا فقدان ہوتا جارہا ہے ۔ایک زمانہ تھا کہ اولاد اپنے والدین کے پاؤں دباتی نظر آتی تھی ،لیکن آج اولاد اپنے والدین کوآنکھیں دکھاتی نظر آتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ اولاد احترام والدین میں ان کے پیچھے چلتی دکھائی دیتی تھی ۔آج کے دور میں والدین اولاد کے پیچھے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔کاش !کہ ہم بھی اس اچھے زمانے کی طرف لوٹ آئیں اور تباہی و بربادی سے بچ سکیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے ،وہاں ہم نے دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں ایک مولوی صاحب روزانہ قرآن مجید فرقان حمید کی ان ایات کی تشریح کیا کرتے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو ،اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کی حالت میں پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑک جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام اور ادب کے ساتھ بات کرو'' (سورۃ بنی اسرائیل پارہ نمبر 15)۔

بعض اوقات بیان کرتے کرتے ان کی آواز لرزنے لگتی ،الفاظ رک رک کر زبان سے نکلتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگتیں ۔میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی میری طرح سب حیرت زدہ تھے کہ آخر ان آیات قرآنیہ کی تشریح میں مولانا صاحب اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں...؟۔

ایک دن ہم نے فیصلہ کیا کہ آج درس کے بعد مولانا صاحب سے الگ ملاقات کی جائے اور ان سے اس مسئلہ کے بارے معلومات حاصل کی جائیں کہ آخر ماجرا کیا ہے ۔جب مولانا صاحب درس فارغ ہوئے تو ہم لوگ اپنی ترتیب کے مطابق ان کے پاس گئے اور سے مودبانہ انداز میں سوال کیا کہ آپ ان آیات کی بار بار تشریح کیوں کرتے ہیں ...؟اور غمگین وافسردہ کیوں ہوجاتے ہیں...؟۔

چنانچہ مولانا صاحب نے اس طرح سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ

''میں کلکتہ کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں ۔میرے والدین شہر میں رہتے تھے اور میرے والد ایک پرائیویٹ کارخانے میں ملازم تھے ۔پڑھے لکھے تو معمولی تھے لیکن نہایت نیک اور خداترس آدمی تھے ۔میری عمر ابھی چار سال کی ہی تھی کہ مجھے ایک اسلامی سکول میں داخل کرادیا گیا ۔میرے والدین مجھے دینی علوم کی تعلیم دلانا چاہتے تھے ،اسی لئے میں نے 18 سال کی عمر میں عربی زبان سیکھ لی ، میں دینی تعلیم کے دوران انگریزی بھی پڑھتا تھا اور ایک مدرسے سے میں دسویں جماعت کا بھی امتحان پاس کرلیا ۔میری خواہش افسر بننے کی تھی ، میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا ،والد صاحب کو اس زمانے میں نوکری کے صرف 200 روپے ملتے تھے ،میرے والد صاحب کا یہ خیال تھا کہ میں اب کوئی ملازمت کرلوں تاکہ گھر کا انتظام سنبھالنے میں آسانی ہو''۔

لیکن میرا پکا ارادہ کالج میں داخل ہونے کا تھا ، میں نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد اپنے والد محترم کو اس بات پر راضی کرلیا اور کالج میں داخل ہوگیا ۔والدہ صاحبہ بڑی کفایت شعار اور عقلمند خاتون تھیں ،گھر میں فارغ وقت میں وہ موم بتیاں بناکر اچھے خاصے پیسے حاصل کرلیتی تھیں ۔کالج کی فیس والد محترم دیتے مگر دیگر تمام تعلیمی اخراجات خاموشی کے ساتھ والدہ صاحبہ مجھے دے دیا کرتی تھیں ۔مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ والد صاحب میرے اور دوسرے بھائیوں کے تعلیم وتربیت کیلئے ڈیوٹی سے زیادہ وقت (اورٹائم) کام کرتے تھے ،اس طرح ہمارا نظام زندگی چل رہا تھا ، میں نے 6 سال میں ڈگری حاصل کرلی۔

میں نے ڈگری تو بے شک حاصل کرلی ،لیکن کالج کے ماحول نے میرے اسلامی شعار اور طریقے کو بالکل ہی بدل دیا اور میں دینی تعلیم وتربیت اور مدرسے کے ماحول کو بالکل ہی بھول گیا ۔میرا ذہن اور میرے خیالات اب بالکل بدل چکے تھے ۔مجھے اسی کالج میں 300 روپے ماہوار پر نوکری مل گئی۔

نوکری ملنے کے بعد میرے والدین نے شادی کی فکر شروع کردی ۔وہ چاہتے تھے کہ کسی نیک اور دیندار لڑکی سے میری شادی ہو ،لیکن میری خواہش یہ تھی کہ میری ہونے والی بیوی آج کی نئی تہذیب وتعلیم سے واقف ہو۔میں نے اپنی پسند کا ذکر والدہ محترمہ سے کیا تو انہوں نے ناپسند فرمایا اور برا جانا ،لیکن مجھے نئی روشنی اور روشن خیالی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔بالآخر میرے سخت اصرار اور ضد کے آگے والدین کو ہتھیار ڈالنے پڑے اور وہ مجبوراًراضی ہوگئے ،اور پھر فیشن ایبل نئی تہذیب کی ایک پری سے میری شادی ہوگئی۔

القصہ مختصر ابھی شادی کو چار ماہ ہی گزرے تھے کہ کارخانے میں گیس کی ٹینکی پھٹ جانے سے والد محترم کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں ،اور وہ کام پر جانے سے معذور اور بے کار ہوگئے ،اس لئے اب وہ کام پر نہ جاتے تھے

بلکہ ان کا مستقل قیام گھر پر ہی ہوتا۔

میری بیوی کو اسلامی تہذیب سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا، کیونکہ وہ تو آزاد خیال اور تیز مزاج عورت تھی۔

میں نے اسے بہت سمجھایا کہ بوڑھے والدین کی خدمت کر کے دعائیں لیا کرو مگر وہ اس بات کو نہ مانتی تھی، الٹا اب وہ بوڑھے والدین سے نفرت اور پرہیز کرنے لگی تھی۔ اس کا یہ رویہ دیکھ کر میں ناراضگی کا بھی اظہار کرتا تھا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔

پھر اس نے مجھ پر جادو کروادیا اور ایسا شدید جادو کا میں اس کا ہی ہو کر رہ گیا۔ اب وہ میری آنکھوں کے سامنے میرے بوڑھے والدین کو ڈانٹتی تھی لیکن میرے کان پر جوں تک نہ رینگتی، اسی پر ہی بس نہیں اب تو وہ آئے دن بوڑھے والدین پر طرح طرح کے الزامات بھی لگانے لگی تھی، لیکن میرا ضمیر مردہ ہو چکا تھا، میں کوئی ایکشن نہیں لے سکتا تھا کیونکہ میں صرف نفس کا بندہ بن کر رہ گیا تھا اور روحانی موت مر چکا تھا۔ میرے والدین نے بس اور مجبور ہو کر مجھ سے فریاد اور شکایت کی۔ آہ! میری بدبختی ...! تو میں نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ میری بیوی ایسی نہیں ہے۔

اسی طرح ایک دن والد محترم پانی پینے کیلئے اٹھے، آنکھوں سے تو تھے ہی معذور، راستے میں پڑے اسٹول سے ٹکرا گئے، اسی اسٹول پر دودھ کا برتن رکھا تھا جس سے سارا دودھ گر گیا، میری اہلیہ اٹھی اور والد محترم کو بری طرح للکارا اور کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی، چوری کرتے ہو، چھوٹے منے کا دودھ رکھا ہوا ہے، اور تم چاہتے ہو کہ خاموشی سے پی جاؤں۔ میری والدہ نے یہ ماجرا دیکھا تو لگی بہو کو سمجھانے کہ بیٹی! ایسا نہ کہو، وہ تو پانی پینے کیلئے اٹھے تھے، آنکھوں کی معذوری کی وجہ سے انہیں اسٹول کا علم ہی نہ ہوا جس کی وجہ سے دودھ گر گیا۔ میری اہلیہ نے والدہ محترمہ کو بھی بری طرح ڈانٹ کر چپ کروادیا۔

دی گذرتے ہی بلکہ زندگی گزرتی رہی اور میرے ماں باپ کو مسلسل اذیت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میرے ماموں ہمارے گھر تشریف لائے، جب انہوں نے میری اہلیہ کا جارحانہ رویہ دیکھا تو وہ میرے والد اور والدہ محترمہ کو اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ تین سال بعد میری اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا اور یوں میں اس اذیت سے نکلا۔

اہلیہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد میرے ایک مخلص دوست نے جلد ہی ایک غریب گھرانے کی نیک سیرت اور باپردہ خاتون سے میری شادی کروادی، اس خاتون کی پرورش دینی ماحول میں ہوئی تھی، نماز، روزہ اور قرآن مجید سے بے تحاشا محبت تھی اس کو، ایک دن وہ قرآن حکیم کی تلاوت کر رہی تھی کہ ان آیات پر پہنچی، جن کی تلاوت وتشریح روزانہ آپ لوگ مجھ سے سنتے ہیں تو میری آنکھوں کے سامنے وہ سب واقعات آ گئے جو پیچھے گزر چکے تھے۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں ایک آہ بھری، قرآن مجید کی یہ آیات میرے دماغ میں گردش کرنے لگیں اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے ماموں کے گھر جا کر اپنے والدین کو راضی کروں گا، مگر جب ماموں کے گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ والدین کئی مہینے پہلے ہی یہاں سے اپنے گھر جانے کے بہانے چلے گئے تھے۔ بس یہ سنتے ہی میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ ہائے بڑھاپے اور نظر کے نہ ہونے کی حالت میں وہ کہاں گئے ہوں گے۔ میں قریبی تھانہ میں گیا اور رپورٹ لکھوائی، اب مجھے رات بھر نیند نہیں آتی، اور ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہوں کہ کسی طرح میرے والدین مجھے مل جائیں، میں نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل ڈھونڈنے کے عمل کو جاری رکھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا ایک قبر پر فاتحہ خوانی کر رہا ہے۔ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا وہ میرے چچا ہیں۔ میں اپنے چچا کے قدموں میں گر پڑا اور ان سے اپنے والدین کے بارے میں پوچھنے لگا۔ چچا نے نظر اٹھائی اور سامنے والی دو قبروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پکارا کہ بھائی اکرم اور بھابی زبیدہ! دیکھو تمہارا لاڈلا افسر آیا ہے۔ چچا نے میرے والد اور والدہ کے نام پکارے تھے۔ چچا کے منہ سے یہ بات سن کر میں قبر پر اوندھے منہ گر گیا اور پھوٹ پھوٹ کر زار وقطار رونے لگا۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بس اتنا کہہ کر مولانا خاموش ہو گئے، میں نے دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بزرگوں نے سچ کہا کہ انسان سے بعض اوقات ایسی ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جو ساری کیلئے افسوس پیدا کر دیتی ہیں۔

خلاصہ کالم:۔

والدین کا مقام بہت اونچا ہے، بے شک جو اپنے والدین کی خدمت کرے گا وہ دنیا و آخرت میں فلاح پائے گا۔ اس واقعہ سے ہم سب کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔

(بقیہ :۔ریاست مدینہ کا خواب)

عوامی بہبود کے منصوبوں کو موثر بنانے اور صحیح حقداروں تک ان کا حق پہنچانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کے محکمہ سماجی بہبود اور اس میں رجسٹرڈ این جی اوز کو متحرک کیا جائے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ محکمہ سماجی بہبود اس طرح سے کام نہیں کر رہا جس طرح اسے کرنا چاہیے وہ پورے صوبے میں۔ ایسے لوگوں کی ایک فہرست بنائیں اور ڈیٹا اکٹھا کریں جن کو ایک وقت کی روٹی بھی بہت مشکل سے میسر آتی ہے۔

استغفار کے فضائل

سید علقمہ مزمل

توبہ کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا جبکہ استغفار کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا، یعنی معافی مانگنا۔ حاصل دونوں کا ایک ہے۔ زبان سے توبہ کے الفاظ ادا ہوں یا استغفار کے۔ اگر دل کی ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے پختہ عہد اور عزم کے ساتھ ہوں تو یہی توبہ ہے اور اصلاح حال نیز تلافی و تدارکِ حقوق اللہ و حقوق العباد اس کے لوازمات میں سے ہیں۔

احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کی کثرت محمود و محبوب ہے۔ گناہوں کی معافی کے عظیم فائدہ کے ساتھ استغفار کے اور بھی دنیاوی منافع ہیں۔ اگر حضوریِ قلب کے بغیر بھی استغفار ہو تب بھی نفع سے خالی نہیں۔ جو شخص کثرت سے استغفار میں لگے اسے جہاں کثرت ذکر اللہ کی دولت نصیب ہوگی وہاں استغفار کے دیگر فوائد کثیرہ سے بھی مالا مال ہوگا۔

گناہوں کی مغفرت کیلئے استغفار

حضرت ام عصمت رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے لکھنے پر مامور ہوتا ہے وہ تین گھڑی یعنی کچھ دیر رک جاتا ہے، پس اگر اس نے استغفار کرلیا تو وہ گناہ اس کے اعمال نامہ میں نہیں لکھتا اور اس پر روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہ دے گا۔

تشریح:۔ اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی شان کریمی بیان کی گئی، وہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو گناہوں کا اندراج کرنے والا فرشتہ اس گناہ کو لکھنے سے رک جاتا ہے اور انتظار کرتا ہے یہ شخص اپنے گناہ کی معافی مانگ لے اور استغفار کرلے۔ اگر گناہ کرنے والے شخص نے استغفار کرلیا تو وہ گناہ اس کے حصے میں نہیں لکھا جائے گا اور اگر استغفار نہ کیا تو گناہ بھی لکھا جائے گا اور قیامت کے دن جواب بھی دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ جب انسان کوئی نیکی کا عمل کرتا ہے تو ایک نیکی 10 گنا بڑھا کر لکھی جاتی ہے اور اگر کسی انسان سے گناہ ہوگیا تو وہ ایک ہی لکھا جاتا ہے۔ اول تو فرشتہ لکھنے میں دیر کرتا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ شخص معافی مانگ لے اور استغفار کرلے۔ اگر استغفار کرلیا تو معاملہ یہیں ختم ہوا، اور استغفار نہ کیا تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

صغیرہ گناہ اچھے کاموں کے ذریعے ختم ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کیلئے ہر وقت رحمت کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات نہاہت رحیم و کریم ہے اور ستار و غفار ہے۔ اس کی شان کریمی کو جانتے ہوئے بھی کوئی شخص گناہوں کی مغفرت کرائے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے تو یہ بڑے خسارے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہت ہی عمدہ حالت ہے اس شخص کیلئے جو قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں کثیر استغفار پائے۔

تشریح:۔ اس حدیث مبارکہ میں کثرت سے استغفار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن جس نے اپنے صحیفہ میں استغفار زیادہ تعداد میں پایا اس کیلئے عمدہ حالت کی خوشخبری ہے، کیونکہ ایسا شخص بہت نفع میں رہے گا اور اس کی حالت کیوں عمدہ نہ ہوگی، جبکہ استغفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، اعمالِ صالحہ کی کوتاہی بھی دور ہوتی ہے، اعمال کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔ جس شخص نے بھی زیادہ استغفار کیا ہوگا وہی قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں زیادہ استغفار اور مراتب پائے گا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا رہے وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہے جو گناہوں پر اصرار کرنے والے ہیں اگر چہ ایک دن میں 70 مرتبہ گناہ کرے (ترمذی)۔

تشریح:۔ گناہ کرنا وبال ہے اور مواخذہ و عذاب کا سبب ہے۔ اور بار بار گناہ کرنا اور زیادہ بغاوت و سرکشی کی بات ہے۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا اس کو کبیر گناہ بنا دیتا ہے لیکن استغفار کا سلسلہ جاری ہے تو گناہ پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہ ہوگا۔

دوست کس کو بنائیں ...؟

دوست کے انتخاب کیلئے ان چیزوں کا خیال کریں، جس شخص میں یہ خوبیاں پائی جائیں اسے دوست بنائیں۔

(1) اچھا دوست وہ ہوتا ہے کہ جب تم نیکی کا کام کرو تو وہ تمہاری مدد کرے۔

(2) اگر تم کوئی برا کام کرنے لگو تو وہ تمہاری اصلاح کرے۔

(3) جب وہ کوئی بات کرے تو تمہارے علم میں اضافہ ہو۔

(4) جب تم اس کا چہرہ دیکھو تو تمہیں اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔

(5) جو ہر اچھے کام میں تمہاری حوصلہ افزائی کرے اور ہر برے کام میں حوصلہ شکنی کرے، تاکہ تمہاری اصلاح ہوسکے

امیر المومنین خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مولانا حفیظ اللہ قاسم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین جانشین اور خلیفہ بلافصل کو تاریخ میں ''حضرت ابوبکر صدیق'' کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کیا جاتا ہے، ابوبکر ان کی کنیت تھی، جبکہ ''صدیق'' لقب تھا، اصل نام ''عبداللہ'' تھا، اسلام سے قبل ان کا نام ''عبدالکعبہ'' تھا، قبولِ اسلام کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے ان کا نام عبدالکعبہ سے تبدیل کر کے ''عبداللہ'' رکھ دیا تھا۔

بچپن سے ہی ''عتیق'' کے لقب سے بھی مشہور تھے، جبکہ قبولِ اسلام کے بعد مزید یہ کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ خوشخبری سنائی تھی۔ جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

یعنی ''آپ اللہ کی طرف سے جہنم کی آگ سے آزاد کردہ ہیں''۔

البتہ بعد میں ''عتیق'' کی بجائے ہمیشہ کیلئے ''صدیق'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضِی اللہ عنہ مکی تھے، قُرَشی تھے، مہاجر تھے، قبیلہ قریش کے معزز خاندان ''بنوتیم'' سے ان کا تعلق تھا، جو کہ مکہ کے مشہور محلّہ ''مسفلہ'' میں آباد تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ''عشرہ مبشرہ'' یعنی ان دس خوش نصیب ترین افراد میں سے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے جنت کی خوشخبری سنا رکھی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ''ابوقحافہ'' جبکہ والدہ کا نام ''سلمیٰ'' تھا، یہ دونوں باہم چچازاد تھے، لہٰذا والد اور والدہ دونوں ہی کی طرف سے آپؓ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت (مُرّہ بن کعب) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی مقرب اور خاص ترین ساتھی ہونے کے علاوہ مزید یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکے سسر بھی تھے، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپؓ ہی کی صاحبزادی تھیں۔

(۱) ترمذی [۳۶۷۹] باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خاص شرف اور اعزاز بھی حاصل تھا کہ ان کے خاندان میں مسلسل چار نسلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکی صحبت و معیت کا شرف نصیب ہوا، چنانچہ ان کے والدین بھی صحابی تھے، یہ خود بھی صحابی تھے، ان کے صاحبزادے عبداللہ اور عبدالرحمٰن، نیز صاحبزادیاں عائشہ صدیقہ اور اسماء اور پھر نواسے عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم اجمعین) سبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکی ولادت باسعادت کے تقریباً ڈھائی سال بعد اور پھر وفات مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلمکی وفات کے تقریباً ڈھائی سال بعد ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاہلیت اور پھر اسلام دونوں ہی زمانوں میں نہایت باوقار اور وضع دار رہے، تمدنی و معاشرتی زندگی میں انہیں ہمیشہ ممتاز مقام حاصل رہا، ظہورِ اسلام سے قبل بھی اُس معاشرے میں انہیں ہمیشہ انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، سب اہلِ مکہ اپنے اختلافات اور خاندانی جھگڑوں میں انہیں اپنا ''ثالث'' مقرر کرتے، اور پھر ان کے ہر فیصلے کو بلا چوں و چرا تسلیم کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکو جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نبوت عطاء کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے اعلانِ نبوت فرمایا... تب آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و دیگر افرادِ خانہ کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دینِ اسلام قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تصدیق کی، اور اس موقع پر کوئی دلیل یا معجزہ نہیں مانگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ظہورِ اسلام سے قبل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا، دونوں میں بہت قربتیں تھیں، اور ایک دوسرے کے گھر آمد و رفت کا سلسلہ رہتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتی ملکیت میں قبولِ اسلام کے وقت نقد چالیس ہزار درہم تھے، قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے اپنی یہ کل پونجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکی خدمت اور دینِ اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف کر دی۔

دینِ اسلام کے ابتدائی دور میں متعدد ایسے افراد جو کہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، اور دینِ اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے اپنے مشرک آقاؤں کے ہاتھوں بدترین عذاب اور سختیاں جھیلنے پر مجبور تھے، انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جیبِ خاص سے نقد رقم ادا کر کے ان کے مشرک آقاؤں سے خرید لیا، اور پھر اللہ کی خوشنودی کی

خاطر انہیں آزاد کردیا۔۔۔۔قرآن کریم کی درجِ ذیل آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ: (اور ایسا شخص اُس ''جہنم'' سے دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہوگا، جو پاکی حاصل کرنے کیلئے اپنا مال دیتا ہے، کسی کا اُس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جارہا ہو، بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کیلئے، یقیناً وہ اللہ عنقریب راضی ہوجائے گا)۔

مفسرین کے بقول اس آیت کا مفہوم اگرچہ عام ہے، یعنی جو کوئی بھی محض اللہ کی رضامندی و خوشنودی کی خاطر اپنا مال خرچ کرے گا وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔۔۔ البتہ بطورِ خاص اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ بھی مقصود ہے۔ (سورۃ اللیل)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اُس معاشرے میں کافی اثر و رسوخ تھا اور حلقہ احباب بھی کافی وسیع تھا، لہٰذا انہیں اللہ کی طرف سے ''ہدایت'' کی شکل میں جو خیر نصیب ہوئی تھی اسے انہوں نے خود اپنی ذات تک محدود رکھنے کی بجائے اس اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش بھی نہایت سرگرمی اور جذبے کے ساتھ شروع کردی، چنانچہ ان کی ان دعوتی و تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں اُس معاشرے کے متعدد ایسے بڑے بڑے اور بااثر افراد مشرف باسلام ہوگئے جو آگے چل کر دین اسلام کے بڑے علمبردار اور اس قافلہ توحید کے سپہ سالار ثابت ہوئے۔۔۔۔دین اسلام کی نشر و اشاعت اور سربلندی کی خاطر جنہوں نے تاریخی خدمات اور ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دیئے، ''عشرہ مبشرہ'' یعنی وہ دس خوش نصیب ترین حضرات جنہیں اس دنیا کی زندگی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سے شادکام فرمایا تھا، ان میں سے پانچ حضرات نے آپؓ ہی کی دعوت اور تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں دین برحق قبول کیا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں۔

''(1) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، (2) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، (3) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، (4) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، (5) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔ جبکہ ''عشرہ مبشرہ'' میں سے دیگر پانچ حضرات یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔''

☆۔۔۔ ''صدیق''

مکی دور میں جب نبوت کا بارھواں سال چل رہا تھا، تب ماہِ رجب میں وہ انتہائی عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جو کہ ''اسراء و معراج'' کے نام سے معروف ہے۔ یہ واقعہ اپنی ابتداء سے انتہاء تک عجیب و غریب اور انتہائی محیر العقول قسم کے امور پر مشتمل تھا۔۔۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے حکم سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کرائی گئی، جہاں آپ ﷺ نے بہت کچھ دیکھا، جنت اور وہاں کی نعمتوں کا، نیز جہنم اور وہاں کے عذاب کا مشاہدہ کیا۔ مختلف آسمانوں پر متعدد انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات بھی ہوئی۔ یہ تمام تر مسافت رات کے ایک مختصر سے حصے میں طے کرلی گئی اور آپ ﷺ راتوں رات واپس مکہ مکرمہ بھی پہنچ گئے۔۔۔۔

بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔!۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات جب اللہ کی قدرت سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں کے اس سفر کے بعد واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور مکہ والوں کو اس عجیب و غریب سفر کے بارے میں مطلع فرمایا تو مشرکینِ مکہ نے آپ ﷺ کی زبانی اس سفر کی روداد سننے کے بعد آپ علیہ السلام کا مذاق اڑایا، تماشا بنایا، اور تمسخر و استہزاء کا بازار گرم کردیا۔

جبکہ اہلِ ایمان نے اس واقعہ کی ''تصدیق'' کی، بالخصوص اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف بہت زیادہ نمایاں اور جرأت مندانہ تھا۔۔۔ لہٰذا اسی نسبت کی وجہ سے آپؓ ہمیشہ کیلئے تاریخ میں ''صدیق'' کے لقب سے معروف ہوگئے۔

(بقیہ :۔اسلام میں عورت کا معاشرتی مقام) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جارہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج پر چلے جاؤ۔'' اور اسی تعلیم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم عمل پیرا رہے۔ (بخاری شریف، کتاب الحج) 10- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے لئے بھی اچھی تعلیم و تربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا کہ مردوں کے لیے۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ عورت کو کم تر درجہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے اس کی تعلیم و تربیت نظرانداز کردی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے خوب اچھی تعلیم دے اور اس کو خوب اچھے آداب مجلس سکھائے، پھر آزاد کرکے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لئے دوہرا اجر ہے۔'' (بخاری شریف)۔ گویا مندرجہ بالا قرآنی آیات و احادیث نبوی سے پتہ چلا کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں نہ صرف باعزت مقام و مرتبہ عطا کیا بلکہ اس کے حقوق بھی متعین کردیئے جن کی بدولت وہ معاشرے میں پرسکون زندگی گزار سکتی ہے۔ اور اس طرح کے حقوق کسی بھی دین و مذہب (جو اہل دنیا کے بنائے گئے دین و مذہب ہوں) یا ملت نے عورت کو نہیں دیئے۔ ہم اپنوں سے کہتے ہیں "حقوق و مقام نسواں" کسی اور کے دروازے سے نہیں اپنے گھر سے حاصل کریں اور غیروں سے کہتے ہیں ان حقوق کو دیکھتے سنتے پڑھتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ اسلام میں یا مسلمانوں کے یہاں نسوانیت کے طے شدہ کوئی حقوق نہیں یہ سراسر زیادتی اور غیر حقیقی کہانی ہے۔

کیا مرد ہوس کا پجاری...؟

بانو قدسیہ

جب عورت مرتی ہے اس کا جنازہ مرد اٹھاتا ہے۔اس کو لحد میں یہی مرد اتارتا ہے، پیدائش پر یہی مرد اس کے کان میں اذان دیتا ہے۔باپ کے روپ میں سینے سے لگاتا ہے بھائی کے روپ میں تحفظ فراہم کرتا ہے اور شوہر کے روپ میں محبت دیتا ہے۔اور بیٹے کی صورت میں اس کے قدموں میں اپنے لیے جنت تلاش کرتا ہے۔واقعی بہت ہوس کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ہوس بڑھتے بڑھتے ماں حاجرہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صفا و مروہ کے درمیان سعی تک لے جاتی ہے۔اسی عورت کی پکار پر سندھ آ پہنچتا ہے۔اسی عورت کی خاطر اندلس فتح کرتا ھے۔اور اسی ہوس کی خاطر 80% مقتولین عورت کی عصمت کی حفاظت کی خاطر موت کی نیند سو جاتے ہیں۔واقعی "مرد ہوس کا پجاری ہے۔"

لیکن جب حوا کی بیٹی کھلا بدن لیے، چست لباس پہنے باہر نکلتی ہے اور اسکو اپنے سحر میں مبتلا کر دیتی ہے تو یہ واقعی ہوس کا پجاری بن جاتا ہے۔اور کیوں نہ ہو؟؟ کھلا گوشت تو آخر کتے بلیوں کے لیے ہی ہوتا ہے۔جب عورت گھر سے باہر ہوس کے پجاریوں کا ایمان خراب کرنے نکلتی ہے۔تو روکنے پر یہ آزاد خیال عورت مرد کو "تنگ نظر" اور "پتھر کے زمانہ کا" جیسے القابات سے نواز دیتی ہے کہ کھلے گوشت کی حفاظت نہیں کتوں بلوں کے منہ سینے چاہیے ہیں۔

ستر ہزار کا سیل فون ہاتھ میں لیکر تنگ شرٹ کے ساتھ پھٹی ہوئی جینز پہن کر ساڑھے چار ہزار کا میک اپ چہرے پر لگا کر کھلے بالوں کو شانوں پر گرا کر انڈے کی شکل جیسا چشمہ لگا کر کھلے بال جب لڑکیاں گھر سے باہر نکل کر مرد کی ہوس بھری نظروں کی شکایت کریں تو انکو توپ کے آگے باندھ کر اڑا دینا چاہئیے جو سیدھا یورپ و امریکہ میں جا گریں اور اپنے جیسی عورتوں کی حالت_زار دیکھیں جنکی عزت صرف بستر کی حد تک محدود ہے۔

سنبھال اے بنت حوا اپنے شوخ مزاج کو | ہم نے سر بازار حسن کو نیلام ہوتے دیکھا ہے

مرد:۔میں نے مرد کی بے بسی تب محسوس کی جب میرے والد کینسر سے جنگ لڑ رہے تھے اور انھیں صحت یاب ہونے سے زیادہ اس بات کی فکر لاحق تھی کہ جو کچھ انھوں نے اپنے بچوں کے لئے بچایا تھا وہ ان کی بیماری پر خرچ ہو رہا ہے اور ان کے بعد ہمارا کیا ہوگا؟ میں نے مرد کی قربانی تب دیکھی جب ایک بار عید کی شاپنگ کرنے کیلئے بازار گئی اور ایک فیملی کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں شاپنگ بیگز کا ڈھیر تھا اور بیوی شوہر سے کہہ رہی تھی کہ میری اور بچوں کی خریداری پوری ہوگئی ہے، آپ نے کرتا خرید لیا اب آپ کوئی نئی چپل بھی خرید لیں، جس پر جواب آیا ضرورت ہی نہیں پچھلے سال والی کونسی روز پہنی ہے جو خراب ہوگئی ہوگی، تم دیکھ لو اور کیا لینا ہے بعد میں اکیلے آکر اس رش میں کچھ نہیں لے پاؤ گی۔ ابھی میں ساتھ ہوں جو خریدنا ہے آج ہی خرید لو۔میں نے مرد کا ایثار تب محسوس کیا جب وہ اپنی بیوی بچوں کے لئے کچھ لایا تو اپنی ماں اور بہن کے لئے بھی تحفہ لایا، میں نے مرد کا تحفظ تب دیکھا جب سڑک کراس کرتے وقت اس نے اپنے ساتھ چلنے والی فیملی کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے خود کو ٹریفک کے سامنے رکھا۔میں نے مرد کا ضبط تب دیکھا جب اس کی جوان بیٹی گھر اجڑنے پر واپس لوٹی تو اس نے غم کو چھپاتے ہوئے بیٹی کو سینے سے لگایا اور کہا کہ بیٹی ابھی میں زندہ ہوں، لیکن اس کی کھنچتی ہوئے کنپٹیاں اور سرخ ہوتی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ ڈھیر تو وہ بھی ہو چکا، ہے رونا تو وہ بھی چاہتا ہے لیکن یہ جملہ کہ مرد کبھی روتا نہیں ہے اسے رونے نہیں دیگا۔

صفحات حاضر ہیں آپ بھی لکھیں

علوم ربانیہ میں شامل مضامین خصوصاً روحانی اور طبی مسائل کیلئے مختلف وظائف اور نسخہ جات بغیر کسی تحریف کے من وعن شامل کئے جاتے ہیں ۔
یہ وہ مجرب وظائف ہیں جو شیخ العالمین حکیم سید مزمل حسین نقشبندی حفظہ اللہ ملک کے طول وعرض سے قارئین وسائلین کے سوالوں کے جواب میں تحریر کرتے ہیں ۔الحمدللہ خانقاہ ربانیہ کا فیض اندرون وبیرون ملک جاری ہے۔خانقاہ ربانیہ کے ترجمان مجلّہ علوم ربانیہ کو نہ صرف پاکستان میں پڑھا جاتا ہے بلکہ مختلف اسلامی مما لک میں بھی اس کے قارئین ہیں www.Islamicwazaif.com پر مستقل میگزین کو پڑھتے ہیں اور اپنی آراء وتجاویز سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔مجلّہ علوم ربانیہ میں شائع ہونے والی تمام چیزوں کو نہایت غور خوض کے بعد ہی شائع کیا جاتا ہے۔
تمام قارئین سے التماس ہے کہ وہ بھی اپنے تجربات، مشاہدات کو علوم ربانیہ کیلئے تحریر کریں، کسی چیز کو معمولی سمجھ کر تحریر کرنے سے اجتناب نہ کریں۔
کوئی محیّر العقول واقعہ، دیسی نسخہ، جادو کے حوالے سے تاثرات، طبی نسخہ جات، عجیب وغریب واقعہ تحریر کر کے مجلّہ "علوم ربانیہ" کے مندجہ ذیل ایڈریس پر ارسال کریں۔جلد تحریریں شائع کروانے کیلئے ہمیں ای میل کریں E-mail:.uloomerabbania@gmail.com

خط وکتابت کیلئے: ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور 8 / 27 بیرون چوبچہ، مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور 0321-0300-8866988

اغلاط العوام

چوتھی و آخری قسط

ڈاکٹر محمد زاہد الحق قریشی

رمضان المبارک کی 20 رکعت تراویح سنت موکدہ الکفایہ ہے۔یعنی مسجد کے گردونواح میں رہنے والے تمام محلّہ دار نہ پڑھیں تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر کچھ پڑھ لیں تو سب گناہ گار نہ ہوں گے ،لیکن قرآن مجید فرقان حمید کو پورے سال میں ایک مرتبہ پڑھنا یا سننا سنت موکدہ ہے، جو نہیں پڑھے گا یا نہیں سنے گا وہ گناہ گار ہوگا۔
اگر کسی نے 8 تراویح ادا کرنی ہے،تو ایسی مسجد کا انتخاب کرے جہاں 8 تراویح میں پورا قرآن سنایا جاتا ہے۔تاکہ قرآن کی تلاوت تو مکمل سن سکیں۔اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے قرآن کا کچھ حصہ سننے سے رہ جائے تو اسے بعد میں علیحدہ سننے کا اہتمام کریں۔قرآن کا حق ہے کہ سال میں دو مرتبہ مکمل پڑھا یا سنا جائے۔بعض ناعاقبت اندیش نمازی یا بچے پچھلی صفوں میں بیٹھیں گپیں لگاتے رہتے ہیں، جب امام صاحب رکوع میں جانے لگے تو نماز میں دوڑ کر شامل ہوجاتے ہیں، یاد رہے! یہ نماز تراویح کے ساتھ مذاق ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

نماز کا حافظ:۔ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے حافظ تو بہت مل جاتے ہیں مگر نماز کا حافظ کوئی کوئی ہوتا ہے،مطلب یہ ہے کہ ایک نماز کی روح ہے کہ خشوع وخضوع سے دل لگا کر ادا کی جائے ،جیسے کہ صحابہ کرامؓ ادا کرتے تھے،اور اپنی نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام مسائل حل کرالیا کرتے تھے،،اس کا تعلق دل سے ہے،جبکہ دوسرا نماز کا جسم اور ظاہر ہے، کسی بھی شخص کی زندگی کیلئے روح اور جسم دونوں لازم وملزوم ہیں ،اگر ہماری نماز کا ظاہر ایسا ہو کہ کوئی مستحب بھی نہ چھوٹے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہماری نماز میں خشوع وخضوع پیدا کردیں گے ، ہماری زندگی صفتِ صلوٰۃ پر آجائے گی ،نماز اگر جاندار ہوگی تو زندگی بھی شاندار ہوگی۔

قیام:۔ جب ہم نماز کیلئے کھڑے ہوں تو ذہن میں سوچ لیں کہ ہمیں مالک الملک کے دربار میں حاضری کا موقع ملا ہے، ہماری یہ حالت ہونی چاہئے کہ شہنشاہ نے اپنے دربار میں ہمیں بلایا ہے کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو...؟ اب اگر ہماری توجہ مالک الملک کی بجائے کسی اور کی طرف ہوگی تو ہم کیا حاصل کرسکیں گے...؟، ہمارے تمام ظاہری اعضاء کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے ،دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہئے ،دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ کم ازکم چار انگلیوں کے برابر ہو، سینہ پوری نماز میں قبلہ کی طرف رہنا چاہئے ،دائیں بائیں نہیں پھرنا چاہیئے ،اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو ہماری حدود ہمارے کندھوں کی چوڑائی ہے، اس کا خیال کریں، کندھوں کے بعد دوسرے نمازی کی حدود شروع ہوجاتی ہے، کسی دوسرے کی حد میں مداخلت کا ہمیں کوئی حق حاصل نہیں ہے۔قیام کے وقت ہماری نگاہ سجدہ کی جگہ ہونی چاہئے ،تکبیر تحریمہ کے وقت ہمارا چہرہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے ، آسمان کی طرف یا زمین کی طرف نہ ہو،تکبیر تحریمہ زبان سے کہنا فرض ہے ،اگر زبان سے اللہ اکبر نہ کہا تو نماز نہ ہوگی ،ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ رخ ہونی چاہییں ،آسمان کی طرف یا کانوں کی طرف نہ ہوں ،انگلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہونا چاہئے ،نیت یہ ہو کہ میں دنیا کو ہاتھوں کے پیچھے چھوڑ رہا ہوں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اور میں ان کے دربار میں حاضر ہوں۔
اب ناف کے نیچے اس طرح ہاتھ باندھے کہ بائیاں ہاتھ نیچے ہو، دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ کر دائیں ہاتھ کی باقی تینوں انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ لیں، حدیث مبارکہ میں دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑنے کا بھی حکم ہے ،اور دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا بھی حکم ہے، اس طرح دونوں احادیث پر عمل ہوگیا۔
دونوں پاؤں پر برابر وزن رکھنا چاہئے ،دونوں پاؤں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ نہ ہو کہ دوسرے نمازی کی حدود میں مداخلت ہوجائے ، دو نمازیوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو، ٹخنے ، کندھے اور گردنیں ملانی ہیں یعنی ایک سیدھ میں رہیں ، پاؤں بڑے چھوٹے ہوسکتے ہیں جبکہ ٹخنے سیدھے رکھنے سے جماعت کی صف خود بخود سیدھی ہوجائے گی۔اسی طرح اگر ہوسکے تو فوجیوں کی پریڈ کے وقت ان کی صف بندی کا نظم وضبط بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

رکوع:۔ قیام کے بعد رکوع میں جاتے وقت ہماری سرین ،کمر اور سر، برابر سیدھ میں ہونے چاہیں، دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا ہے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کھول کر رکھنا ہے، انگلیوں کا رخ نیچے کی طرف ہونا چاہئے ،نگاہ پاؤں کی انگلیوں کی طرف ہونی چاہئے ،رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے ،اگر اس میں کوتاہی کی جائے گی یعنی

سیدھے کھڑے ہوئے بغیر ہی سجدہ میں چلے گئے تو واجب رہ جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

سجدہ:۔سجدہ میں جاتے وقت سب سے پہلے نچلے اعضاءزمین پر لگنے چاہییں ،مثلاً پہلے گھٹنے ،پھر ہاتھ ،پھر ناک ،پھر ماتھا ،اگر کوئی معقول عذر نہ ہوتو یہ ترتیب ضروری ہے ،بعض لوگ بلاوجہ پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں ،یا سر اور ماتھے سے خواہ مخواہ زمین پر ٹکر مارتے ہیں ،اگر پہلے ناک زمین پر رکھیں تو کبھی ٹکر نہیں مار سکتے ،،سجدہ میں نگاہ اپنے ناک پر رکھیں ،سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے ماتھا اٹھانا چاہیے ،پھر ناک اور پھر ہاتھ اٹھا کر اپنی رانوں پر رکھنے ہیں ،گھٹنوں پر نہیں رکھنے ،ہاتھوں کی انگلیاں زیادہ نہیں کھولنی اور نہ ہی ملا کر رکھنی ہیں ،دائیاں پاؤں اس طرح کھڑا کریں کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو ،اور بائیں پاؤں پر اطمینان سے بیٹھنا ہے کہ دوسرا شخص دور سے دیکھ کر ہی اندازہ لگا سکے کہ یہ شخص بیٹھا ہے۔

اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا واجب ہے ،،اگر یہ واجب چھوڑ دیا تو نماز نہ ہوگی ،پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرنا ہے ،پھر اٹھتے وقت الٹی ترتیب ہوگی ،پہلے اوپر والے اعضاءزمین سے اٹھانے ہیں ،یعنی ماتھا ،پھر ناک ،پھر ہاتھ ،پھر گھٹنے ،اگر مجبوری نہ ہوتو ہاتھوں کا سہارا لے کر نہیں اٹھنا ،سجدہ آٹھ ہڈیوں پر کیا جاتا ہے ،،التحیات کیلئے دوزانوں بیٹھنا اور نگاہ اپنے ہاتھوں پر رکھنا ،سلام پھیرتے وقت پہلے دائیں طرف گردن گھما کر نگاہ کندھے پر رکھتے ہوئے دائیں طرف موجود تمام نمازیوں اور جنات وفرشتوں کی نیت کر کے سلام کرنا ،اس طرح کہ سینہ قبلہ کی طرف رہے آگے نہ جھکیں نہ نگاہ نمازیوں کی طرف ہو ،سیدھے بیٹھے ہوئے صرف گردن گھما کر سلام کرنا۔سلام کرنے کے فوراً بعد پچھلی صف میں نہ کھسکنا چاہئے ،جماعت کی نماز کے دوران کسی بھی رکن میں امام صاحب سے سبقت کی کوشش ہرگز نہ کریں ،اگر تکبیر تحریمہ کے وقت سبقت کر کے امام صاحب سے پہلے ہی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے تو وہ شخص جماعت میں ہی شامل نہیں ہوا ،یا پھر آخر میں امام صاحب سے پہلے ہی سلام پھیر دیا تو وہ شخص نماز ختم ہونے سے قبل ہی جماعت سے نکل گیا۔

مرد سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائیں ،رانیں پیٹ سے نہ ملائیں ،کہنیوں کو بھی پہلوؤں سے نہ ملائیں اور کہنیوں کو باہر کی طرف اتنا نہ نکالیں کہ دوسرے نمازیوں کو تنگی ہو ،یعنی اپنی حدود میں رکھیں ،تصور یہ کریں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قدموں میں اشرف الاعضاء یعنی سر اور ماتھا رکھا ہوا ہے۔یہ عاجزی وانکساری کی انتہاء ہے۔

نماز کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں ،ورنہ کم از کم اتنا ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اور یہ میری آخری نماز ہے ،نماز مکمل اطمینان سے ادا کریں ،اگر ایسی نماز پڑھنے کی بار بار مشق کریں گے تو ہماری نماز جاندار ہوجائے گی م اور زندگی شاندار ہوجائے گی۔مرد اور عورتوں کی نماز میں 20 فرق ہیں ،وہ کسی اور کالم میں لکھے جائیں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

قارئین کرام !ان گزارشات کا مقصد ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان کی تین ذمہ داریاں ہیں۔(1) دین اسلام کو سیکھنا۔(2) دین اسلام پر عمل کرنا۔(3) دین اسلام کو دوسروں تک پہنچانا۔

یاد رہے !یہ کام صرف علماء کرام کے ذمہ نہیں ہے ،قیامت کے دن سوال ہوگا ،اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر کتنا عمل کیا...؟اب ہمیں علم اور عمل دونوں میں جوڑ پیدا کرنا ہے۔مشہور حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اگر کوئی ناجائز کام ہوتا دیکھیں تو اسے ہاتھ سے روکیں ،دوسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے روکیں اور تیسرا وآخری درجہ یہ کہ دل سے برا جانیں (فعل کو برا جانے فاعل کو نہیں)۔اس سے کم درجہ ایمان کا نہیں ہے۔

دین اسلام کیا ہے...؟:۔

مجھے یہ علم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت مجھ سے کیا چاہتے ہیں...؟اور اس چاہت کو نبی الرحمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرامؓ نے کیسے پورا کیا...؟میں اپنی چاہت اور مرضی چھوڑ کر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے والا بن جاؤں۔سختی سے روکنا اسلامی حکومت کا کام ہے ،حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت اور پیار سے روکا ،صحابہ کرامؓ کو بھی سختی سے روکنے سے منع فرمایا۔

اگر کوئی آپ کے سامنے غلطی کر رہا ہے اور ہم جاننے کے باوجود اسے نہیں روکتے تو ہم اس کے ساتھ زیادتی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔پیار محبت اور اکرام کے ساتھ اس کی اصلاح ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے ،میری کوشش ہوتی ہے کہ غلطی کی اصلاح ہوجائے اور 98 فیصد لوگ خوش ہوکر شکریہ ادا کرتے ہیں ،صرف دو فیصد لوگ ناراض ہوتے ہیں۔اب اگر ہماری محنت وکوشش سے کسی کی اصلاح ہوجائے تو جب تک وہ درست عمل کرتا رہے گا ہمیں ثواب ملتا رہے گا۔اور اگر ہم کسی کی غلطی دیکھ کر بھی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے تو ہم بھی مجرم ہیں۔اسی لئے کہتے ہیں دینی معاملات شرم جہنم میں لے جائے گی ،اپنی نماز قاری صاحب یا امام مسجد صاحب کو سنا کر اس کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں ،ورنہ دیکھنے میں آیا ہے کہ داڑھی سفید ہوجاتی ہے مگر ٹھیک طریقہ سے نماز پڑھنی نہیں آتی۔ایسی صورت میں ہم بجائے ثواب کے الٹا گناہ کما کر رہے ہوتے ہیں۔چلتے پھرتے وقت دینی تعلیم بالغاں کے مدرسہ (تبلیغی جماعت) کے ساتھ وقت لگا کر ہم اپنی اور دوسروں کی اصلاح بخوبی کر سکتے ہیں۔اس میں شرم نہیں

آئی کیونکہ سب ایک جیسے ہی ہوتے ہیں مطلب یہ سب لوگ جماعت کے ساتھ وقت لگانے والے سیکھنے کے خواہشمند ہی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے لوگ بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو ہوتے تو جدی پشتی مسلمان ہیں مگر انہیں صحیح طرح سے کلمہ طیبہ بھی نہیں پڑھنا آتا، تبلیغی جماعت کی برکت سے وہ بھی دین کے داعی بن جاتے ہیں۔

حلال، حرام:۔

چھوٹے بچے کو بھی علم ہے کہ میں نے ایک کے دو کیسے بنانے ہیں...؟ لیکن بال سفید ہو گئے مگر ہمیں پاکی ناپاکی کے مسائل کا علم نہیں، اکثر لوگ مسجد میں داخل ہو کر مسجد کے تقدس میں یہ سمجھتے ہیں کہ تمام مساجد پاک اور مقدس ہے، علم ہونا چاہیے کہ مسجد کی حدود کا درست تعین متولی مسجد کرتا ہے، اس کے علاوہ وضوخانہ، استنجا خانہ، جوتے اتارنے کی جگہ مسجد سے باہر ہوتی ہے، ان جگہوں پر مسجد کے احکامات لاگو نہیں ہوتے۔ کوئی بھی شخص استنجا خانوں میں ننگے پاؤں نہیں جاتا، کیونکہ وہ ناپاک جگہ ہوتی، اسی طرح وضو کی جگہ مسجد میں شامل نہیں ہوتی مگر پاک ہوتی ہے اس لئے وہاں بھی جوتے پہن کر جانا منع ہے، وہاں ننگے پیر جا کر وضو کی جاتی ہے، وضوخانے سے مسجد میں داخلہ کی درمیانی جگہ جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں جوتوں کی وجہ سے ناپاک ہوتی ہے، اس جگہ جوتے اتار کر ننگے پاؤں رکھنے سے پاؤں بھی ناپاک ہو جاتے ہیں، پھر جب ان ناپاک پاؤں کو مسجد میں رکھا جائے تو مسجد اور اس کی صفیں، قالین وغیرہ سب ناپاک ہو جاتے ہیں۔ درست طریقہ یہ ہے کہ جوتے اتارنے کی جگہ ننگے پاؤں نہ رکھے جائیں بلکہ پاؤں جوتے سے نکال کر براہ راست مسجد میں رکھے جائیں، ورنہ پوری مسجد کو ناپاک کرنے کا ہمیں گناہ ہوگا، یعنی جس جگہ بھی جوتا رکھ دیا وہ ناپاک ہوئی، اب وہاں ننگے پاؤں رکھنے سے پاؤں بھی ناپاک ہو جائیں گے۔

ایک شخص اگلی صف میں جلدی آ کر نماز ادا کر رہا ہے کیونکہ وہ جلدی آیا تھا، اس لئے اب وہ نماز سے فارغ ہو چکا ہے، دوسرے شخص نے بعد میں آ کر اور اس شخص کے عین پیچھے 4 رکعت نماز کی نیت نابدھ لی، اب پہلا شخص پریشان ہے کہ واپس کیسے جائے...؟ اس لئے بعد میں آنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ اگلے نمازی حضرات اپنی نماز سے فارغ ہو کر کیسے جائیں گے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ راستہ چھوڑ کر نماز ادا کریں۔

(بقیہ:۔اشعار)

*آپ ''سنگِ نقشِ پا'' پوجیں تو نیکو نام ہیں *
*کتنا ملتا جلتا اپنا آپ سے ایمان ہے *
*'آپ کہتے ہیں مگر ہم کو '' تو بے ایمان ہے' *
*شرکیہ اعمال سے گر غیر مسلم ہم ہوئے *
*پھر وہی اعمال کرکے آپ کیوں مسلم ہوئے ؟ *
*ہم بھی جنّت میں رہیں گے تم اگر ہو جنّتی *
*ورنہ دوزخ میں ہمارے ساتھ ہوں گے آپ بھی *
*ہے یہ نیّر کی صدا سن لو مسلماں غور سے *
*اب نہ کہنا دوزخی ہم کو کسی بھی طور سے *

نرخ نامہ اشتہارات 2019

مجلّہ علوم ربانیہ لاہور

آپ کا اپنا دینی اسلامی، اصلاحی فکری اور روحانی میگزین

گھر بھر کیلئے، ہر فرد کیلئے

اشتہار لگنے کی جگہ	نوعیت	اصل نرخ	خصوصی رعایت	مستقل زیر معاہدہ
بیک ٹائٹل	4 کلر	15,000 روپے	12,000	10,000
انسائیڈ ٹائٹل (مکمل)	4 کلر	10,000	9,000	8,000
انسائیڈ بیک (مکمل)	4 کلر	9,000	8,000	7,000
بیک ٹائٹل (مکمل)	سادہ (ایک رنگ)	8,000	7,000	6,000
انسائیڈ ٹائٹل (مکمل)	سادہ (ایک رنگ)	6,000	5,000	4,000
اندرونی صفحہ (مکمل)	سادہ (ایک رنگ)	5,000	4,000	3,000
اندرونی صفحہ (نصف)	سادہ (ایک رنگ)	3,000	2,000	1,500
اندرونی صفحہ (چوتھائی)	سادہ (ایک رنگ)	1,500	1,000	800
ایصال ثواب کیلئے	مکمل اندرون صفحہ	1,000	1,000	1,000

خط و کتابت کیلئے علوم ربانیہ لاہور، خانقاہ ربانیہ
27/8 چوبچہ، مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) لاہور پاکستان
web:islamicwazaif.com
E-mail:uloomerabbania@gmail.com
Cell: +92321-8866988 Ph: 042-36849501

نوٹ اشتہار کی ڈیزائنگ کمپنی کے ذمہ ہوگی + غیر شرعی اشتہارات شائع نہیں کئے جائیں گے۔
مملکت خداداد پاکستان اور آزاد کشمیر میں پڑھا جانے والا مقبول ترین میگزین ''مجلّہ علوم ربانیہ لاہور''
آپ کے کاروبار کی بہترین تشہیر کیلئے ایک اچھا پلیٹ فارم

معاشرہ کی درستگی کا علاج

پروفیسر قاری محمد اختر

آج کل جس معاشرہ میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں لوگ اس کو ترقی یافتہ، تہذیب وتمدن والا معاشرہ کہتے ہیں۔ مگر غور و فکر اور تدبر سے دیکھا جائے تو آج کل ہمارا معاشرہ زوال پذیر اور پست معاشرہ ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص کو اپنے فائدے کی فکر تو ہے مگر دوسرے کسی مسلمان کیلئے کوئی نہیں سوچتا۔ ہر شخص کی زبان پر یہی الفاظ سننے کو ملتے ہیں کہ میرا نفع، میرا مطلب، میرا سرمایہ، میری آسائش، میری غرض، میری تجارت، میری دولت۔

یہ میرا اور میری کے جو الفاظ ہیں، انہوں نے ہمارے معاشرہ میں بہت سی بری چیزیں پیدا کر دی ہیں، جو شخص بھی ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا یقینی بات ہے کہ وہ رشوت، سود، چوری، ڈاکہ راہزنی، ہیرا پھیری، ملاوٹ، قتل، اغوا، غارت گری اور دوسرے بہت سے غلط طریقے اپنائے گا۔

بات واضح ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے، کرنے والے ہمارے ہی مسلمان بھائی ہیں، یہ سب کچھ کیوں ہوا...؟ تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں تو بات سمجھ آ جائے گی کہ مسلمانوں نے انسانی ہمدردی، خیر خواہی، دوسروں کے کام آنا، صلہ رحمی کرنا، اپنی آسائش اور فائدے کو چھوڑ کر دوسروں کے کام کرنا، جو صفت انسانی تھی اس کو چھوڑ دیا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں رشوت، سود اور چوری وغیرہ غلط کام اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ ان کے خلاف باقاعدہ حکومت نے محکمے قائم کر رکھے ہیں، مگر پھر بھی عوام کا ان کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔

ان سب باتوں کو ختم کرنے کیلئے ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمانوں میں دینی تعلیم کو عام کیا جائے، ایسی تربت کی جائے کہ ہر شخص کے دل میں ہر وقت خوف خدا ہو، ہر قوت موت کا خیال ہو، حساب وکتاب کا خیال ہو، قیامت کی سختیوں اور ہولنا کیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہو، قبر کی وحشت اور اندھیرا ذہنشین ہو، زندگی کو ختم ہونے والی چیز تصور کرتا ہو، ملازمت، تجارت، کاروبار، دولت وغیرہ کو عارضی چیز جانتا ہو۔ جس وقت مسلمانوں میں یہ چیزیں پیدا ہو گئیں معاشرہ خود بخود درست ہو جائے گا، بغیر ان چیزوں کے معاشرے کا ٹھیک ہونا محال و مشکل نظر آتا ہے۔

قارئین محترم! یہ چند تجاویز و آراء تھیں جو آپ کے سامنے ماہنامہ علوم ربانیہ کی وساطت سے پیش کر دی ہیں۔ اگر ہم معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں تو پہلے ہمیں اپنی اصلاح کیفکر کرنی ہے، جب ہماری اصلاح ہو جائے گی تو ہمیں معاشرہ ٹھیک نظر آئے گا اور ہم معاشرے کو ٹھیک دکھائی دیں گے۔ زمانہ حال میں جو نسل پروان چڑھ رہی ہوتی ہے یہی مستقبل کے معمار ہوتے ہیں، ہمیں مستقبل کے معماروں کی تربیت کی ابھی سے فکر کرنی ہے، اگر ہم نے آج ان کی فکر نہ کی تو مستقبل کا معاشرہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین مبین صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

(**بقیہ :۔اولیاء اللہ کی فیکٹریاں**) ولی اللہ کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ کبائر سے بچتا ہوگا، فرائض کا اہتمام مکمل پابندی سے کرتا ہوگا، اس کا حلیہ قول و فعل سنت کے مطابق ہوں گے، نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرتا ہوگا اور اس کی داڑھی بھی مکمل سنت کے مطابق ہوگی۔

قارئین محترم! یہ تو صرف ایک شخص کی مثال دی ہے، اس ماحول میں جائیں تو بہت سے اللہ والے آپ کو مل جائیں گے، اگر آپ کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہیں گے تو آپ پر بھی ان کی صحبت کے اثرات خود بخود نظر آئیں گے ان شاء اللہ۔

اسی طرح اس شخص کا کہنا تھا کہ ایک موقع پر ہم لوگ کراچی میں خصوصی گشت کر رہے تھے، وہاں ایک بلڈنگ زیر تعمیر تھی، متکلم بھائی نے ایک مستری سے بات کرنی چاہی تو اس شخص نے کہا دیکھتے نہیں میں دیہاڑی پر کام کر رہا ہوں، اگر میں کام چھوڑ دونگا تو یہ کام تم کرو گے...؟

میں نے اس شخص سے کہا کہ تم ایک گھنٹہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنو، میں تمہاری جگہ کام کر دیتا ہوں، چنانچہ وہ شخص راضی ہوگا، اس وقت بلاک لگا رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ آدھی دیہاڑی میں کتنے بلاک لگائے ہیں...؟ اس نے کہا 50 لگا چکا ہوں۔

خیر اس نے ایک گھنٹہ مکمل ذوق وشوق کے ساتھ تبلیغی بھائیوں کی بات سنی اور میں اس کے ذمہ کا کام کرنے میں مصروف ہو گیا۔ الحمد للہ میں نے ایک گھنٹے کے دوران 100 بلاک لگائے، اسے کہتے ہیں اوقات کی برکت کہ کم وقت میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

فلسفہ روحانی عملیات قسط نمبر 19

اسم اعظم سے کیا مراد ہے...؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر جان دمڑ سنجاوی (بلوچستان)

آج کل وطن عزیز میں شیطانی عملیات کو جو روحانی عملیات کا نام دیا جا رہا ہے اور روحانی عملیات کے نام پر جو خرافات شائع کی جا رہی ہیں اور پریشان حال عوام کے مال، عزت اور عقیدہ وایمان کو جس بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے، سب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہم شیطانی اور روحانی عملیات میں فرق کرتے نہیں یا کر سکتے نہیں۔ لہٰذا جن حضرات کو یہ شوق ہو کہ وہ شیطانی اور روحانی عملیات میں فرق معلوم کر سکیں یا روحانی عملیات پر عبور حاصل کر سکیں وہ اس مضمون کو جو ماہنامہ ''علوم ربانیہ'' میں قسط وار شائع ہو رہا ہے، غور اور فکر کے ساتھ مطالعہ کریں، تاکہ سچ اور جھوٹ الگ ہو جائے اور خواہشمند حضرات کو روحانی عملیات کا علم بغیر کسی تکلیف کے گھر پر ہی حاصل ہو جائے۔

قسط سابق میں ایک فرضی نام محمد رفیق کے کل اعداد 482 کو چار سو بیاسی مرتبہ تقسیم کیا تو حاصل 244 ہوا۔ اسے تحصیل اول کہتے ہیں اب اس تحصیل اول کو 244 مرتبہ تقسیم کریں گے وہ حاصل تقسیم جن میں کسر نہ ہو ان کو جمع کیا تو 190 حاصل آیا اس کو تحصیل دوم کہتے ہیں۔ اب 190 کو ایک سو نوے مرتبہ تقسیم کریں گے اور ان حاصلات کو جمع کریں گے جن میں کسر نہ ہو ان کا مجموعہ 170 آیا اس عدد کو تحصیل سوم کہتے ہیں۔

اسی طرح اب ہم 170 کو ایک سو ستر مرتبہ تقسیم کریں گے اور صحیح مخارج کا مجموعہ 154 آیا یہ ہمارا تحصیل چہارم ہوا۔ اب 154 کو ایک سو چون مرتبہ تقسیم کیا اور حاصل 134 آیا اسے تحصیل پنجم کہتے ہیں۔ اب 134 کو بھی ایک سو چونتیس مرتبہ تقسیم کرتے ہیں جس کا صحیح مجموعہ بغیر کسر کے 70 آیا یہ تحصیل ششم ہوا۔ اب 70 کو ستر مرتبہ تقسیم کرنے کے بعد مجموعہ محاصل صحیحہ کا مجموعہ 74 آیا اسے تحصیل ہفتم کہتے ہیں اس عدد کو بھی 47 مرتبہ تقسیم کرنے کے بعد حاصل 40 ہوا اور اسے تحصیل ہشتم کہتے ہیں پھر اس تحصیل کو چالیس مرتبہ تقسیم کر کے صحیح محاصل کا مجموعہ 50 نکل آیا اور یہ تحصیل نہم ہوا۔ 50 کو پچاس مرتبہ تقسیم کرنے کے بعد حاصل تقسیمات بغیر کسر کے 34 آیا اور یہ تحصیل دہم ہوا۔ اب 43 عدد بغیر کسر کے صحیح تقسیم قبول نہیں کرتا لہٰذا یہاں پر تقسیمات کا عمل ختم ہوا اور تیسرا مرحلہ شروع ہوا جو کہ ذیل ہے۔

اصل عدد 482 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ
یارؤف یارحمٰن
تحصیل اول 244 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاباقی یاسلام
تحصیل دوم 190 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاجواد یاموسع
تحصیل سوم 170 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاقدوس
تحصیل چہارم 154 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاقدیم
تحصیل پنجم 134 اعداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاصمد
تحصیل ششم 170 عداد کے مطابق اسماء حسنیٰ بحق یسٰین
تحصیل ہفتم 174 عداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاسید
تحصیل ہشتم 140 عداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یاہادی یاودود
تحصیل نہم 150 عداد کے مطابق اسماء حسنیٰ بحق یاان
تحصیل دہم 143 عداد کے مطابق اسماء حسنیٰ یہ عدد تقسیم نہیں ہوسکتا

مذکورہ اسماء حسنی تخریج شدہ ۱۰ اعداد کے مطابق ہیں ان اسماء حسنی سے عظیمت بنتا ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ کسی قسط میں بیان کروں گا۔ اسماء الحسنٰی میں اگر اعداد کے موافق طاق عدد اسم نہ مل سکے تو ایک کے بجائے دو اسماء کو یکجا کر کے مطلوبہ تعداد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اب عامل کو ان اسمائے حسنیٰ کے خواص اور اپنے مقصد کو ملاحظہ کریں اور ان میں موافقت بھی ملحوظ نظر رکھ کر غور وفکر کریں اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں مذکورہ ومستخرجہ اسماء عظمی کے خواص تلاش کریں۔ یقیناً مذکورہ ۱۵ اسمائے حسنیٰ میں ہر ایک مبارک اسم کم از کم تین چار مقاصد کیلئے استعمال شدہ اور مجرب ثابت ہوا ہے۔

اب آپ نے مجموعہ خواص کو سامنے رکھ کر اندازہ کرنا ہے کہ عامل کا مقصد کس ایک اسم مبارک کے ساتھ موافقت زیادہ رکھتا ہے جس اسمائے مبارکہ کا مقصد کے ساتھ موافقت زیادہ ہو ان کو علیحدہ کر کے ان میں سے کسی ترتیب کے بغیر مختصر عزیمت بنائیں۔

عزیمت کی تکمیل میں تین اجزاء ترکیبی ضروری ہیں۔ (جاری ہے)

کیا پیوند کاری میں انسانی اہانت ہے؟

دوسری قسط

مولانا لیاقت علی اعوان

اس مسئلہ میں دو باتیں قابل غور ہیں:

اول یہ کہ کیا موجودہ حالات میں پیوند کاری کا طریقہ ''اہانت انسانی'' میں داخل ہے؟ دوم یہ کہ انسانی جان و مال کے تحفظ کے لیے اہانت محترم کو گوارہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

پیوند کاری کے اہانت انسان ہونے کے سلسلہ میں یہ بات قبل لحاظ ہے کہ شارع نے انسان کو مکرم و محترم تو ضرور قرار دیا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اس کی توہین کو جائز نہیں رکھتا لیکن کتاب و سنت نے تکریم و اہانت کے سلسلہ میں کوئی بے لچک حدود مقرر نہیں کی ہیں اور اہل علم کی نظر سے یہ امر مخفی نہیں کہ نصوص نے جن امور کو مبہم رکھا اور قطعی فیصلہ نہ کیا ہو انسانی عرف و عادت ہی سے اس کی توضیح ہوتی ہے، ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے مختلف فقہاء کے نقطہ نظر پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

ترجمہ: ''فقہاء نے کہا کہ جو چیز شریعت میں مطلقا وارد ہوئی ہے اور اس کیلیے شریعت میں کوئی ضابطہ ہے نہ لغت میں تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا جیسے سرقہ میں حفاظت کا مصداق۔'' (اصول الفقہ الاسلامی ۲/۸۳۱)

پھر اس امر میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ عرف و عادت کی بعض صورتیں زمانہ و علاقہ کی تبدیلی سے بدلتی رہتی ہیں اور ایک ہی معاملہ میں علاقہ و وقت کی تبدیلی کی وجہ سے دو مختلف حکم لگائے جاتے ہیں کبھی ایک حکم کو بہتر اور درست سمجھا جاتا ہے اور کبھی اسی کو قبیح و نادرست۔ امام ابو اسحاق شاطبی فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''بعض چیزیں حسن سے قبح کی طرف متبدل ہوتی ہین اور بعض اس کے برعکس جیسے سر کا کھولنا مشرقی ممالک میں قبیح ہے مگر مغربی ممالک میں قبیح نہیں۔ اختلاف کی وجہ سے حکم شرعی مختلف ہو جائے گا۔ چنانچہ اہل مشرق کے نزدیک سر کا کھولنا عدالت کے لیے نقصان دہ ہوگا اور اہل مغرب کے نزدیک نقصان دہ نہیں ہوگا۔'' (الموافقات ۲/۰۹)۔

پس جب اہانت و اکرام کے متعلق شریعت نے متعین اصول وضع نہیں کیئے تو ضرور ہے کہ ہر زمانہ کے عرف و عادت ہی کی روشنی میں کسی بات کے باعث توہین ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔ عین ممکن ہے کہ ایک ہی چیز کسی زمانہ میں توہین شمار ہوتی ہو بعد کے زمانہ میں اس کا شمار توہین میں نہ ہو۔ فقہاء نے اجزائے انسانی سے انتفاع کو بے شک منع کیا ہے لیکن یہ ممانعت اس لیے تھی کہ اس زمانہ میں انسانی اعضاء سے انتفاع کو اس کی توہین نہیں سمجھا جاتا اگر کوئی شخص اپنا عضو کسی اور کو دے دے تو نہ وہ خود اپنی اہانت محسوس کرتا ہے اور نہ لوگ ایسا محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی لیے بڑے بڑے قائدین اور زعماء اپنے اعضاء کے سلسلہ میں اس قسم کی وصیت کر جاتے ہیں اور یہ چیز ان کے لیے نیک نامی کا باعث ہوتی ہے اور انسانیت نوازی کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

پھر یہ بات کہ ایک انسان کے جسم کا خون دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کیا جا سکتا ہے اب اس پر قریب قریب اتفاق ہو چکا ہے حالاں کہ جزء انسانی سے انتفاع کو مطلقا توہین انسانی باور کیا جائے تو اسے بھی ناجائز ہونا چاہیے کہ جزء انسانی ہونے میں دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض بزرگوں نے خون اور کسی عضو سے انتفاع میں فرق کیا ہے اور خون کو دودھ پر قیاس کیا ہے مگر یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ دودھ انسانی جسم میں رکھا ہی اس لیے گیا ہے کہ وہ جسم سے خارج ہو اور اس کا استعمال ہو بخلاف خون کے کہ اس کو جسم میں باقی رکھنے پر ہی حیات انسانی موقوف ہے، اس لیے خون دودھ کی نہیں بلکہ دوسری ٹھوس اور سیال اجزاء انسانی کی نظیر ہے۔

مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ گو اعضا کی پیوند کاری کو درست نہیں سمجھتے تاہم وہ بھی مطلقا اجزاء سے انتفاع کو حرام نہیں کہتے اور اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی اجزاء انسانی کا استعمال ایسا بھی ہو سکتا ہے جو مستلزم اہانت نہ ہو، مفتی صاحب ؒ کا بیان ہے کہ ''یہ شبہ کہ انسان کے اجزاء کا استعمال ناجائز ہے اس لیے وارد نہ ہونا چاہئے کہ استعمال کی جو صورت کہ مستلزم اہانت ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں اہانت نہ ہو تو بہ ضرورت وہ استعمال ناجائز نہیں۔ (کفایت المفتی ۹/۱۴۳)

پس چوں کہ موجودہ زمانہ میں اجزاء انسانی سے انتفاع کے ایسے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں جو مستلزم اہانت نہیں ہیں اور نہ عرف عام میں ان کو اہانت سمجھا جاتا ہے اس لیے اصولی طور پر ان کو درست اور جائز ہونا چاہئے۔

تحفظ انسانی کے لیے اہانت محترم

دوسرے فقہی نظائر کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا کہ انسانی جان کے تحفظ اور بقاء کے لیے قابل احترام چیزوں کی اہانت بھی قبول کی جاسکتی ہے۔قرآن مجید کی حرمت انسانی اعضاء کی حرمت سے زیادہ صراحت کے ساتھ حدیث سے ثابت یہاں تک کہ بے وضو قرآن مجید کو چھونا ور حالت جنابت میں پڑھنا بھی جائز نہیں ،لیکن فقہاء نے ازراہ علاج خون اور پیشاب سے بھی آیات قرآنی کو لکھنے کی اجازت دی ہے:

ترجمہ:''جس شخص کو نکسیر ہو اور خون بند نہ ہوتا ہو اوہ اگر اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن کا کوئی حصہ لکھنا چاہے تو ابو بکر کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ان سے سوال کیا گیا اگر پیشاب سے لکھے تو کہا اگر اس سے شفاء ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ان سے سوال کیا گیا: اگر مردار کے چمڑے پر لکھے تو کہا اگر شفاء ہوتی ہو تو جائز ہے''۔(خلاصۃ الفتاویٰ ۴/۳۶۱)۔

ترجمہ:''اگر کوئی حاملہ مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو جو حرکت کرتا ہو اگر غالب ظن ہو کہ وہ بچہ زندہ ہے اور اتنی مدت کا ہے جس میں عام طور پر بچہ زندہ رہ جاتا ہے تو اس حامل کے پیٹ کو چاک کیا جائے گا اس لیے کہ اسمیں ایک انسان کی زندگی بچانا اور کسی زندہ کی موت کا سبب بننے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے کہ آدمی کی تعظیم وتکریم کے تقاضہ کو چھوڑ دیا جائے۔''(البحر الرائق ۸،۲۰۵ ۱۳ المغنی ۹،۳۳۵)۔

ماں کی موت ہو جائے اور آثار بتاتے ہوں کہ جنین زندہ ہے تو فقہاء نے عورت کے آپریشن کی اجازت دی ہے اور استدلال یہ کیا ہے کہ یہاں تعظیم میت کو ایک زندہ نفس کی بقاء کے لیے ترک کیا جا رہا ہے۔

''لان ذلک تسبب فی احیاء نفس محترمۃ بترک تعظیم المیت

اسی اصول سے یہ مسئلہ بھی متعلق ہے کہ مضطر کسی مردہ انسان کو اپنی جان بچانے کے لیے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ نہیں کھا سکتا جب کہ شوافع اور بعض احناف کے ہاں کھا سکتا ہے اس لیے کہ زندہ کی حرمت مردہ سے بڑھ کر ہے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

ترجمہ:''جب کوئی شخص اضطراری حالت میں ہو اور وہ مرادو خنزیر اور آدمی کا گوشت پائے تو ان میں سے مردار کو کھائے گا اس لیے کہ وہ بعض موقع پر حلال ہو جاتا ہے بخلاف خنزیر اور آدمی کے جو کسی حال میں حلال نہیں نہ انسان کے لیے اس کا کھانا جائز ہے چاہے وہ مر جائے یہ ہمارے علماء کا قول ہے اور یہی قول امام احمد اور داؤد کا ہے۔امام شافعی آدمی کا گوست کھانے کو جایز لکھتے ہیں۔[۴]

مشہور مالکی فقیہ ابن عربی نے اس مسئلہ میں شوافع کی ہی رائے اختیار کی کہ اگر اس سے بچ جانے کی امید ہے تو کھالے۔(المغنی ۹،۳۳۵)۔

اسی طرح اگر کوئی ایسا شخص مضطر کو مل جائے جس کا خون کسی جرم کی وجہ سے جائز ہے تو اس کو قتل کر کے اس کا گوشت کھا کر اپنی زندگی کا تحفظ بھی جائز ہے۔

ناقلین نے تو یہاں تک نقل کر دیا ہے کہ امام شافعیؒ نے جان بچانے کے لیے انبیاء کرام کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے''اباح الشافعی اکل لحوم الانبیاء۔(المغنی ۸،۶۰۲ مکتبہ ریاض الحدیثۃ)۔

معلوم ہوتا ہے کہ چوں کہ اس پر اہل علم نے گرفت کی اس لیے بعد کو فقہاء شوافع نے انبیاء کی میت کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دے دیا، ابن نجیم لکھتے ہیں:

الریاض:۔ترجمہ:''انہوں نے کہا کہ اس سے نبی کی نعش مستثنیٰ ہے اس کا کھانا مضطر کے لیے جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شارع کے نزدیک انبیاء کی نعش کی حرمت مضطر کی بھوک سے بڑھی ہوئی ہے (جاری ہے)

ماھنامہ علوم ربانیہ لاھور
فری تقسیم کرنے والوں کیلئے خصوصی رعائتی پیکج
یقیناً صدقہ جاریہ کی اس مہم میں آپ بھی شریک ہوسکتے ہیں
ماہنامہ علوم ربانیہ
گھر بھر کیلئے، ہر فرد کیلئے
آپ کا اپنا دینی اسلامی، اصلاحی، فکری اور روحانی میگزین ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور
خانقاہ ربانیہ لاہور 27/8 بیرون چوبچہ مصطفیٰ آباد دھرم پورہ لاہور 03218866988

(**بقیہ :۔کینسر بیماری نہیں ہے**) یہ سب وافر مقدار میں جسم میں ہونے والے وٹامن بی 17 کے ذرائع ہیں۔برتن دھونے اور ہاتھ دھونے والے مائع کا جسم کے اندر داخل ہونا کینسر کی ایک اہم وجہ ہے لہٰذا اس کو جسم کے اندر لے جانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔آپ یقینی طور پر اب یہ کہیں گے کہ ہم ان مادوں کو جسم کے اندر نہیں داخل ہونے دیتے لیکن جب آپ ان مادوں سے ہاتھ دھوتے ہیں یا برتن دھوتے ہیں تو ان کا کچھ حصہ ہاتھوں یا برتن میں جذب ہو جاتا ہے،اور پھر جب آپ برتن میں گرم کھانا ڈالتے ہیں تو یہ کھانے میں جذب ہو کر اپ کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔اگر اپ برتن کو سو مرتبہ بھی دھو کر صاف کریں پھر بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔لیکن اس کا بہت آسان حل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہاتھ یا برتن دھوتے وقت آدھا ہاتھ دھونے والا اور برتن دھونے والا مادہ ڈال کر اس کے اوپر سرکہ چھڑکیں۔اس طرح آپ کینسر کا باعث بننے والے زہریلے مواد کھانے سے بچ جائیں گے۔اور اس طرح سبزیوں اور میوہ جات کو برتن دھونے والے مادوں سے ہرگز نہ دھوئیں، کیونکہ یہ فوراً ان کے اندر تک چلے جاتے ہیں اور پھر کسی بھی طریقے سے باہر نہیں نکلتے،اس کا آسان حل یہ ہے کہ سبزیوں اور پھلوں کو نمک سے گیلا کر کے پانی سے صاف کریں اور پھر تازہ رکھنے کے لئے اوپر سرکہ چھڑکیں۔آپ کی ایک چھوٹی سی کاوش یقیناً کئی زندگیوں کو کینسر کے موذی مرض سے بچا سکتی ہے۔

علم میراث پر چند اہم کتب کا تعارف

مولانا عبدالصبور شاکر

دنیا کے مذاہب میں شاید اسلام وہ واحد مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کی بعد از مرگ بھی راہ نمائی فرماتا ہے۔ دیگر مذاہب میں میت کی چھوڑی دولت کی تقسیم اخلاقاً رشتہ داروں کو دینے کا حکم ہو تو ممکن ہے ورنہ ہر ایک کے لیے الگ الگ حصے مقرر نہیں ہیں۔ جبکہ اسلام رشتہ داروں کی تین اقسام بنا کر ہر ایک کا حصہ اور حق متعین کرتا ہے۔ حتی کہ میت کی وصیت بھی صرف تہائی حصے میں ہی قبول کرتا ہے، تاکہ پسماندگان کی روح کا تعلق جسم سے استوار رہے، انہیں فاقوں کی اذیت برداشت نہ کرنی پڑے۔ اسی لیے اس کے ماننے والوں نے ایک نئے فن ''فن میراث'' کی بنا ڈالی۔ اللہ تعالی نے میت کی دولت کی تقسیم منصفانہ کرنے کا حکم فرمایا اور سورۃ النساء سمیت کئی سورتوں میں اس کے مفصل احکامات بتائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت اجاگر فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

''تم فرائض (علم میراث) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، کیونکہ وہ نصف علم ہے اور بے شک وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا۔'' (بیہقی) نیز فرمایا ''تم فرائض ایسے اہتمام سے سیکھو جیسے قرآن سیکھتے ہو۔'' (سنن دارمی)

یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کے جج اور قاضی بننے کے لیے اس فن کا ماہر ہونا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ دورِ زوال سے قبل ہر مسلمان اس علم سے واقف اور روشناس تھا۔ اکثر لوگ ریاضی کا علم اس لیے حاصل کرتے تاکہ وہ ''علم میراث'' کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ لیکن افسوس! مادیت کے اس دور میں جہاں دیگر علوم کا حصول محض نفسانی خواہشات پوری کرنا رہ گیا ہے، وہیں یہ اہم ترین علم بھی مریضِ جاں بلب کی مانند دم توڑ رہا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ''تم خود بھی اس علم کو سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھلاؤ، کیونکہ میں دنیا سے پردہ کرنے والا ہوں اور علم عن قریب معدوم ہونے والا ہے۔ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے، حتی کہ دو شخص ترکہ کے کسی مسئلہ میں جھگڑا کریں گے اور انہیں کوئی ایسا عالم نہیں ملے گا جو ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر سکے۔'' (سنن دارمی)

کیا آج وہی دور نہیں؟ عام عوام تو رہے ایک طرف، درس نظامی کے بعض فضلاء بھی اسے نہیں جانتے۔ یہ علم ایسا یتیم ہو چکا ہے کہ محض اہل فتوی ہی اس سے کچھ تعلق رکھتے ہیں ورنہ سوائے ''سراجی'' کے اس علم کی کسی دیگر کتاب کا نام تک کوئی نہیں جانتا۔ جبکہ سراجی کا نام بھی محض یاد ہونے کی حد تک ہے، اس کے مسائل سے آگاہی بہت کم لوگوں کو ہے۔ حالانکہ جمع الفوائد کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق ''وہ عالم جو فرائض (علم میراث) نہ جانتا ہو، ایسا ہے جیسے بے سر کے ٹوپی۔'' یعنی بغیر فرائض کے علم بے رونق اور بے زینت بلکہ بے کار رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق ''جو شخص علم میراث، طلاق اور حج کے مسائل نہیں سیکھتا، اس میں اور جاہل دیہاتیوں میں کوئی فرق نہیں۔'' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سن ۱۸ھ میں ملک شام کا سفر محض اس لیے کیا تھا کہ لوگوں کو علم میراث سکھا سکیں۔ نیز انہوں نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر تمہیں گفتگو کرنے کا شوق ہو تو محض علم الفرائض کے بارے میں ہی کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سیدنا عکرمہ کو علم میراث سکھانے کے لیے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیا کرتے تھے تاکہ یہ کہیں اور مصروف نہ ہو سکے اور صرف اسی علم کو سیکھنے میں مشغول رہے۔ بڑے اکابر صحابہ، مثلاً خلفائے راشدین، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم اس علم سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔

دور حاضر میں اس اہم ترین علم سے علماء وعوام کی بے توجہی کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن میرے خیال میں سب سے اہم وجہ اس علم کا جدید خطوط پر استوار نہ ہونا ہے۔ جیسے ریاضی اب پرانے قواعد سے نکل کر اعشاری نظام کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ اگر علم میراث کو اس سے ہم آہنگ کر دیا جائے تو نہ صرف پرانی بھاری بھرکم اصطلاحات (تصحیح، توافق، تداخل، تباین وغیرہ) سے جان چھوٹ جائے گی بلکہ کیلکولیٹر کی مدد سے چند منٹوں میں لاکھوں کی جائیداد بآسانی تقسیم ہو سکے گی۔ اسی طرح آٹھویں، چوتھائی، تہائی وغیرہ جیسی مشکل اصطلاحات کی بجائے 12.5 فیصد، 25 فیصد، 33.33 فیصد کا استعمال اور حل زیادہ آسان ہے۔ یوں امام سجاوندیؒ کی آٹھ سو سال قبل لکھی گئی کتاب، جسے درس نظامی کی مشکل ترین کتب میں شمار کیا جاتا ہے سہل ترین ہو جائے گی۔

جب میں درجہ سادسہ میں سراجی پڑھ رہا تھا تو اکثر گنجلک میں پڑ جاتا۔ کئی مرتبہ خیال آتا، کوئی ایسا طریقہ ہو جسے اپنا کر میراث کے مسائل آسان صورت میں حل کر لیے جائیں، لیکن چند ایک ذاتی ایجاد کردہ نتائج کے سوا کوئی حوصلہ افزا صورت سامنے نہ آئی۔ اپنے کچھ دوستوں کو وہ اصول دکھائے تو بجائے حوصلہ افزائی کے حوصلہ شکنی ہوئی۔ پھر بھی میں اس جستجو میں تھا کہ شاید کہیں سے کوئی کتاب ہاتھ لگ جائے۔ انٹرنیٹ سرچ کے دوران

2015ء میں ہندوستان کے ایک عالم دین مولانا تمیر الدین قاسمی صاحب کی کتاب ''ثمیرۃ المیراث'' ہاتھ لگی، جو میری سوچ کے مطابق تھی۔ لیکن اہل ہند کی عادت ہے کہ وہ بات سمجھانے کے لیے اسے بہت زیادہ پھیلا دیتے ہیں جس سے زیادہ گنجلک پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز مصروفیات بھی اتنی اجازت نہ دیتی تھیں کہ اسے پوری تن دہی اور حاضر دماغی سے پڑھا جا سکے۔ لہذا خاص فائدہ نہ ہوا۔ کچھ عرصے بعد غالبا صوابی کے عالم دین مولانا شوکت علی قاسمی صاحب کی ''اسلام کا قانون وراثت'' نظر سے گزری۔ یہ کتاب بہت مفید تھی، اور شاید میرے مزاج کے عین مطابق تھی۔ لیکن وہی بات کہ انتہائی طویل ہونے کی وجہ سے حضور ذہنی سے نہ دیکھی جاسکی۔

چند ماہ پہلے کراچی سے ایک عالم دین، مفتی امتیاز خان جدون صاحب نے رابطہ کیا۔ وہ مجھ سے اپنی کتاب کا سرورق بنوانا چاہتے تھے۔ کتاب کا نام انہوں نے ''نخبۃ السراجی'' بتایا۔ میرے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ ''سراجی'' کی شروح میں ایک مزید شرح کا اضافہ ہو گیا ہے اور بس!!! جس کی اہمیت کاپی پیسٹ سے زیادہ نہ ہوگی، لیکن جب حضرت نے تفصیل بتائی تو میں حیران رہ گیا۔ کیونکہ ان کے مطابق یہ کتاب A5 سائز کے محض 55 صفحات پر مشتمل نہایت مختصر تصنیف تھی، جس میں جدید طریقے سے علم میراث کو مکمل حل کرنا سکھایا گیا تھا۔ جس سے نہ صرف عالم دین بلکہ عام میٹرک سطح تک کا پڑھا لکھا نوجوان بھی بآسانی استفادہ کر سکتا تھا۔ کتاب دیکھی تو دعوی کے عین مطابق نکلی۔ جوئندہ یابندہ، بندہ جب اسے پڑھنے بیٹھا تو آدھے گھنٹے میں ساری کتاب نظر سے گزار لی۔ مزے کی بات یہ کہ اس میں اصول وقواعد بتانے کے ساتھ ساتھ مشقیں بھی دی گئی ہیں، جنہیں کوئی بھی باشعور شخص کیلکولیٹر کی مدد سے حل کرتا جائے تو تھوڑی دیر میں اس علم پر عبور حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور کتاب بھی اسی موضوع پر حضرت نے تالیف فرمائی ہے ''فہم میراث کی آسان راہیں''۔ اس کتاب کو پاک و ہند کے اکثر علما خراج تحسین پیش کر چکے ہیں۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ Meerath made easy کے نام سے تیاری کے مراحل میں ہے۔ امید ہے کہ چند ماہ تک منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی۔ مفتی امتیاز خان جدون صاحب اس لحاظ سے بھی منفرد ہیں کہ وہ علم میراث کورس چالیس سے زائد بار پڑھا چکے ہیں۔ ان کے شاگرد پاکستان، ہندوستان، برصغیر حتی کہ وسطی ایشیا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب یہ کورس واٹس ایپ گروپ کی شکل میں بھی پڑھاتے ہیں، جو لوگ باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، وہ گھر بیٹھے اس فاصلاتی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ بہرحال علم میراث کے حصول کے شائقین کے لیے یہ دونوں کتب کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہیں۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مفہوم کرم حسن عطا نام محمد ﷺ
بعد خدا سب سے بڑا نام محمد ﷺ
ہونٹوں پر بہرحال سجا نام محمد ﷺ
لاریب کہ ہے نور خدا نام محمد ﷺ
ناموس وفا صدق و صفا نام محمد ﷺ
آکاش سے دھرتی کیلیئے نور کی دھارا
دریائے کرم جس کا نہیں کوئی کنارا
تا حدِ نظر صورت فردوس نظارا
ہے ''م'' سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء دلی کی جلا نام محمد ﷺ
اخلاص جگائے ہیں کہانی سببوں کی
کونین کو مہکا گئی دھرتی عربوں کی
تقدری چمکنے لگی تاریک شبوں کی
''ح'' سے حیات ابدی جاں بلبوں کی
جاں آگئی تن میں جو لیا نام محمد ﷺ
آنکھوں سے چمکنے لگے انوار صداقت
ہر شئے نظر آنے لگی پابندِ عدالت
بس اپنی مثال آپ ہوں شان سخاوت
ہے ''م'' مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا صدا نام محمد ﷺ
دل داری غریبوں کی بے کس کی حمایت
دل میں کوئی رنج نہ ہونٹوں پر شکایت
ہر طرح سے اللہ کے بندوں کی رعایت
ہے ''د'' دلیل کرم ولطف و عنایت
داروئے شفاء دل کی دوا نام محمد ﷺ

رئیس الشاکری

جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات

احتشام الحسن، چکوال

جمادی الاولیٰ ہجری سال کا پانچواں مہینہ ہے۔ محرم کے مہینے سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد ''صفر'' پھر ''ربیع الاوّل'' اور ''ربیع الثانی'' کا مہینہ آتا ہے اور اس کے بعد پانچویں نمبر پر ''جمادی الاولیٰ'' کی باری آتی ہے۔

جمادی الاولیٰ کی وجہ تسمیہ:

جمادی الاولیٰ بھی دوسرے اسلامی مہینوں کی طرح عربی زبان کا نام ہے۔ یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ (1) جمادی، (2) الاولیٰ۔ جمادی کا معنٰی جمی ہوئی چیز کے آتے ہیں اور اولیٰ پہلی کو کہتے ہیں۔ جمادی الاولیٰ کے معنی ہوئے ''پہلی جمی ہوئی چیز''۔ ''جمادی الاولیٰ نام رکھنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ جس سال اس مہینے کا نام رکھا گیا، اس سال یہ مہینہ کڑکڑاتی ہوئی سردی کے موسم میں آیا ہو، اور پانی میں جمود پیدا ہو، اور یہ پانی جمنے کا پہلا مہینہ ہو۔'' (کذافی تفسیر ابن کثیر) اور عربی قواعد کے اعتبار سے اس کا صحیح تلفظ ''جمادی الاولیٰ'' لام کے بعد یا کے ساتھ ہے۔ اور بعض لوگ جو ''یا'' کے بغیر ''جمادی الاول'' استعمال کرتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ (ماہِ جمادی الاولیٰ و جمادی الثانی، از مفتی رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران راولپنڈی)

جمادی الاولیٰ کے فضائل واحکام:

اس مہینے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی خاص فضائل واحکام منقول ومنصوص نہیں ہیں۔ البتہ اس مہینے کو خالی سمجھ کر اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کے ذمہ دن رات میں جو احکام لگائے ہیں ان کی بلا ناغہ پابندی کرنی چاہیے۔ نیک کام کرنا اور گناہ سے بچنا تو انسان کی زندگی کا جزلاینفک ہے، اس سے تو کسی گھڑی بھی چھٹکارا نہیں۔ اس کے علاوہ اتباع سنت اور اطاعت رسول تو مسلمانوں کے لیے آخری سہارا ہے اسے ہم کیسے بھول سکتے ہیں، وہی تو ایک جینے کا قرینہ ہے۔

جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات:

☆ ۱ھ میں صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ہجرت ے بعد پیدا ہونے والے پہلے انصاری بچے آپ ہی تھے۔ (مہاجرین میں ہجرت کے بعد پہلے پیدا ہونے والے بچے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کی وفات بھی جمادی الاولیٰ ۶۳ھ میں ہوا۔)

☆ ۲ھ میں غزوہ عشیر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی اقتصادی میدان میں کمر کمزور کرنے کے لیے کفار کے تجارتی قافلے کے تعاقب میں ۱۵۰ کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔ عشیر کے مقام تک تعاقب کیا، مگر قافلہ بہت آگے نکل چکا تھا، چناچہ بغیر جنگ کے واپسی ہوئی۔

☆ ۳ھ میں غزوہ بنی سلیم واقع ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریبا ۲۵۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بنوسلیم نامی قبیلہ کے لوگوں کی سرکوبی کے لیے نکلے، ادھر بنوسلیم کو جب اطلاع ہوئی تو منتشر ہوکر بھاگ گئے۔

☆ ۳ھ میں نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان رضی اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ کے بطن سے تھے، ان کی نماز جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا۔

☆ ۳ھ میں غزوہ بنی قینقاع واقع ہوا۔ بنوقینقاع یہود کی ایک جماعت کا نام ہے، جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی، یہودیوں میں سے سب سے پہلے اسی جماعت نے عہد شکنی کی، جب انہوں نے عہد شکنی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ان کی طرف نکلے تو یہ لوگ قلعہ بند ہوچکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن تک قلعہ کا محاصرہ کیا پھر چند حضرات کی سفارش پر ان کے جلاوطنی اور ان کے اموال ضبط کرنے کا فیصلہ فرمایا، مگر قتل سے ان کو معاف رکھا۔

☆ ۴ھ میں غزوۂ ذات الرقاع ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ بنومحارب اور بنوثعلبہ قبیلہ غطفان سے مل کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جنگ کی تیاری کررہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوئے، سواریاں کم اور سوار زیادہ ہونے کے باعث کثرت سے پیدل چلنے کی وجہ سے ناخن اکھڑے اور پاؤں پھٹنے لگے تھے، جس کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پاؤں پر کپڑے پھاڑ کر باندھے، اس وجہ سے اس کا نام ذات الرقاع پڑا، راستے میں دشمنوں سے سامنا ہوجانے اور نماز کا وقت بھی ہوجانے پر پہلی مرتبہ نمازِ خوف پڑھی گئی، جس کا تفصیلی حکم اور طریقہ سورۃ النساء کی آیت ۱۰۰ تا

۱۰۳ میں مذکور ہے۔

☆۸ھ میں غزوہ موتہ ہوا، موتہ ملک شام کا ایک مشہور و معروف شہر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل روم کی طرف ایک صحابی حضرت حرث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تبلیغی خط روانہ کیا تھا، اس سفیر صحابی کو ہرقل کے گورنر شرجیل غسانی نے عالمی معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شہید کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کر کے انہیں اس حادثے سے باخبر فرمایا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تقریباً تین ہزار مسلمانوں کا لشکر ہرقل کی دو لاکھ سے زائد فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا، جب لشکر کوچ کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید شہید ہو جائے تو جعفر طیار کو امیر مقرر کر لینا، جب جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر کر لینا اس کے بعد جب عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان باہمی مشورے سے جس کو چاہیں امیر منتخب کر لیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح یکے بعد دیگرے تین امیروں کو نامزد فرمانا ایک غیر معمولی بات تھی، اور اس میں بظاہر یہ اشارہ بھی تھا کہ یہ تینوں بزرگ اس معرکے میں شہادت سے سرفراز ہوں گے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ تینوں صحابہ اس معرکہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے، پھر ان کی شہادت کی خبر وحی الٰہی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت کر دی گئی تھی، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک کے مطابق ان تینوں صحابہ کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں مسلمانوں نے اتفاق رائے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر لیا، اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بحفاظت واپس تشریف لائے۔ شاہ روم (ہرقل) کا لشکر جرار ڈھائی لاکھ تھا۔ مسلمانوں کے صرف بارہ آدمی شہید ہوئے، جب کہ کافروں کے اتنے آدمی ڈھیر ہوئے جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، یہ جہاد سات دن تک جاری رہا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

☆۳۵ھ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ آپ اصحابِ صفہ کے معلم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خصوصی محبت تھی۔ ۷۲ سال کی عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا۔

☆۳۶ھ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ آپ اور آپ کے والد ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کی۔ دونوں جنگ احد میں شریک ہوئے، آپ کے والد جنگ احد میں شہید ہوئے۔ آپ کو جنگ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی جاسوسی کے لیے رات کے وقت اکیلے بھیجا، آپ گئے اور وہاں کی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر دیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں اور شرور سے متعلق کثرت سے سوال کرتے تھے، تا کہ ان سے بچا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد مدائن میں آپ کی وفات ہوئی۔

☆۴۵ھ میں ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ آپ بعثت نبوی سے ۵ سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا۔ فقیہ اسلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے حقیقی بھائی تھے۔ ماں، باپ اور شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ اپنے پہلے شوہر حنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں آپ کے شوہر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کر لیا۔ زید بن ثابت نے قرآن کا جو نسخہ جمع کیا تھا وہ آپ کے پاس امانت رکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی نسخے کی نقلیں کرا کے دوسرے مقامات کو بھیجیں۔ آپ کا انتقال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا۔

☆۴۴ھ میں ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ام المومنین رملہ بنت ابوسفیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ آپ کی کنیت "ام حبیبہ" تھی۔ آپ امیر معاویہ کی بہن اور عرب قبیلہ قریش کے سردار ابوسفیان بن حرب اور صفیہ بنت ابوالعاص کی بیٹی تھیں۔ آپ حضرت عثمان کی خالہ زاد بہن تھیں۔ آپ کی ایک اور بہن کا نام بھی رملہ ہی تھا۔ ان کی پہلی شادی عبید اللہ بن جحش سے ہوئی تھی۔ وہ زینب بنت جحش کے بھائی تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کیا تھا۔ آپ اپنے شوہر عبید اللہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ آپ کے شوہر اسلام سے مرتد ہو کر مسیحی ہو گئے اور انہوں نے آپ کو بھی مرتد ہونے کا کہا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اسی وجہ سے ان میں علیحدگی ہو گئی۔ اس کے بعد اپنے سابقہ شوہر کی وفات تک وہ اپنی بیٹی حبیبہ کے ساتھ حبشہ میں ہی رہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان حالات کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو لکھا کہ وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیام دے۔ ام حبیبہ نے منظوری دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خالد بن سعید بن العاص نے ایجاب وقبول کیا اور نجاشی نے خود ۴۰۰ اشرفی مہر ادا کر دیا، اس طرح ٦ھ میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں اور مدینہ تشریف لے آئیں۔ آپ اور حضرت خدیجہ کے علاوہ بقیہ تمام ازواج کا حق مہر ۴۰۰ درہم تھا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت رملہ نے ہجرت کے ایک سال بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی۔ (بقیہ صفحہ نمبر 39 پر)

میراپاکستان

انتہائی جرأت مند مجاہد، دلیر غازی اور مومن جانباز کی داستان جہاد

دوسری قسط

میجر (ر) عثمان ٹکا

پاک افواج کے افسران وجوانوں کی بہادری کے ایسے مستندواقعات جوپہلی بار صفحہ قرطاس پر تحریر کیے جارہے ہیں ۔ جن میں مشرقی دشمن کی عیاریوں، مکاریوں کے جواب میں سرزمین پاک فوج کے محافظوں نے شجاعت کے ان مٹ کارنامے سرانجام دیئے ۔ وسائل کی کمی یہ جانثارانِ وطن پاک اپنے جذبوں اورلہو سے ادا کرتے رہے۔

7 ستمبر1965ءکو بھارت نے کیپٹن سلطان کی کمپنی کے بائیں ونگ پر حملے کی بھرپور کوشش کی مگر دشمن پہلے کی طرح اس حملے میں بھی ناکام ونامراد ہوا، اس اثناء میں دشمن کے 20 سپاہی مارے گئے۔

ایک دن کے وقفے کے بعد دشمن نے 9 ستمبر 1965 کو کیپٹن سلطان کی کمپنی کے دونوں بازوؤں کی طرف سے حملہ شروع کیا ،اس وقت دشمن کو آرٹلری کی بھرپور سپورٹ میسر تھی ،پہلی مرتبہ ایسا دیکھنے میں آیا کہ دشمن کا بھرپور فائر مسلسل نشانے پر آرہا تھا۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاک فوج کے جوانوں نے دشمن کے حملے کو ناکام بنادیا۔

دشمن نے تیسرے طاقتور حملے کی پلاننگ شروع کردی ،اب کی بار دشمن نے سلطان کے دائیں بازو کے ایک سیکشن کا نقصان کیا،مگر سلطان نے دشمن کو جمنے کا موقع ہی نہ دیا اور فوراً جوابی حملہ کردیا،خود حملے کی قیادت کی اوراس سیکشن کی پوزیشن واگذار کرالی۔

اس مسلسل لڑائی میں سلطان کے جوانوں کا اسلحہ وبارود ختم ہوگیا۔دشمن نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تین جانب سے کمپنی کو گھیرے میں لے لیا، یہ عجیب موقع تھا کہ میر کارواں سلطان کا ذاتی ہتھیار بھی بغیر گولیوں کے تھا،مگر وطن عزیز کے یہ بیٹے ہمت ہارنے والے نہیں تھے ،ان کی ماؤں نے انہیں لوری دیتے وقت شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قصے سنا رکھے تھے ،ان کی رگوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی کا خون دوڑتا تھا، یہ پرعزم لوگ طارق بن زیادؒ کو اپنا آئیڈیل مانتے تھے،انہوں نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ کی جنگی حکمت عملی کا مطالعہ کررکھا تھا۔

کیپٹن سلطان اوراس کی ٹیم نے چابکدستی سے دشمن کے زخمی اور مردہ فوجیوں کی رائفلیں اپنے قبضہ میں لے لیں اور دشمن کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی۔دشمن ہر طرف بارود برسا رہا تھا،مگر پاک فوج کے باہمت وپرعزم جوان دشمن ہی کے ہتھیاروں سے انہیں انہیں نشان عبرت بنارہے تھے ۔اس معرکے میں دشمن کے 300 سپاہی مارے گئے ، 4 سپاہیوں کو خود کیپٹن سلطان نے واصل جہنم کیا۔کمپنی کو دوسری دفاعی لائن پر آنے کا حکم ملا تو کیپٹن سلطان بذات خود حفاظتی دستے (کورنگ گروپ) کی قیادت کرتے رہے اور موقع پر آخری لمحے تک موجود رہے۔ان کے سیکنڈ ان کمانڈ نے کمپنی کو پچھلی پوزیشن پر لے گئے۔

اس انتہائی مشکل صورتحال میں سلطان نے اپنے دستے سے دشمن کو 15 منٹ تک دشمن کو مسلسل الجھائے رکھا،اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باقی کمپنی اپنے زخمیوں کو لے کر نہایت منظّم طریقے سے دوسری دفاعی لائین تک پہنچ گئی ۔سلطان آخر میں واپس آئے اور اپنے شہید دوستوں اور زخمیوں کے ہتھیار بھی لیتے آئے ،اس موقع پر سلطان کا مسلسل دشمن کو الجھائے رکھنا کا جرأت مندانہ فیصلہ بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔

انہیں ستارہ جرأت کیلئے منتخب کیا گیا ،ان کیلئے ستارہ جرأت کا اعلان 9 مارچ 1966ءکو کیا گیا،انہیں جوستارہ جرأت ملا اس پر جوالفاظ لکھے گئے تھے وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔

”اس تمام معرکہ میں ،اس افسر نے بے نظیر جرأت ،جواں مردی ،
جارحانہ تدبیر کاری اوراعلیٰ درجے کی قائدانہ صلاحیت کا ثبوت دیا اور
ہر پرخطر موقع پر خود سب سے آگے رہا “۔

اس غیر معمولی کارکردگی کی بناء پر کیپٹن سلطان احمد کو ستارہ جرہت کا اعزاز دیا جاتا ہے۔

دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ وطن عزیز کے ان مجاہدوں کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہماری آنے والی نسلوں کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے ، یہ وہ لوگ ہیں قوم کے کل کیلئے اپنا آج قربان کرتے ہیں۔

اسلام میں عورت کا معاشرتی مقام

محمد ذبیح اللہ مہران

اسلام نے عورت کو ذلت اور غلامی کی زندگی سے آزاد کرایا اور ظلم و استحصال سے نجات دلائی۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور اسے بے شمار حقوق عطا کئے جن میں سے چند اختصاراً درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے درجے میں عورت اور مرد کو برابر رکھا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے عورت کا وہی رتبہ ہے جو مرد کو حاصل ہے، ارشاد ربانی ہے:

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا، پھر ان دونوں میں بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔'' (النساء، 1:4)

2۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر کے اعتبار سے دونوں برابر قرار پائے۔ مرد اور عورت دونوں میں سے جو کوئی عمل کرے گا اسے برابر جزا ملے گی۔ ارشادِ ربانی ہے:

''پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرما لی (اور فرمایا) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا، خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو'' (آل عمران، 195:3)۔

3۔ نوزائیدہ بچی کو زندہ زمین میں گڑھ جانے سے نجات ملی۔ یہ رسم نہ تھی بلکہ انسانیت کا قتل تھا۔ قرآن نے اس برائی کو حقارت بھرے لہجے میں ذکر کیا:

''بای ذنب قتلت'' کس جرم کی پاداش میں تجھے قتل کیا گیا

(سورۃ تکویر آیت 9)

4۔ اسلام عورت کے لئے تربیت اور نفقہ کے حق کا ضامن بنا کہ اسے روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور علاج کی سہولت ''ولی الامر'' کی طرف سے ملے گی۔ چنانچہ فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ انہوں نے اجناد کے امرا کو ان اشخاص کے بارے میں لکھ بھیجا جو اپنی عورتوں سے لمبے عرصے سے غائب تھے کہ وہ ان کا مواخذہ کریں کہ یا تو وہ اپنی عورتوں کے نفقے کی ذمہ داری لیں یا انہیں طلاق دیں۔ اگر وہ طلاق دیتے ہیں تو پچھلا نفقہ دیں۔ اس کی تخریج شافعی اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ کی ہے۔'' (مسند الشافعی، سنن البیہقی)۔

5۔ اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حقِ ملکیت عطا کیا ہے۔ وہ نہ صرف خود کما سکتی ہے بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''مردوں کے لئے اس (مال) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لئے (بھی) ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے۔ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کا) مقرر کردہ حصہ ہے'' (النساء، 7:4)۔

6۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو بحیثیت ماں سب سے زیادہ حسنِ سلوک کا مستحق قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری والدہ، عرض کیا پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کی پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا تمہاری والدہ، عرض کی پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا والد۔ (بخاری شریف، کتاب الادب)۔

7۔ وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت اور رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے بیٹی کو نہ صرف احترام و عزت کا مقام عطا کیا بلکہ اسے وراثت کا حقدار بھی ٹھہرایا۔ ارشاد ربانی ہے:

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے، پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے، اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔'' (النساء 11:4)

8۔ قرآن حکیم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی اور سماجی درجات کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

''اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جا رہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔'' (النساء 12:4)۔

9- قرآنِ حکیم ہی کی عملی تعلیمات کا اثر تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی سے حسنِ سلوک کی تلقین فرمائی۔

(بقیہ صفحہ نمبر 23 پر)

انگریزی مہینوں کے نام اور پسِ منظر

مولانا محمد عبداللہ انور

عیسوی سن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شروع کیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے سے رائج تھا، یہ سن قدیم رومن لوگوں کا تھا، البتہ اسکی ترتیب یہ نہ تھی جو رائج الوقت سن عیسوی میں ہے ۷۴۸ء میں اس سن کو عیسوی قرار دیا گیا اور پہلی دفعہ خطوط اور سرکاری کاغذات پر اس کی تواریخ درج ہونے لگیں۔

اس سن کو رائج کرنے کا سلسلہ ایک یونانی محقق نے شروع کیا تھا، اس نے بڑی تحقیق سے حساب لگا کر اس سن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے تطبیق دی لیکن موجودہ تحقیق نے اس کے حساب کو غلط کر دکھایا ہے، موجودہ تحقیق سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس سن کی عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے تقریباً تین سال کم ہے یعنی اس سن کو ہم ۱ ق م کے اختتام سے شروع کرتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ۳ یا ۴ کے درمیان ہوئی ہے اسکے علاوہ ایک دوسری خامی یہ بھی ہے کہ جب ہم اس کے سال کا آغاز یکم جنوری سے کرتے ہیں تو گویا اس سن کا آغاز بھی یکم جنوری کو ہی ہوا ہوگا۔ لیکن دنیا میں عید میلاد المسیح ۲۵ دسمبر کو منائی جاتی ہے ۱۷۵۲ء تک اس سن کے سال کے آغاز میں اختلاف رہا۔ کہیں اس کے سالوں کو مارچ سے شروع کیا جاتا تھا تو کہیں ایسٹر یا کرسمس سے اور بعض ممالک میں اسے ستمبر کے مہینے سے بھی شروع کیا جاتا تھا لیکن ۱۷۵۲ء انگلستان نے جنوری سے شروع کیا اور اب یورپ و مریکہ میں سال کا آغاز بھی اسی مہینہ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔

قدیم یونان اور فرانس والوں کا ہر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا تھا انہوں نے ہر مہینے کو دس دن کے حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور مہینے کی تاریخ کا تعین دھاکے کے اعتبار سے کیا جاتا تھا، مثلاً اگر انہوں نے ۱۵ یا ۲۳ بتانی ہوتی تو کہتے دوسرے دھاکے کا پانچواں دن یا تیسرے دھاکے کا تیسرا دن۔

جنوری: ہر سال کا پہلا مہینہ روم کے ایک دیوتا جینس کے نام پر رکھا گیا، نوماپومس نے دس مہینے والے کیلنڈر میں جنوری، فروری کا اضافہ کر کے کیلنڈر ۱۲ ماہ کا بنایا، ۷۰۰ سو سال ق م میں اس نے جنوری کے تیس دن مقرر کیے تھے۔ جولیس سیزر نے ۴۶ ق م میں ایک دن مزید شامل کر لیا، انگریزوں نے اس کا نام ولفظ منتھو رکھا کیونکہ اس مہینے میں بھیڑئے وغیرہ خوراک کی تلاش میں نکلتے تھے۔

جینس رومن خیالات کے مطابق یہ دروازوں کا دیوتا تھا، کیونکہ وہ جب کوئی نیا کام کرتے تھے تو گویا وہ ایک نئے دروازے میں سے گزرتے تھے۔ اس وقت انکا یہ دیوتا انکے خیال میں مدد و اعانت کیا کرتا تھا، جنوری کا مہینہ اسی دیوتا کے نام پر بنایا گیا ہے اور اسکا موجودہ مقام بھی اسی لیے ہے کہ یہ سال کا آغاز کرتا ہے۔ گویا کہ مہینوں کو گزارنے کیلیے نئے سال کا دروازہ کھولتا ہے۔ جنوری کا پہلا دن بڑا متبرک سمجھا جاتا ہے۔

فروری: یہ سال کا دوسرا مہینہ ہے اور سب سے چھوٹا ہے، رومیوں نے اسے اپنے کیلنڈر میں شامل نہ کیا تھا اور ان کا سال صرف دس مہینوں کا چلتا رہا، نوماپومس نے دس مہینوں کے سال میں جنوری اور فروری کا اضافہ کیا، فروری کو سال کا آخری مہینہ رکھا لیکن جولیس سیزر نے جولین کیلنڈر میں اسے دوسرا درجہ دیا، اس سے پہلے اسکے ۳۰ دن تھے۔ ایک دن جولیس سیزر نے اس میں سے لیکر جولائی کو ۳۱ دن کا بنایا اور فروری ۲۹ دن کا رہ گیا لیکن آگسٹس نے فروری سے ایک اور دن نکال کر اپنے مہینے اگست میں شامل کر کے اسے ۳۱ دن کا بنالیا اور فروری میں صرف ۲۸ دن باقی رہ گئے، پہلے بھی اور اب بھی ہر چوتھے سال کے بعد اس میں ایک دن کا اضافہ ہوتا رہا ہے۔ فروری کے مہینے کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک تو یہ قدیم اطالیہ کے دیوتا کا نام تھا اور دوسرے اس کے معنی پاک کرنے کے ہیں۔ رومن لوگ اپنے آپکو نئے سال میں آنیوالے تہواروں کیلیے اس مہینہ میں صاف اور پاک کیا کرتے تھے۔

مارچ: یہ سال کا تیسرا مہینہ ہے، پرانے رومن کیلنڈر میں یہ پہلا مہینہ تھا، جب جولیس سیزر نے سال کا آغاز جنوری سے کیا اس وقت سے یہ سال کا تیسرا مہینہ بن گیا اس کا نام مارس دیوتا کے نام پر رکھا گیا مارس جوپیٹر اور جونا کا بیٹا تھا جوپیٹر کی وجہ سے اسے بڑا اہم درجہ دیا جاتا تھا یہ زراعت اور پیداوار کا دیوتا تھا لیکن بعد میں اسے جنگ کا دیوتا بھی مان لیا گیا، اس کے مزار پر بڑے بڑے میلے لگا کرتے تھے، جن سپاہیوں نے جنگ پر جانا ہوتا تھا وہ اس کے مزار پر بھینٹ چڑھے ہوئے مرغوں اور چوزوں کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

اپریل: یہ سال کا چوتھا مہینہ ہے جس کے معنیٰ کھولنے اور پھوٹنے کے ہیں، اس کا تعلق موسم بہار سے ہے۔ یہ پرانے رومن کیلنڈر میں دوسرا مہینہ تھا لیکن جولیس سیزر نے اسے ۴۶ ق م میں چوتھا مہینہ قرار دیا۔

مئی: یہ پرانے رومن کیلنڈر کے مطابق سال کا تیسرا مہینہ تھا اور مارچ سال کا پہلا مہینہ جنوری فروری کے مہینے گیارہواں اور بارہواں تھے۔ جولیس سیزر نے کیلنڈر کو جنوری سے شروع کیا اور مئی کے مہینے کو پانچواں مہینہ قرار دیا۔ اس کے ۳۱ دن مقرر ہوئے، اس مہینے سے متعلق کئی کہانیاں مشہور ہیں

،زیادہ قابل قبول یہ ہے کہ یہ ماٹیا دیوی جو بہار کی دیوی ہے سے موسوم کیا جاتا تھا لیکن کچھ مورخین کا خیال ہے کہ مئی (Majares) کا مخفف ہے جو ایک لاطینی لفظ ہے اور اس کے معنیٰ پرانے لوگ ہیں۔

جون: سال کا چھٹا مہینہ ہے اور پرانے رومن کیلنڈر میں یہ چوتھا مہینہ تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ اس کے ۲۹ دن تھے، جولیس سیزر نے اسے ۳۰ دن کا بنایا اور سال کا چھٹا مہینہ قرار دیا۔ رومن خیالات کے مطابق یہ مہینہ روم کی دیوی جونو کے نام پر رکھا گیا۔ جونو قدیم رومن مذہب میں ایک دیوی مانی جاتی تھی جس کی شادی اٹلی اور یونان کے قدیم لوگوں کے دیوتا جو پیٹر سے ہوئی تھی۔ پرانے یونانی اسے ''ہیرا'' کا نام دیتے تھے۔ شادی اور بچوں کی پیدائش میں اس دیوی کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ مردوں کی نسبت عورتیں اسکی زیادہ پوجا پاٹ کیا کرتی تھیں۔ اور اسکی ایک مورتی اپنے پاس رکھنا ایک سعادت خیال کیا کرتی تھیں، یا اس سے پیار و الفت کا دم بھرتی تھیں۔ انہیں بڑی حسد کی نگاہ سے دیکھتی تھی انہیں اور انکے بیٹوں کو سخت سزا دیا کرتی تھی۔

جولائی: یہ سال کا ساتواں مہینہ ہے، پرانے رومن کیلنڈر کے مطابق پانچواں مہینہ تھا، جولیس سیزر اس مہینہ میں پیدا ہوا تھا۔ جب جولیس سیزر نے ۴۶ ق م میں کیلنڈر میں ردوبدل کیا تو جس مہینے میں پیدا ہوا تھا اسکا نام اپنے نام پر رکھا اس وقت اس کا نام جو جولیئس تھا جو رفتہ رفتہ جولائی ہو گیا۔ جولیس سیزر ایک مشہور جرنیل، ریاضی دان تھا، رومہ کی طاقت میں اسے ایک خاص امتیاز حاصل تھا اس کے مشیروں نے اسے مشورہ دیا اور فیصلہ کیا کہ اسے بادشاہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ق م میں بادشاہی کا اعزاز اسکو پیش کیا جانے والا تھا، اس خوشی میں ایک جاندار تقریب کا اہتمام بھی کیا گیا۔ لیکن اس تقریب کا آغاز ہوا تھا کہ سازشیوں نے خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔

اگست: یہ سال کا آٹھواں مہینہ ہے، رومن کیلنڈر کے مطابق سال کا چھٹا مہینہ تھا اس کے ۳۰ دن مقرر ہوئے تھے اس وقت اسے سیکسٹیلس کہا جاتا تھا اس کے معنیٰ چھٹا سکستھ کے ہیں۔ شاہ آگٹس نے فروری سے ایک دن لے کر اس میں شامل کر لیا اور ۳۱ دن کا مہینہ بن گیا، آگسٹس سیزر جولیس سیزر کا بھتیجا تھا، اس کا اصل نام اوکٹوین تھا اسکی تاریخ پیدائش ۲۳ ستمبر ق م ہے جولیس سیزر کے قتل کے بعد ملک میں عام انتشار پھیل گیا، اوکٹوین سے ملک کا زیاں نہ دیکھا گیا اس نے تلوار ہاتھ میں لی اور تمام مخالفوں کو راہ سے ہٹا کر ۳۲ جنوری ۳۱ ق م میں رومہ کے تخت پر بیٹھا اور ایک مستقل حکومت قائم کر لی، اس نے خاص حالات کے تحت خاص اختیارات بذات خود اپنے قبضہ میں لے لیے تھے، یہ وہی آگسٹس ہے جس نے رومی بادشاہت کی بنیاد جس نہج پر رکھی وہ اس وقت تک قائم رہی جب تک رومی سلطنت برقرار رہی۔ آگسٹس کے عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ ماہ اگست اسی آگسٹس کے نام پر رکھا گیا، اس کے ۳۱ دن تجویز ہوئے ا ء کے چودہ سال بعد یعنی ۱۹ اگست ۱۴ ء میں آگسٹس نے وفات پائی۔

ستمبر: یہ سال کا نواں مہینہ ہے، پرانے رومن کیلنڈر میں ساتواں مہینہ تھا اس کا نام لاطینی لفظ سیپٹیم سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں سات کے ہیں، جولیس سیزر نے کیلنڈر کو بدلا اور سال مارچ یا ستمبر سے شروع کرنے کی بجائے جنوری سے شروع کیا تو اسکو نویں مہینے کے درجے میں رکھا گیا، چونکہ اس مہینہ میں فصلیں بھی پکتی ہیں اسی لیے سوئزرلینڈ میں اسے فصلوں کا مہینہ کہتے ہیں۔

اکتوبر: یہ دسواں مہینہ ہے۔ یہ لاطینی لفظ اکٹو سے نکلا ہے جس کے معنی آٹھ کے ہیں اور چونکہ پرانے کیلنڈر میں آٹھواں ہی تھا اسی لیے اسے اکتوبر کے نام سے یاد کیا جانے لگا، روم کی پارلیمنٹ نے اس مہینے کا نام روم کے ایک بادشاہ فاسٹینس کی بیوی اینٹومینس کے نام پر رکھنا چاہا اور بعض لوگوں نے اس مہینہ کا نام ایک رومی تاریخ وال ٹیسی ٹس کے نام سے موسوم کرنے کی کوشش کی لیکن اکتوبر ہی رہا۔ جولیس سیزر کے زمانہ میں اس کے ۳۱ دن مقرر ہوئے۔

نومبر: سال کا گیارہواں مہینہ ہے جو لاطینی لفظ نوم سے نکلا ہے جس کے معنی نو کے ہیں رومن کینڈر میں یہ نواں مہینہ تھا۔ روم کی سلطنت نے گیارہویں مہینے کا نام بڑی سیزر کے نام پر رکھنے کی پیش کش کی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر تیرہ بادشاہ ہوئے تو تم کیا کرو گے۔ شروع میں اس کے ۳۰ دن مقرر ہوئے تھے، پھر ۲۹ دن اور اس کے بعد پھر ۳۱ دن ہو گئے لیکن آگسٹس کے زمانہ سے اس کے ۳۰ دن مقرر ہوئے۔

دسمبر: سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے۔ پہلے بھی یہ آخری مہینہ تھا لیکن دسواں! اس کے پہلے حصے کا نام ڈیم ہے جس کے معنی لاطینی زبان میں دس کے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اسکے صرف ۲۹ دن تھے۔ لیکن جولیس سیزر نے اس کے ۳۰ دن مقرر کیے۔ قیصر آگسٹس نے اسے ۳۱ دن کا بنا دیا۔

(**بقیہ :۔ جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات**) بعض روایات کے مطابق شادی کے وقت آپ کی عمر تیس برس کی تھی۔ حضرت رملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا بہت زیادہ خیال کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ کے والد ابوسفیان آپ سے ملنے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو آپؓ نے فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر اٹھا کر اپنے والد ابوسفیان سے کہا کہ آپ اس پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ آپ نجس ہیں۔ اس وقت تک ابوسفیان مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ پہلے شوہر سے آپ کے ایک لڑکا عبداللہ اور ایک لڑکی حبیبہ تھی۔ اسی بیٹی حبیبہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ پڑ گئی۔ آنحضرت سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت رملہ خلافت امویہ میں اپنے بھائی امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں ۴۵ ھ میں وفات پا گئیں اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ سے صحیحین میں تقریباً ۵۵ احادیث منقول ہیں۔

دینی مدارس اور ان کے انحطاط کے اسباب

مولانا محمد حبیب الرحمٰن قاسمی

(یہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی چشم کشا تحریر ہے، بڑی محنت سے اس کو جمع کیا ہے، ارباب انتظام اور حضرات اساتذہ سے عاجزانہ درخواست ہے اس تحریر کو اول تا آخر مکمل بغور پڑھیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے)۔

جہاں تک راقم الحروف نے غور کیا، ہمارے انحطاط کا بنیادی سبب یہ ہے کہ رفتہ رفتہ دینی مدارس کے تعلیم وتعلّم کا یہ نظام ایک رسم بنتا جارہا ہے، اور اس کا اصل مقصد نگاہوں سے اوجھل ہورہا ہے، اگرچہ ہماری زبانوں پر یہی جملہ رہتا ہے کہ ہماری تمام کاوشوں کا مقصدِ اصلی دین کی خدمت ہے، لیکن بسا اوقات یہ بات محض گفتار ہی کی حد تک محدود رہتی ہے، اور دل کی گہرائیوں میں جاگزیں نہیں ہوتی، اگر یہ مقصد واقعۃً ہمارے دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہوتا تو اس کی لگن سے ہمارا کوئی لمحہ خالی نہ ہوتا، پھر ہمیں اپنے اسلاف کی طرح ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی کہ ہمارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو نہیں، اور ہمارا طرز عمل خدمت دین اور اس کے مقصد کے لیے مفید ہورہا ہے یا مضر؟؟

اس کے برعکس عملاً ہماری تمام تر توجہات دینی مدارس کے ظواہر پر مرکوز رہتی ہیں، اور ان توجہات میں مقصد اصلی کی لگن کا کوئی عکس نظر نہیں آتا، عموماً منتظمین کے عملی مسائل یہ ہوتے ہیں کہ کس طرح مدرسے کی شہرت میں اضافہ ہو؟ کس طرح اس میں طلبہ کی تعداد بڑھے؟ کس طرح مشہور اساتذہ کو اپنے یہاں جمع کیا جائے؟ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کس طرح عوام میں مدرسے اور اس کے حل وعقد کی مقبولیت میں اضافہ ہو؟ ہمارا طرز عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مدارس کے قیام سے ہمارے پیش نظر یہی بنیادی مقاصد ہیں، جن کے حصول کی دھن میں ہمارے شب وروز صرف ہورہے ہیں، چنانچہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بعض اوقات ایسے ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں، جو کسی دین اور دین کے شایان شان نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات تو ان مقاصد کے لیے واضح طور پر ناجائز ذرائع کے استعمال میں بھی باک محسوس نہیں کیا جاتا، اور اگر کسی مدرسے کو ان مقاصد میں فی الجملہ کامیابی حاصل ہوجائے تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اصلی مقصد حاصل ہوگیا، لیکن طلباء کی تعلیمی، اخلاقی اور دینی حالت کیسی ہے؟ ہم کس قسم کے افراد تیار کرکے اس سے معاشرے کی قیادت کے خواہش مند ہیں؟ اور فی الواقعہ ہماری جدوجہد سے دین کو کتنا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ ان سوالات پر غور کرنے اور ان کی تڑپ رکھنے والے رفتہ رفتہ مفقود ہوتے جارہے ہیں۔

اس صورت حال کا بنیادی سبب یہ کہ ہم ایک مرتبہ زبان سے اپنا مقصد اصلی خدمت دین کو قرار دینے کے بعد عملی زندگی میں اسے بھول جاتے ہیں، اور اپنی کوششوں کا تمام تر محور ان ظواہر کو بنالیتے ہیں، جو یا تو شرعاً مطلوب ہی نہیں، یا اگر مطلوب ہیں تو اس شرط کے ساتھ کہ ان کو نیک نیتی سے مقصد کا محض ذریعہ قرار دیا جائے، خود مقصد نہ سمجھ لیا جائے۔

اسی طرح اساتذہ کا معاملہ عام طور سے یہ نظر آتا ہے کہ ان کا محور فکر بسا اوقات یہ رہتا ہے کہ ہمیں کونسا مضمون یا کونسی کتاب پڑھانے کے لیے ملے؟ طلبہ پر کس طرح اپنے علمی تفوق کی دھاک بٹھائی جائے، وہ کونسے ذرائع اختیار کیے جائیں جن سے طلبہ میں اپنی مقبولیت بڑھے؟ اور پھر اس مقبولیت میں اضافہ کی خاطر بسا اوقات یہ بات مدنظر نہیں رہتی کہ طلبہ کے لیے کونسا طرز عمل زیادہ مفید اور مناسب ہے؟ بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ کیا طرز عمل طلبہ کی خواہشات کے مطابق ہے؟ چنانچہ اس کے نتیجے میں اساتذہ اپنے طلبہ کی رہنمائی کرنے کے بجائے ان کی خواہشات کے تابع ہوکر رہ جاتے ہیں، اور طلبہ اساتذہ کے پیچھے نہیں چلتے، بلکہ اساتذہ طلبہ کی خواہشات کے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔

ماضی میں خاص طور پر دینی مدارس کی روایت یہ رہی ہے کہ اساتذہ اور طالب علم کا رشتہ محض ایک رسمی رشتہ نہیں ہوتا تھا، جو درسگاہ کی حد تک محدود ہو، اس کے بجائے وہ ایک ایسا روحانی رشتہ ہوتا تھا، جو دائمی طور پر عمر بھر قائم رہتا تھا، استاذ صرف کتاب پڑھانے کی ڈیوٹی ادا کرنے والا معلم نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ اپنے طلبہ کے لیے ایک مشفق باپ، ان کا اخلاقی اور روحانی مربی اور علم وعمل دونوں کے میدان میں ایک شفیق نگراں کی حیثیت رکھتا تھا، جو طلبہ کے نجی معاملات تک دخیل ہوتا تھا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ طلبہ اپنے اساتذہ سے علمی استعداد کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی حاصل کرتے تھے، ان سے زندگی کا سلیقہ سیکھتے تھے، ان سے للّٰہیت، ایثار، تواضع اور دوسرے اخلاق فاضلہ اپنی زندگی میں جذب کرتے تھے، اور اس طرح شاگرد اپنے استاذ کے علم وعمل کا آئینہ ہوا کرتا تھا۔

اب رفتہ رفتہ یہ باتیں داستان پارینہ ہوتی جارہی ہیں، اور وجہ وہی ہے کہ استاذ نے اپنا مقصد صرف درسگاہ میں ایک ایسی تقریر کرنے کو بنالیا ہے، جسے طلبہ پسند کرسکیں، رہی یہ بات کہ کس قسم کی تقریر ان طلبہ کے لیے زیادہ مفید ہے؟ ان طلبہ کو مفید تر بنانے کے لیے ان کو کن کاموں کا مکلّف کرنا ضروری ہے؟ طلبہ کے کونسے رجحانات ان کے علم وعمل کے لیے مضر ہیں؟ ان رجحانات کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے؟ طالب علم درسگاہ سے باہر جاکر کس قسم کی زندگی گزارتے

صدیق اکبر اور تصدیق معراج

حافظ زاہد مقبول چیچہ وطنی

نبوت کے 12 ویں سال رجب کی ستائیس ویں رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالی نے تمام آسمانوں کی سیر کرائی اور آپ نے بہشت اور دوزخ کو ملاحظہ کیا۔ صبح کے وقت جب حضور علیہ اسلام نے رات کا یہ عجیب وغریب سفر بیان کیا تو کفار نے ہنسی مخول شروع کیا اور خوب مذاق بنایا، جس کے اثر سے بعض مسلمان بھی محفوظ نہ رہ سکے اور سوچ میں پڑ گئے کہ بیت المقدس تک پہنچنے میں ایک مہینہ صرف ہوتا ہے اور واپس لوٹنے میں دوسرا مہینہ! عجیب معاملہ ہے کہ رسول اللہ ایک شب میں بیت المقدس پہنچ بھی گئے اور واپس تشریف بھی لے آئے! اسی تذبذب نے بعض مسلمانوں کو اسلام سے برگزشتہ کر دیا۔ ایک گروہ نے جب حضرت ابوبکر کے پاس جا کر واقعہ بیان کر کے حقیقت معلوم کرنا چاہی تو انہوں نے فرمایا، کیا آپ لوگ اسے دروغ سمجھتے ہیں؟ جواب دیا، بالکل دروغ! ہمارے ساتھ تشریف لے چلیئے

رسول اکرم ابھی مسجد میں تشریف فرما ہیں، خود دریافت کر لیجیئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا، اگر رسول اللہ فرماتے ہیں تو ایسا ہی ہے، بخدا آپ پر آسمان سے زمین پر وحی کا آنا دن یا رات کی کسی ساعت میں فرماتے ہیں تو میں اسکی تائید بلا تامل کرتا ہوں اس کے مقابلہ میں اسراء پر آپ لوگوں کا تذبذب یا انکار عجیب ہے۔ آخر حضرت ابوبکر نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت بیت المقدس کے مقامات کا تزکرہ فرما رہے تھے جن پر سے آپ شب اسراء میں گزرے۔ جونہی مسجد اقصی اور اسکی جغرافیائی حیثیت کا بیان فرمایا چونکہ ابوبکر بھی بیت المقدس سے ہو آئے تھے صدیق اکبر نے سنتے ہی "صدقت یا رسول اللہ" عرض کیا۔ اس تصدیق کی بنا پر حضرت ابوبکر کو رسول اللہ نے "صدیق" کے خطاب سے پکارنا شروع فرما دیا

اس موقع کی یاد میں ابومحجن ثقفیؓ کے دوشعر قابل دید ہیں

وسميت صديقا و كل مهاجر	سواک يسمي باسميه غير منک
سبقت الى السلام والله شاهد	وكنت جليسا بالعريش المشهر

ترجمہ: اور تمہارا نام صدیق رکھا گیا تمہارے سوا جس قدر مہاجر ہیں اپنے اپنے نام سے بلائے جاتے تھے اس بات کا کوئی منکر نہیں ہے۔ اور تو ہی ہے کہ دوڑ کر اسلام کی طرف آیا اور اس پر خدا گواہ ہے اور تو ہی پیغمبر کا عریش بدر میں ہم نشیں تھا"

ہیں؟ ان سوالات کے بارے میں سوچنے اور ان مقاصد کی لگن رکھنے والے الا ماشاءاللہ مفقود ہوتے جارہے ہیں۔

دار العلوم دیوبند کی بنیادی خصوصیت، جس کی بناء پر وہ برصغیر کے دوسری درسگاہوں سے ممتاز ہوا، یہ تھی کہ وہ علم برائے علم کا ادارہ نہ تھا، بلکہ انسانوں کی ایسی تربیت گاہ تھی، جس سے صحیح العقیدہ سچے اور پکے مسلمان تیار ہوتے تھے، اپنی گفتار سے زیادہ کردار سے اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔

اس وقت ہمیں سب سے پہلے اپنے ماحول میں دینی مدارس کی اسی روح کو از سر نو تازہ کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس کے بغیر ہماری درسگاہیں اگر بہت کامیاب ہوئیں تب بھی محض علم برائے علم کے مراکز بن کر رہ جائیں گی، مدرسے قائم کرنا اور ان میں چند لگے بندھے علوم کا درس دینا بذات خود ایک مقصد بن جائے گا، جس میں بہت سے مستشرقین یورپ بھی سرگرم عمل ہیں، اور رفتہ رفتہ ہم سے سارے اوصاف گم ہو جائیں گے، جو ان علوم کی درس و تدریس کے لیے لازمی شرط کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دینی مدارس میں یہ اصل روح اب دھیمی پڑتی جارہی ہے، از سر نو تازہ کرنے کے لیے سب سے اہم ذمہ داری ان درسگاہوں کے اساتذہ اور منتظمین پر عائد ہوتی ہے، ان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ پہلے اپنے ذاتی اعمال واخلاق کا جائزہ لے کر یہ دیکھیں کہ اسلامی علوم نے ان میں اپنا کوئی رنگ پیدا کیا ہے یا نہیں؟ خوف خدا اور فکر آخرت میں کتنا اضافہ ہوا؟ اللہ کے ساتھ تعلق کتنا بڑھا؟ عبادت کے ذوق میں کتنی زیادتی ہوئی؟ جن فضائل اعمال کی دوسروں کو شب وروز تلقین کی جاتی ہے، ان پر خود کتنا عمل پیرا ہوے؟ جس انفاق فی سبیل اللہ کی دوسروں کو بڑھ چڑھ کر تاکید کی جاتی ہے، اس میں ہم خود کس قدر حصہ دار بنے؟ دین کے خاطر جان و مال کی قربانی دینے کے جذبے نے کتنی ترقی کی؟ معاشرے کے بگاڑ سے کرب واضطراب کی کیفیت اور اس کی اصلاح کی فکر کس حد دل و دماغ پر طاری ہوئی؟------ یہ ساری باتیں ہمارے سوچنے کی ہیں، اور اگر ہم حقیقت پسندی کے ساتھ ان سوالات کا جواب اپنے عمل میں تلاش کریں، تو ندامت وحسرت کا پیدہ ہونا ناگزیر ہے۔

ضرورت اسی ندامت وحسرت سے کام لینے کی ہے، لیکن اس سے صحیح کام اسی وقت لیا جاسکتا ہے، جب ندامت وحسرت محض وقتی ابال نہ ہو، بلکہ اس کا بار بار استحضار ہوتا رہے، یہاں تک کہ یہ مستقبل کے لیے نشان راہ بن جائے

ریاست مدینہ کا خواب

عابد کمالوی

حکومت گرنے، قبل از وقت الیکشن اور حکومت میں شامل دوسری سیاسی جماعتوں کے علیحدگی اختیار کرنے اور اس طرح کے دوسرے خدشات پر مبنی خبریں ہمارے ہاں کی جمہوری حکومتوں کے آخری ایام میں سنائی دیا کرتی تھیں، ابھی حکومت کا آدھا سال بھی مکمل نہیں ہوا کہ شہنشاہ سیاست جناب آصف زرداری کے بھی اس طرح کے بیانات آرہے ہیں، پی ٹی آئی والے جمہوریت دشمن، کسی کو سسٹم لپیٹنے نہیں دیں گے، عمران حکومت کو لانے والے ہی اسے خطرے سے نکالیں گے، حالات گھمبیر ہیں قومی حکومت بننے یا قبل از وقت الیکشن کی پیش گوئی نہیں کرسکتا یہ ضرور سمجھتا ہوں ان سے ملک نہیں چلتا، عمران جیل میں ڈالنے کی باتیں کرتے ہیں تو آنے والا انہیں بھیجے گا، آمریت سے بدترین جمہوریت بہتر اسی سوچ کے تحت پارلیمنٹ میں ہیں کوئی یہ نہ کہے ملک نہیں چلتا، چلو اب گھر جاؤ۔ ون یونٹ کی سیاست نہیں ہونے دیں گے، جب تک جان میں جان ہے جنگ ہوگی۔: پھر ایم کیو ایم کے سابق سربراہ فاروق ستار کا ایک بیان بھی کچھ اس طرح سے ہے۔ پی ٹی آئی کو سہارا دے کر جتوایا گیا۔ کامیابی سنبھال نہیں پائے گی، پی ٹی آئی کے پاس نظریاتی کارکنوں کا نیٹ ورک نہیں، میدان خالی ہوگا تو لوگ متحدہ لندن کی طرف دیکھیں گے۔۔، اور اب نون لیگ کی قیادت کی طرف سے بھی کچھ روز سے جس طرح کے بیانات دیکھنے کو مل رہے ہیں وہ کچھ ایسے ہی ہیں۔

عمران کی ٹیم ہی حکومت گرانے کے لئے کافی، سلیکٹرز کو غلطی کا بہت جلد احساس ہوگا، عمران کو اہلیہ سے اپنے وزیراعظم ہونے کا پتہ چلتا ہے، عوام ان کی حیثیت پہچان چکے، حکومت چلانا ان کے بس کی بات نہیں۔

ہمارے خیال میں ایسا دو سیاسی جماعتوں کے بار بار برسراقتدار آنے کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے کہ جب تسلسل سے برسراقتدار آنے والی جماعتوں کے علاوہ کوئی اور اقتدار کی مسند پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو جانے والوں کی نظر میں جمہوریت خطرے میں پڑ جاتی ہے، لیکن محبّ وطن تجزیہ نگاروں کا یہی کہنا ہے کہ حکومت اگر آج یہ اعلان کردے کرپشن کے مقدمات کو معرض التوا میں ڈالا جاتا ہے اور این آر او قسم کی کوئی چیز لائی جارہی ہے تو یہی لوگ اسمبلیوں میں آنا شروع ہوجائیں گے۔ اگر سابقہ ادوار میں برسراقتدار رہنے والے ان سیاستدانوں کو ہی حکومت چلانا آتی تھی تو یہ ملک اربوں ڈالر کے قرضوں کے بوجھ میں کیوں دب گیا۔ اس میں کوئی ڈیم کیوں نہیں بن سکا، قبضہ مافیا کیوں ختم نہ ہوا، بیروزگاری اور مہنگائی کا طوفان کیوں نہ تھم سکا، منی لانڈرنگ اقرباپروری اور دوست نوازی کا خاتمہ بھی نہ ہوسکا، اداروں کے مابین ہم آہنگی نہیں تھی، کمرشل سطح کے قومی ادارے بھاری خساروں میں کیوں جارہے تھے، کیا بکھرے ہوئے معاملات سو دنوں میں ٹھیک ہوسکتے تھے، کبھی نہیں، تو پھر حکومت نے اگر قانون کی حکمرانی اور آئین کی بالادستی کے مطابق امور مملکت چلانے کا تہیہ کیا ہے تو اسے کام کرنے دیا جائے، اگر اس ملک سے لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کا عمل یہیں پہ چھوڑ دیا گیا تو پھر سابق وزیراعظم، وزیراعلیٰ اور دوسرے لوگوں کے خلاف کرپشن کے مقدمات پر قومی خزانے کی جو بھاری رقوم اور قیمتی وقت صرف ہوا تھا وہ رائیگاں ہی جائے گا ناں... جمہوری اقدار اور حب الوطنی کا تقاضا تو یہی ہے کہ موجودہ جمہوری حکومت کو وقت دیا جائے کہ اس وقت مقتدر ٹرائیکا بھی اس بات پر متفق ہے کہ ملک میں امن ہو اور خوشحالی آئے اور کرپشن کا جڑ سے خاتمہ ہو۔

اس ضمن میں وزیراعظم پاکستان نے کہا تھا کہ پاناما فیصلے نے نئے پاکستان کی بنیاد رکھی۔ جبکہ چیف جسٹس آف پاکستان جناب ثاقب نثار کا کہنا ہے کہ ریاست مدینہ کا خواب پورا کرنے کے لئے ساتھ دیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پارلیمنٹ سپریم ادارہ ہے، وقت آگیا کہ کارروائی کا بائیکاٹ کرنا چھوڑ دیا جائے عدلیہ کو وہ ٹولز دیے جائیں کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرسکے۔ دوسری جانب چیئرمین نیب نے بھی ایک بار پھر اس عزم کا اظہار کیا ہے، دنیا بھر سے لوٹی رقم کی واپسی اور بدعنوانوں کے لئے زمین تنگ کردیں گے وہ کہتے ہیں کئی لوگ دیکھتے ہی دیکھتے دبئی میں پلازوں کے مالک بن گئے دیکھنا یہ ہوگا کہ یہ پیسہ کہاں سے آیا بدعنوانی ختم کرنے کے لیے سرجری کرنا ہوگی۔؛

سوال یہ ہے کہ اگر نئے پاکستان کو ریاست مدینہ کی شکل دینی ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کو عالم اسلام کی پہلی ریاست کی طرح بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر کرنا ہے تو پھر حکمرانوں کی نیت صاف اور ان کا عزم ویقین اور ایمان پختہ ہونا ناگزیر ہے کہ اقبال نے کہا تھا

ولایت بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری یہ سب کیا ہے فقط اک نکتہء ایماں کی تفسیریں

خوش آئند بات یہ ہے کہ فٹ پاتھوں پر سونے والوں اور دن بھر مزدوری کے بعد تھک کر کھلے آسمان تلے سونے والوں کے لئے وزیراعظم پاکستان کی ہدایت پر حکومت پنجاب نے پرآسائش خیمہ بستیاں بنادی ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 20 پر)

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک قابل رشک شخصیت

مولانا شکیل احمد ظفر

جہاد آزادی ہند 1857 کے مجاہدین کی گرفتاریوں کا ملک بھر میں بھیانک سلسلہ شروع تھا۔حافظ ضامن صاحبؒ تو عین معرکہ کے دوران ہی جام شہادت نوش فرما گے تھے۔مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ بھی گرفتار کر لیے گئے تھے۔قاضی عنایت علی پہاڑوں میں مفقود الخبر ہو چکے تھے۔تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی۔مجاہدین کی جماعت درہم برہم ہو چکی تھی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو چکے تھے۔حضرت حاجی صاحبؒ کے بعض متعلقین واحباب نے پر اصرار مشورہ دیا کہ آپ ان دنوں، کہیں روپوش ہو جائیں۔تو آپ پنچلاسہ ضلع انبالہ کے رئیس جناب راؤ عبداللہ کے اصطبل کے قریب ایک ویران سی کوٹھڑی میں مقیم ہو گے، کسی مخبر نے حاجی صاحب کے جائے قیام کی اطلاع، ضلع انبالہ کے مجسٹریٹ کو کردی۔تو وہ صبح آفتاب، طلوع ہوتے ہی بذاتِ خود وہاں آدھمکا... راؤ صاحب نے آگے بڑھ کر، گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا، بڑے تپاک سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ تشریف لائیے .. اس وقت صبح صبح کیسے تشریف آوری ہوئی..؟ مجسٹریٹ نے کہا کہ سنا ہے کہ آپ کے اصطبل میں ایک بہت عمدہ گھوڑا ہے.. اس سے دیکھنا چاہتے ہیں.. تو راؤ صاحب نے فرمایا کہ اصطبل حاضر ہے.. ملاحظہ کیجیے.. مجسٹریٹ اندر گیا ،گھوڑے دیکھے.. اور گھومتا گھومتا اس کوٹھڑی کے دروازہ پر پہنچ گیا جہاں حاجی صاحب قیام فرماتے تھے۔مجسٹریٹ نے یہ کہتے ہوئے دروازہ کھولنے کو کہا کہ کیا یہاں گھوڑوں کی گھاس بھری جاتی ہے...؟؟ دروازہ کھلا تو دیکھا کہ یہاں چوکی پر جائے نماز بچھی ہوئی ہے، لوٹا چوکی کے کنارہ پر اور وضو کے پانی سے زمین تر ہے مگر نہ نمازی نہ نمازی کا سایہ....

مجسٹریٹ نے کوٹھڑی کے کونے کونے پر نگاہ دوڑائی، کوئی آدم زاد وہاں دکھائی نہ دیا، تو آخر کار اس نے راؤ صاحب سے پوچھا کہ یہاں یہ چوکی اور جائے نماز کیوں ہے...؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں یہاں نماز پڑھا کرتا ہوں۔اس پر اس نے سوال داغا کہ نماز کے لیے تو مسجد ہوتی ہے، اس بوسیدہ اور ویران کمرے میں نماز پڑھنا سمجھ میں نہیں آتا... اس پر راؤ صاحب نے کہا کہ ہمارے مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ فرض نماز تو مسجد میں جماعت کے ساتھ سب کے سامنے ادا کرو، لیکن نفل نماز چھپ کر کسی پوشیدہ جگہ پڑھو... اس پر مجسٹریٹ کو مجبوراً خاموشی اختیار کرنا پڑی اور اپنے اس فعل پر معذرت بھی... مجسٹریٹ کے چلے جانے کے بعد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ وہیں اسی کوٹھڑی میں دکھائی دیئے... یہ حاجی صاحب کی کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انگریز سامراج کے شر سے بچانے کے لیے مجسٹریٹ کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا وگرنہ حاجی صاحبؒ وہیں موجود تھے....سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے 22 صفر 1233 ھجری بمطابق 1817 بروز اتوار کو نانوتہ شہر میں آنکھ کھولی، والد ماجد نے آپ کا نام امداد حسین رکھا لیکن شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ نے آپ کا نام امداد حسین کے بجائے امداداللہ تجویز فرمایا پھر یہی زبان زد عام ہوا۔والدہ ماجدہ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی، اسی لاڈ و پیار کی وجہ سے آپ ابتدائی تعلیم نہ حاصل کر سکے، ابھی آپ عمر کے ساتویں سال کو پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ اس جہان رنگ و بو سے پردہ کر گئیں۔انہوں وفات کے وقت وصیت کی، میرے بچے کو کوئی ہاتھ نہ لگائے.. اس وصیت کو اس حد تک پورا کیا گیا کہ کسی کے ذہن میں آپ کی تعلیم کی بابت خیال تک نہ آیا۔بالآخر آپ نے خود اس جانب توجہ مبذول کی اور قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔لیکن چند رکاوٹوں کے باعث، آپ تکمیل حفظ نہ کر سکے.. پھر آپ استاذ الاساتذہ مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے ہمراہ تحصیل علم کے لیے دہلی تشریف لے گے... فارسی اور صرف ونحو کی چند ابتدائی کتابیں آپ نے پڑھیں، مولانا عبدالحق دہلویؒ کی کتاب تکمیل الایمان کی قرآت، مولانا رحمت علی تھانویؒ سے حاصل کی ۔یہی آپ کی ساری ظاہری اور کسبی تعلیم تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وہبی اور لدونی) وہ علم جو بغیر محنت کے اللہ کی جانب سے محض اس کے فضل سے حاصل ہو جائے (سے سرفراز فرمایا ہوا تھا۔جیسے انبیا کرام کا علم وہبی ہوتا ہے کسبی نہیں، اسی طرح امتوں میں بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس ظاہری علوم وفنون تو بہت کم ہوتے ہیں لیکن، عشق الٰہی، حب نبوی ،اتباع سنت عملی زندگی اور سوز دروں نے ان کا سینہ کھول دیا ہوتا ہے۔انہیں وہ روحانی مقام حاصل ہوتا ہے کہ وقت کے علما بھی ان سے اپنی باطنی تربیت کرواتے ہیں۔

امت محمد یہ میں ایسے سینکڑوں اولیاءِ اللہ گزرے ہیں۔لیکن آفاقی اور لاثانی شہرت وعظمت کی حامل دو شخصیتیں ہوئی ہیں۔ایک تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ، حضرت شاہ شمس تبریز صاحب رحمہ اللہ اور دوسرے حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ۔

حاجی صاحب، اس مبارک علم کی باریکیں اور اسرار ورموز سے خوب واقف تھے۔وہ عجیب، نکتہ دان شخصیت کے حامل تھے۔بسا اوقات ،ایسی دقیق علمی باتیں کرجاتے کہ بڑے بڑے اصحاب فضل وکمال

اے بادشاہ وقت مجھے خبر ہے آپ میرا انتظار کر رہے ہیں

محمد عمیر حنفی

کہتے ہیں کسی امیر کا ایک سنقر غلام تھا، وہ نہایت محنتی، دیانتدار، متقی اور پرہیزگار تھا، لیکن وہ اپنے ایمان اور خدا کی محبت میں جتنا پختہ تھا اس کا آقا اتنا ہی کمزور اور نافرمان تھا۔
ایک دفعہ آدھی رات کے قریب آقا نے اپنے غلام کو آواز دی کہ بستر سے نکل کر سامان سفر باندھو اور میرے ساتھ چلو، غلام نے آقا کی بات پر لبیک کہا اور پہلی ہی آواز میں اس نے سخت سردی کی رات میں بستر چھوڑ دیا اور ضروری سامان اٹھا کر بادشاہ کے ساتھ چل پڑا۔
اسی دوران نماز فجر کا وقت ہوا اور مسجدوں سے اللہ اکبر کی صدائیں گونجنے لگیں۔ غلام نے اپنے آقا سے کہا حضور آپ ادھر ہی قیام کریں میں نماز فجر پڑھ کر آتا ہوں۔ یہ سنتے ہی بادشاہ نے اسے اجازت دیدی اور کہا کہ ذرا جلدی آنا۔
غلام سنقر بادشاہ کی غلامی سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہوگیا اور اس کا دنیاوی آقا خدا سے غافل ہوکر باہر کھڑا رہا۔ بادشاہ کو انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہوگئی مگر مسجد سے غلام نہ نکلا۔ اتنے میں مسجد کے سب نمازی اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے۔ امام صاحب بھی اپنے معمولات پورے کرنے کے بعد مسجد سے چلے گئے مگر سنقر باہر نہ آیا۔ بادشاہ کو غصہ بھی آرہا تھا اور وہ چلا چلا کر اپنے غلام کو باہر سے آوازیں دے رہا تھا۔ غلام ہر آواز کے جواب میں کہتا کہ، ''اے بادشاہ وقت مجھے خبر ہے آپ میرا انتظار کر رہے ہیں'' یہ سنتے ہی بادشاہ کہتا کہ پھر تم باہر کیوں نہیں نکلتے ...؟ غلام کہتا'' آقا کیا بتاؤں، مجھے میرے آقا باہر نہیں آنے دیتے''۔
غرض سات بار اس نے اپنے غلام کو آواز دی اور ہر بار ایک ہی جواب ملا کہ مجھے باہر نہیں آنے دیا جا رہا۔ آخری بار جب بادشاہ نے وہی جواب سنا تو وہ طیش میں آگیا اور کہنے لگا، ''ارے سنقر! نمازی اور امام صاحب سب نماز پڑھ کر اپنے اپنے گھروں کو جا چکے، اب تو اکیلا مسجد میں کیا کر رہا ہے، وہ کون ہے جو تجھے باہر نہیں آنے دیتا...؟''
غلام نے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضور! یہ وہی ہے جو آپ کو مسجد کے اندر نہیں آنے دیتا، اسی نے مجھے باہر آنے سے روک رکھا ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں اے فرزند عزیز! تو نے دیکھا کہ سمندر مس لاکھوں کروڑوں مچھلیاں ہوتی ہیں لیکن وہ انہیں اپنے ارادے اور اجازت سے باہر نہیں نکلنے دیتا اور خشکی کے جانوروں کو اپنے اندر نہیں آنے دیتا۔ ان قوانین قدرت کے آگے کوئی حیلہ، کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی، اگر ایسا بھاری تالا کبھی پڑ جائے تو خدا کے کھولنے سے ہی کھل سکتا ہے۔ انسان کی کیا مجال ہے۔

ششدر رہ جاتے۔ بعض علمی اشکالات اور مسائل کو اس طرح حل فرماتے کہ جید قسم کے شہسوارانِ علم کو بھی حیران ہونا پڑتا۔
یہی وجہ تھی کہ مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ حاجی صاحب عالم بھی تھے...؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ عالم ہونا کیا معنی...؟ اللہ تعالیٰ کی ذات نے آپ کو عالم گر بنایا تھا۔ اور مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے صرف "کافیہ" تک پڑھا ہے اور ہم نے اتنا پڑھا ہے کہ ایک اور "کافیہ" لکھ دیں مگر حضرت کے علوم ایسے تھے کہ علماء کی آپ کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی ہاں اصطلاحات تو نہیں بولتے تھے۔
جب انگریز سامراج ہندوستان جیسے ملک پر رفتہ رفتہ اپنا قبضہ مستحکم کر رہا تھا، اور یہ اپنے دور میں عدل و انصاف اور رعایا پروری کے بجائے جبر و استبداد اور لوٹ کھسوٹ کو پروان چڑھا رہا تھا، ان افرنگی غاصبوں نے مسلمانوں کو پست و ناکارہ بنانے کے لیے پورے ہندوستان کے طول و عرض میں عیسائی بنانے کی اسکیم جاری کردی، پادریوں کو نہ صرف تبلیغ کی اجازت عام تھی بلکہ انگریزی حکام ان کی پشت پناہی کرتے، اسکولوں اور کالجوں کے اکثر استاذ پادری ہوتے تھے۔ انجیل کا درس، ضروری قرار دیدیا گیا تھا۔ پادری عیسائیت کی تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر بے جا جارحانہ حملے بھی کرتے تھے، اور اس کے علاوہ قسما قسم کے ظلم و جبر کا نشانہ بناتے۔ ان حالات سے متاثر ہوکر حضرت حاجی صاحبؒ نے روحانیت اور سیاست کے امتزاج سے ایک ایسی جماعت تیار کی جو ایک طرف، بزم علم و عرفان، رشد و ہدایت کی روشن شمع تھی اور دوسری جانب، میدان جنگ اور سیاست کے شہسوار تھی۔ اس عظیم جماعت نے 1857 کے جہاد شاملی سے لیکر 1947 تک حصول آزادی میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔
حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسی نابغہ روزگار جلیل القدر ہستیاں، اسی سلسل الذہب کی نامور ترین کڑیاں ہیں۔
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے 1860 کو 43 سال کی عمر میں مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تقریبا 39 برس تک لوگوں کی باطنی تربیت کرتے ہوئے 13 جمادی الاخری 1899 کو آذانِ فجر کے وقت، چوراسی سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ جنت المعلی میں مشہور عالم دین مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے...۔

خدا رحمت کنند ایں پاک طینت را

حضرت حاجی عبدالوہابؒ کے رفیق سفر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل صاحب کا سانحہ ارتحال

مولانا سید زین العابدین

رائے ونڈ تبلیغی مرکز کے ایک اور سینئر بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل صاحب بھی 26 نومبر 2018ء کو مختصر علالت کے بعد دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔

"انا لله وانا اليه راجعون"

موجودہ وقت میں رائے ونڈ تبلیغی مرکز میں سب سے بڑی شخصیت حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی تھی، جو نومبر 2018ء میں وفات پاچکے ہیں، حضرت حاجی صاحبؒ کے بعد بھائی مشتاق صاحبؒ اور مولانا جمشید صاحبؒ تھے یہ دو حضرات بھی ایک دو سال کے وقفے سے عقبیٰ کے سفر کو چلے گئے۔ ان حضرات کی رخصتی کے بعد اب جو چند بزرگ شخصیات رہ گئی تھیں، ان میں سے آدھے بزرگ بیمار ہوکر تقریباً معذور ہوچکے ہیں۔ ان میں مولانا احسان الحق، مولانا عبدالرحمٰن اور ایسے حضرات بھی ہیں جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے صحبت یافتہ اور ان کے دور کے ہیں۔ یہ دونوں سخت بیماریوں میں مبتلا ہوکر معذور ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے تمام بیماروں کو بالخصوص رائے ونڈ مرکز کے بزرگ حضرات کو صحت کلی عطا فرمائے۔ باقی دو تین بزرگ جن سے ضعف و بڑھاپے کے باوجود امت مستفید ہورہی تھی، ان میں ایک مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ بھی شامل تھے۔ جن کو اب مدظلہ کی بجائے رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یاد کرنا پڑرہا ہے۔

مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ کی پیدائش 1946ء خانپور میں ہوئی، زمیندار گھرانہ تھا، لیکن دینی شوق کی بناء پر آپ کے والد محترم نے حفظ قرآن مجید کیلئے آپ کو ملک پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں داخل کروایا۔ جس کے بانی حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو ہر دینی تحریک میں اول دستے کا کردار ادا کیا کرتے تھے۔

حفظ قرآن کریم کے تکمیل کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کے والد محترم کا وصال ہوگیا۔ والد صاحبؒ کے انتقال کے بعد گھریلو ذمہ داریاں اور زراعت کا بوجھ آپ پر آپڑا، اسی دوران آپ کے علاقے میں تبلیغی جماعت آئی تو پہلی بار تبلیغ والوں کے ساتھ بیٹھنا ہوا، ان کا بیان سنا، بیان کے اختتام پر جب ارادوں کا مطالبہ کیا گیا تو مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ نے بھی چلہ کی جماعت کے ساتھ شامل ہونے کا ارادہ لکھوایا، آپ تبلیغی جماعت والوں کا پہلا بیان سننے کے بعد گھر واپس آگئے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ محلّہ کے تبلیغی احباب چلہ کے ارادہ کی وصولی کیلئے آپ کے گھر تشریف لائے، آپ اس وقت زمینی ہموار کیلئے ہل چلا رہے تھے، مگر قدرت نے مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ کو انسانیت کی زرخیزی کیلئے قبول فرمالیا تھا، جب آنے والے تبلیغی دوستوں نے سلام دعا کے بعد بات کی کہ آپ نے ارادہ لکھوایا تھا، اب ہمارے ساتھ نقد چلیں، آپؒ نے عرض کیا بھائی جی اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے تو ضرور جاؤں گا، تبلیغی احباب کا اصرار بڑھتا چلا گیا کیونکہ وہ آپ کو نقد جماعت کے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، پھر ہوا یہ کہ آپ کو پہلی مرتبہ سہ روزہ جماعت کے ساتھ جانے کی ترغیب دی گئی، جسے آپ نے خوشی خوشی قبول کرلیا، گویا آپ کی پہلی تشکیل سہ روزہ جماعت کے ساتھ ہوئی، ابھی اس جماعت کے ساتھ دو دن ہی گزرے تھے کہ آپ چلہ کی جماعت کے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہوگئے اور وہیں سے رائے ونڈ مرکز کی طرف کوچ کیا۔ جب رائے ونڈ مرکز پہنچے تو آپ کا بطور مہمان اعزاز و اکرام کیا گیا، اس کے بعد آپ کی چلہ میں جانے والی جماعت کے ساتھ تشکیل کردی گئی، دوران چلہ ابھی پہلا عشرہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ آپ نے ایک مرتبہ پھر اپنا فیصلہ تبدیل کردیا کہ اب چلہ نہیں پورے 4 ماہ لگانے ہیں۔

اسی دوران آپؒ نے گھر والوں کو بذریعہ خط اطلاع بھیجی کہ میں اب 4 ماہ بعد گھر واپس آؤں گا۔ گھر والوں کا واپسی جواب آیا کہ آپ تو صرف 3 دن کیلئے گھر سے نکلے تھے، مگر پہلے چلے کی اطلاع ملی اور اب 4 ماہ، خیر آپ اپنا تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد جلدی واپس آجانا، لیکن دعوت و تبلیغ کی محنت تو آپ کے دل و دماغ میں اتر چکی تھی، چنانچہ 3 چلے پورے کرنے کے بعد گھر واپسی ہوئی، گھر پہنچنے کے بعد علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا تو دوبارہ جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں داخلہ لیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد جامعہ رشیدیہ ساہیوال تشریف لے گئے، یہاں آپ نے اصول فقہ، علم معانی، علم التفسیر، علم فقہ اور اصول حدیث کی تکمیل کی، دورہ حدیث شریف کیلئے، واپس جامعہ مخزن العلوم میں داخلہ لیا۔ 1978ء میں حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھنے کے سعادت حاصل کی، اور یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے، فراغت کے کچھ عرصہ بعد اپنے علاقہ میں دینی و تبلیغی خدمات میں مصروف رہے، پھر کچھ وقت تبلیغی مرکز خانپور میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اس کے بعد مستقل قیام کی نیت سے تبلیغی مرکز

رائے ونڈ تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو رہے، حافظ سلیمان صاحبؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ کو تبلیغی مرکز رائے ونڈ کا امام مقرر کیا گیا، تقریباً 20 سال آپ نے مرکز کی جامع مسجد میں امامت کی ذمہ داری پوری پابندی کے ساتھ انجام دی، مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ بڑے مضبوط حافظ قرآن تھے، رائے ونڈ کی مسجد میں بڑے بھر پور انداز میں سال ہا سال تک رمضان المبارک میں تراویح کی امامت کرائی، قرآن مجید یاد ہونے کے ساتھ ساتھ تجوید کی عمدگی، لہجہ کا سادہ پن اور آواز کی بلندی اس پر مستزاد تھی، نماز میں جب وہ قرأت کرتے تو ان کی آواز بغیر لاؤڈ سپیکر کے تمام نمازیوں تک پہنچتی تھی۔ مسجد کے اندرونی ہال میں کافی دور تک پچھلی صفوں تک آپ کی آواز پہنچ جاتی تھی۔

آپ کے مقتدیوں میں حاجی عبدالوہاب صاحبؒ، حاجی مشتاق صاحبؒ، مولانا جمشید علی خان صاحبؒ، مولانا نذر الرحمٰن صاحب مدظلہ مولانا احسان الحق کے علاوہ دیگر علماء، طلباء اور بزرگ موجود ہوتے تھے البتہ مولانا مفتی محمد جمیل رحمۃ اللہ علیہ بہت سی صفات وکمالات اور صلاحیتوں سے مالا مال تھے، قوی حافظہ، ذہانت، متانت، سنجیدگی، سمجھداری، مضبوطی، علمی صلاحیت، عربی بول چال کی مضبوط قدرت، تدریس وخطابت کا زبردست ملکہ اور ان تمام صلاحیتوں کی حامل شخصیت کا نام مولانا مفتی محمد جمیلؒ تھا۔

مولانا مفتی محمد جمیل صاحبؒ مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں موطاء امام محمد، موطاء امام مالک پڑھاتے رہے، آپ کے درس کی لذت تو شریک درس ہی بتا سکتا ہے، لیکن آپ سے پڑھنے والے ہمارے چند دوستوں نے بتایا کہ مولانا بھر پور تیاری کے ساتھ تفصیلاً درس دیا کرتے تھے، موطاء پڑھانے کے بعد دوران ائمہ کے اختلافات ومستدلات اور خصوصاً احناف کی وکالت میں آپؒ کو خاصا عبور حاصل تھا، مشکل سے مشکل مسئلہ کو چٹکیوں میں سمجھانا اور ذہن نشین کروانا اور طلبہ کرام کے سوالات واعتراضات کا فی البدیہہ جواب دینا اور دوران درس پند ونصائح کرانا آپ کا خاص طرز عمل تھا، اور علم حدیث آپ کا پسندیدہ موضوع تھا، لیکن آپ کی زندگی کی اصل تگ وتاز کا میدان دعوت وتبلیغ کی محنت تھا۔

تبلیغی مرکز کے روزانہ کے مشورے میں جو عمل بھی طے ہوتا کھلے دل کے ساتھ کرتے، مرکز میں تعلیم، علماء وعرب مہمانوں میں بیانات، مستورات میں بیانات اور دیگر اعمال کے ساتھ عمومی مجمع میں بھی آپ مستقل بیان کیا کرتے تھے، جبکہ کئی ملکی اور بین الاقوامی اجتماعات، رائے ونڈ مرکز اور بنگلہ دیش کے مرکز میں بھی آپ کے بیانات ہوتے تھے، آپ کے بیان کا انداز بھی خوب تھا، اکثر قرآنی آیات اور احادیث وصحابہ کرامؓ کے واقعات سے شروع کرتے اور انتہائی عام فہم، روح پرور لیکن علمیت کا رنگ ساتھ شامل ہوتا۔

اسی طرح تبلیغی محنت میں لگے عوام کی طرف سے اگر کچھ ایسی باتیں سامنے آتیں جن کی قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی جگہ نہ ہوتی تو کھل کر برسر ممبر ان باتوں پر گرفت کرتے اور کبھی ترغیب وترہیب سے عوام کو سمجھانے کا انداز بھی بڑا ہی دلچسپ ہوتا تھا، مولانا کی دی گئی مثالیں مدتوں تبلیغی حلقوں میں یاد رکھی جائیں گی۔

ان سب صفات وکمالات اور صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ مولانا کی ایک شان دار صفت کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے اور وہ ہے ان کی سادگی وخودداری، راقم الحروف نے خود کئی بار انہیں رائے ونڈ مرکز میں پتلے شوربے والا سالن اور موٹی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا، ان کے کپڑے بے حد سادا ہوا کرتے تھے، رائے ونڈ مرکز کے بالکل سامنے ان کا ایک چھوٹا سا کچا مکان تھا، رائے ونڈ میں قیام کے ابتدائی ایام میں سائیکل پر سفر کیا کرتے تھے، یہ اختیاری سادگی تھی، یقین کیجئے ہمیں اور بہت سے دیکھنے والوں کو ان کے شب وروز دیکھ کر رشک آتا تھا۔ یہ جنتی لوگ تھے، جواب اس دنیا سے گذر گئے۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رُخ زیبا لے کر

(**بقیہ:۔ناقابل یقین انفارمیشن**) اور اگر قرآن کی ابتدا سے دیکھیں تو اس 96 نمبر سورت سے پہلے 95 سورتیں ہیں جو ٹھیک 5×19 کا حاصل ضرب ہیں جس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ سورتوں کے آگے پیچھے کی ترتیب بھی انسانی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حسابی نظام کا ہی ایک حصہ ہے۔ قرآن پاک کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورہ نصر ہے یہ سن کر آپ پر پھر ایک مرتبہ خوشگوار حیرت طاری ہوگی کہ اللہ پاک نے یہاں بھی 19 کا نظام برقرار رکھا ہے پہلی وحی کی طرح آخری وحی سورہ نصر ٹھیک 19 الفاظ پر مشتمل ہے، یوں کلام اللہ کی پہلی اور آخری سورت ایک ہی حسابی قاعدہ سے نازل ہوئیں۔ سورہ فاتحہ کے بعد قرآن حکیم کی پہلی سورت سورہ بقرہ کی کل آیات 286 ہیں 2 ہٹادیں تو مکی سورتوں کی تعداد سامنے آتی ہے۔ 6 ہٹادیں تو مدنی سورتوں کی تعداد سامنے آتی ہے۔ 86 کو 28 کے ساتھ جمع کریں تو کل سورتوں کی تعداد 114 سامنے آتی ہے۔ آج جب کہ عقل وخرد کو سائنسی ترقی پر بڑا ناز ہے، یہی قرآن پھر اپنا چیلنج دہراتا ہے حسابدان، سائنسدان، ہر خاص وعام مومن کافر بھی سوچنے پر مجبور ہیں کہ آج بھی کسی کتاب میں ایسا حسابی نظام ڈالنا انسانی بساط سے باہر ہے طاقتور کمپوٹرز کی مدد سے بھی اس جیسے حسابی نظام کے مطابق ہر طرح کی غلطیوں سے پاک کسی کتاب کی تشکیل ناممکن ہوگی، لیکن چودہ سو سال پہلے تو اس کا تصور ہی محال ہے لہذا کوئی بھی صحیح العقل آدمی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ قرآنِ کریم کا حسابی نظام اللہ کا ایسا شاہکار معجزہ ہے جس کا جواب قیامت تک کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔

طب وصحت

ڈاکٹر ناصرالدین سید

ٹماٹر کھائیں صحت بنائیں

کمزور اور لاغر بچوں کیلئے ٹماٹر بہترین غذا ہیں، ٹماٹر کھانے سے بچوں کی نشو نما تیزی سے ہوتی ہے
دانت نکلنے کے زمانے سے لے کر 5 سال کے بچوں کیلئے بہترین ٹانک کا کام دیتا ہے

کچھ عرصہ قبل ہمارا پنجاب جانا ہوا، وہاں کے اخبارات میں اشتہارات کی بھر مار ہوتی ہے۔ اس دوران ہماری نظر بھی ایک اشتہار پر اٹک کر رہ گئی۔ وہ ایک ہومیوڈاکٹر صاحب کا اشتہار تھا، ان کا موقف تھا صرف ایک خوراک سے ''الرجی کا جڑ سے خاتمہ''، چنانچہ ہم بھی وقت نکال کر کسی طرح ان کے دواخانہ پر پہنچ گئے، انہیں اپنا تعارف نہیں کروایا بلکہ ایک مریض بن کر ان سے الرجی کی دوائی کا مطالبہ کیا۔ صرف یہ سوچ کر کہ اگر ڈاکٹر صاحب نے ایسی تیر بہدف دوا کا نام بتا دیا تو ہماری معلومات میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور پھر ہم مخلوق خدا کو فائدہ دیں گے۔

بہر حال موصوف نے ایک دوا کی پڑیا اور چار پانچ بوتلیں جن میں ٹیلیٹس تھیں عنایت فرما دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دوائی میرے سامنے رکھی تو میں گویا ہوا، ڈاکٹر صاحب! اس کا ہدیہ...؟ ان کا جواب تھا محترم آپ بہت دور سے آئے ہیں، اس لئے آپ صرف 4800 روپے دیدیں۔ جی...؟ ڈاکٹر صاحب! آپ کے اشتہار میں تو لکھا ہے صرف ایک خوراک سے الرجی کا جڑ سے خاتمہ لکھا ہے تو پھر اتنی ساری دوائیں کیوں...؟۔

ڈاکٹر صاحب گویا ہوئے کہ محترم اصل کمال تو پہلی خوراک نے ہی دکھانا ہے کیونکہ پہلی خوراک ہائی پاور ہے، علاج شروع کرتے وقت سب سے پہلے یہی کھانی ہے، اس کے بعد جو دوائی دی ہے وہ ایک ماہ کیلئے ہے اور مسلسل چار ماہ تک دوائی کھانی ہے، ہمارے پارسل کی ترتیب بھی موجود ہے، اگر آپ دوبارہ حاضر نہیں ہو سکتے تو کوئی مسئلہ نہیں ہم آپ کی دوا VP پارسل کے ذریعہ بھجوا دیں گے ٹینشن نہیں لینی۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا محترم یہ جو ہائی پاور دوائی ہے اس کا نام تو بتا دیں، ''ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ نہیں جی نام ہم نہیں بتا سکتے تو کیونکہ یہ ہماری برسوں کی محنت ہے'' اور یہ دوا ہمارے خاندان میں نسل در نسل چلی آ رہی ہے۔ ''ہے تو ہومیو دوا نا اااا ں...؟''

''جی جی ہومیو ہے'' ان ڈاکٹر صاحب کے برعکس ہم نے اپنی برسوں کی محنت کو کبھی چھپایا نہیں، میری ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ مریضوں کو فائدہ پہنچاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے جو روزی روٹی نصیب میں لکھی ہے وہ مل کر ہی رہے گی۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ حلال کر کے لے یا حرام کر کے۔

ڈاکٹر صاحب کی باتیں سن کر دل بہت خراب ہوا، اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ اگر غلطی سے ایک مریض آ جائے تو اس کی کھال ہی اتار لو، یہ تو سراسر دھوکا اور فریب ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال رزق کمانے کی توفیق عطا فرمائے، اس طرح کی حرکتوں سے انسان لوگوں کی نظروں سے تو گرتا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کو ناپسند فرماتے ہیں۔

موسم سرما کی آمد آمد ہے، اس لئے ہم نے سوچا کہ موسم سرما میں جو اشیاء میسر ہیں ان کی بابت تفصیل سے بتا دیا جائے تا کہ آپ استعمال میں لا کر صحت مند رہیں، موسم سرما میں ٹماٹر سرخ اور سستے ملتے ہیں، اگر آپ کو ان کے فوائد معلوم ہو جائیں تو آپ پورا دن ٹماٹر ہی کھاتے رہیں۔

وٹامن ڈی، کیلشیم، لوہا میگنیشیم اس میں بہت پایا جاتا ہے، ہڈیاں، مسوڑھے اور خون کی کمی، پھیپڑوں کے امراض کیلئے تیر بہدف پھل بھی ہے اور سبزی بھی۔ ٹماٹر جسم کو صحت مند رکھنے والی غذاؤں کا سرتاج ہے، مسوڑھے اس قدر مضبوط اور تندرست، ساتھ دانتوں کی اس قدر مضبوطی کہ چبا چبا کر بھی نہ گھسیں۔ وٹامن ڈی اور کیلشیم سے تو سبھی واقف ہیں مگر میگنیشیم کی افادیت سے ہر کوئی واقف نہیں۔ ٹماٹر میں میگنیشیم تمام خوارکوں سے زیادہ ہوتا ہے، یہ میگنیشیم ہڈیوں اور دانتوں کو مضبوط بناتا ہے، کیلشیم سے ہمارے جسم میں ہڈیاں بنتی ہیں، مگر یہ میگنیشیم ہی ہے جو ان میں سیمنٹ کی سی آہنی گرفت اور چپک پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے ان کی ملائمت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمارے کھانے میں میگنیشیم کی کمی ہو تو ہماری ہڈیاں اتنی نازک ہو جائیں کہ ذرا سا جھٹکا لگنے سے ٹوٹ جائیں، بچوں کیلئے ٹماٹر نعمت خداوندی ہیں، کمزور ولاغر بچوں کیلئے ٹماٹر بہترین غذا و دوا ہیں۔

جس کی وجہ سے بچوں کی نشو نما تیزی سے ہوتی ہے، دانت نکلنے کے زمانے لے کر 5 سال کے بچوں کیلئے ٹماٹر بہترین ٹاک کا کام دیتا ہے۔

جو خواتین بچوں کو فیڈ کرواتی ہیں، ان کی اپنی جسمانی صحت کیلئے اور شیر خوار بچوں کی صحت کیلئے ٹماٹر واحد سبزی ہے جو اس قدر فائدہ مند ہے کہ دوسری کوئی غذا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جس طرح سیب کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک سیب روزانہ... رہیں تندرست و توانا۔

اسی طرح ٹماٹر کا استعمال ڈاکٹروں اور حکیموں سے دور رکھتا ہے، صرف ایک ٹماٹر روزانہ استعمال کریں، معدہ آنتیں، قبض، کمزوری سب میں تیر بہدف اثرات کا حامل ہے، سیب تو پھر بھی مہنگا آئٹم ہے اس کے مقابلے میں ٹماٹر کو ہر شخص خرید سکتا ہے۔

امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کی صحت کے مدنظر یہ کالم ضرور آپ کو فائدہ دے گا۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں بہترین اور سستی غذائیں آپ کیلئے تلاش کریں، آپ کی پر خلوص دعاؤں میں چند الفاظ مل جائیں تو ہماری خوش نصیبی ہوگی۔

الطاف حسین حالی نے کس نوع حقیقت کی عکاسی کی ہے

*کرے غیر بُت کی پوجا تو کافر *
*جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر *
*جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر *
*کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر *
*مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں *
*پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں *
*نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں *
*اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں *
*مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں *
*شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں *
*نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے *
*نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے *
*وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں *
*ہوا جلوہ گر حق زمیں و زماں میں *
*رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں *
*وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں *
*ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں *

دشمن کو پریشان کرنا

اگر دشمن ہر وقت ستاتا ہے اور مکان، زمین، دکان یا مال پر قابض ہے کسی طرح قبضہ نہیں دیتا یا بلا کسی وجہ سے ہر وقت تنگ کرتا ہے ایسے دشمن کو پریشان کرنے کے لیے **سورۃ العصر** کو اکیس مرتبہ نمک کی ایک ڈلی پر پڑھ کر دم کریں اسی طرح نمک کی سات ڈلیاں لے لیں اور سورۃ العصر اکیس اکیس مرتبہ پڑھ کر ہر ڈلی پر دم کریں اور آگ میں ڈالیں ان شاءاللہ تعالیٰ دشمن اپنی حرکتوں سے باز آجائے گا۔

ماخوذ:۔ اسلامی وظائف کا انسائیکلوپیڈیا

نیّر لدھیانوی ہندو نے کیا قیامت ڈھائی ہے

*ایک ہی پربھو کی پوجا ہم اگر کرتے نہیں *
*ایک ہی در پر مگر سر آپ بھی دھرتے نہیں *
*اپنی سجدہ گاہ دیوی کا اگر استھان ہے *
*آپ کے سجدوں کا مرکز 'قبر' جو بے جان ہے *
*اپنے معبودوں کی گنتی ہم اگر رکھتے نہیں *
*آپ کے مشکل کشاؤں کو بھی گن سکتے نہیں *
*''جتنے کنکر اتنے شنکر'' یہ اگر مشہور ہے *
*ساری درگاہوں پہ سجدہ آپ کا دستور ہے *
*اپنے دیوی دیوتاؤں کو اگر ہے اختیار *
*آپ کے ولیوں کی طاقت کا نہیں حدو شمار *
*وقتِ مشکل ہے اگر نعرہ مرا بجرنگ بلی *
*آپ بھی وقتِ ضرورت نعرہ زن ہیں 'یا علی *
*لیتا ہے اوتار پربھو جبکہ اپنے دیس میں *
*آپ کہتے ہیں ''خدا ہے مصطفٰے کے بھیس میں * "
*جس طرح ہم ہیں بجاتے مندروں میں گھنٹیاں *
*تربتوں پر آپ کو دیکھا بجاتے تالیاں *
*ہم بھجن کرتے ہیں گاکر دیوتا کی خوبیاں *
*آپ بھی قبروں پہ گاتے جھوم کر قوّالیاں *
*ہم چڑھاتے ہیں بتوں پر دودھ یا پانی کی دھار *
*آپ کو دیکھا چڑھاتے مرغ چادر، شاندار *
*بت کی پوجا ہم کریں، ہم کو ملے ''نارِ سقر *
*آپ پوجیں قبر تو کیونکر ملے جنّت میں گھر ؟ *
*آپ مشرک، ہم بھی مشرک معاملہ جب صاف ہے *
*جنّتی تم، دوزخی ہم، یہ کوئی انصاف ہے *
*مورتی پتّھر کی پوجیں گر! تو ہم بدنام ہیں *

(بقیہ اشعار صفحہ نمبر 27 پر)

خانقاہ ربانیہ میں عملیات سیکھنے کے خواہشمند افراد کیلئے ہدایات و شرائط

اگر عامل بننے کی تمام شرائط کو ایک لفظ میں بیان کرنے کی سعی کی جائے تو وہ لفظ ہے ''تقویٰ'' تقویٰ کا لفظ اپنے مافی الضمیر میں معانی کے لحاظ سے بحر بیکراں ہے۔ عامل کیلئے عالم اور باعمل ہونا ناگزیر ہے اور اس راستے میں موجودہ تمام مراحل کی شرعی اور فقہی توجیہات سے اس کیلئے آگاہ ہونا لازمی ہے۔ وہ تمام راستے اور وظائف جو شرک، حرام، جادوگری، پلیدی کی طرف گامزن ہوں یکسر ناجائز اور حرام ہیں۔ تفاسیر کا مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ قرآنی علوم کو انسان کی جسمانی، روحانی اور ذہنی بیماریوں کو دور کرنے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جنات بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ قرآن مجید میں تذکرہ کے علاوہ اس مخلوق کو کئی جگہ انسانوں کے ساتھ ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔ جنات ایک ایسی مخلوق خدا ہے جو کہ بشری آنکھ سے پوشیدہ رہتی ہے لیکن انسانوں اور جنات میں رابطہ اور تعلق ہونا قطعی طور پر مشاہدے سے باہر نہیں ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا نہایت موزوں اور ضروری ہے کہ عامل کوئی غیر مرئی مخلوق نہیں ہوتے لیکن تقویٰ کو شمشیر تیز دھار کی طرح استعمال کرتے ہوئے مختلف وظائف اور بزرگوں کی نظر مشفقانہ سے اپنی بشری صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہیں اور اپنی ان صلاحیتوں کو مخلوق خدا کی خدمت میں بغیر کسی لالچ اور حرص کے صرف کر ڈالتے ہیں۔ گویا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عامل میں قربانی کا جذبہ بھی دوسرے افراد کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے۔ دورانِ وظیفہ عامل کو کچھ دیگر شرائط کا بھی التزام کرنا پڑتا ہے جو کسی بھی میدان علم و عمل میں نہایت ناگزیز ہوتی ہیں۔ وہ شرائط تفصیلاً مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) دوران چلہ ذاتی بستر و برتن کا استعمال۔ (2) طہارت کا خیال۔ (3) محنت، لگن اور ریاضت۔ (4) رزق حلال۔ (5) قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا۔ (6) تکبر، غرور اور جھوٹ سے بچنا۔ (7) حرص و لالچ سے پرہیز۔

شرائط داخلہ خانقاہ ربانیہ (برائے عملیات)

(1) وضع قطع شرعی ہو۔ (2) نمازوں کا پابند ہو۔ (3) کسی اللہ والے سے نسبت قائم ہو۔ (4) نادرا کا قومی شناختی کارڈ اور دو عدد حالیہ تصاویر ہمراہ ہوں۔ (5) دو عدد مقامی علماء کرام کی تصدیق ہمراہ ہو۔ (6) ایک سال خانقاہ ربانیہ میں قیام کرنا ہوگا۔ اس دوران کھانا اور بستر اپنا استعمال کرنا ہوگا۔ رہائش خانقاہ کی طرف سے فراہم کی جائے گی۔

نظر بد دور کرنے کیلئے ''شیخ العاملین حکیم سید مزمل حسین نقشبندی مدظلہ'' کے مجرب وظائف سے اقتباس

اگر کسی بچے کو بار بار نظر لگتی ہو یا بار بار بیمار ہوتا ہو اس کے لیے مندرجہ ذیل کلمات باوضو ایک کاغذ پر لکھ کر موم جامہ کر کے اس کے گلے میں باندھ دیں انشاء اللہ بچہ نظر بد اور بار بار بیمار ہونے سے محفوظ رہے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَط اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ o

انسان اور جانور سے نظر بد دور کرنا

مندرجہ ذیل کلمات باوضو ایک سفید کاغذ پر لکھے اور اس کو پانی میں گھول کر مریض یا جانور کو پلائے یا انہی کلمات کو باوضو لکھ کر موم جامہ کر کے جانور یا انسان کے گلے میں ڈال دے انشاء اللہ تعالیٰ نظر سے نجات حاصل ہوگی۔

لَا بَأْسَ اِذْهَبِ الْبَاْسِ رَبُّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَايَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ۔

5۔ نظر بد کا تیر بہدف علاج

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنَ . وَمَاهُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (القلم)

پاک پانی لے کر اس پر یہ آیت سات مرتبہ پڑھیں اور ہر مرتبہ پڑھ کر دم کریں مریض کو کہیں کہ وہ اس پانی میں سے نو گھونٹ پیئے اور ہر گھونٹ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ باقی بالٹی یا کسی بڑے برتن میں ڈال کر اس میں اور پانی ملا کر پورے جسم پر بہالے انشاء اللہ سخت سے سخت نظر دور ہو جائے گی۔ یہ دم جانوروں پر بھی کیا جاسکتا ہے انہیں پانی پر دم کر کے پانی پلایا جائے نیز جس پر نظر لگی ہو اس پر یہ آیات پڑھ کر دم بھی کیا جاسکتا ہے انسان ہو یا جانور نیز وہ جنہیں اکثر و بیشتر نظر لگ جاتی ہے انہیں یہ آیات روزانہ سات مرتبہ پڑھنی چاہئے۔

جامع مسجد ربانیہ

کی تعمیر میں حصہ لیکر
جنت میں گھر بنائیں

صرف مسجد ہی نہیں بلکہ تعلیمات اسلامی کے فروغ کا عالمی مرکز ہوگا

مسجد کی تعمیر کیلئے دیگر سامان یا نقدی کی صورت میں معاونت کرکے اپنے لئے

صدقہ جاریہ بنائیں

صدقہ جاریہ کی اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

اشیاء	تعداد	لاگت
اینٹیں	2لاکھ	15لاکھ
سیمنٹ	800 تھیلے	4لاکھ
بجری	3ہزار کیوبک فٹ	2لاکھ
ریت	9ہزار کیوبک فٹ	ایک لاکھ
سریا	5ٹن	4 لاکھ
بجلی کی اشیاء		2لاکھ
سیوریج کا کام		1.5لاکھ
لکڑی کی اشیاء		3لاکھ
رنگ وروغن		1.5لاکھ
مزدوری		10لاکھ

نوٹ 10 مرلہ کے بیسمنٹ کا مکمل تخمینہ لاگت تقریباً 10 لاکھ روپے ہے۔ مخیر احباب سے فوری تعاون کی اپیل ہے۔ بیسمنٹ میں غرباء، مستحقین، فقراء، یتیم لوگوں اور اہل علاقہ کی طبی ضروریات کیلئے فری ڈسپنسری بنائی جائے گی

خط و کتابت کیلئے

جامع مسجد ربانیہ
27/8 چوبچہ، مصطفی آباد (دھرمپورہ) لاہور پاکستان

web:islamicwazaif.com
E-mail:uloomerabbania@gmail.com
call:+92321-8866988 Ph:042-36849501

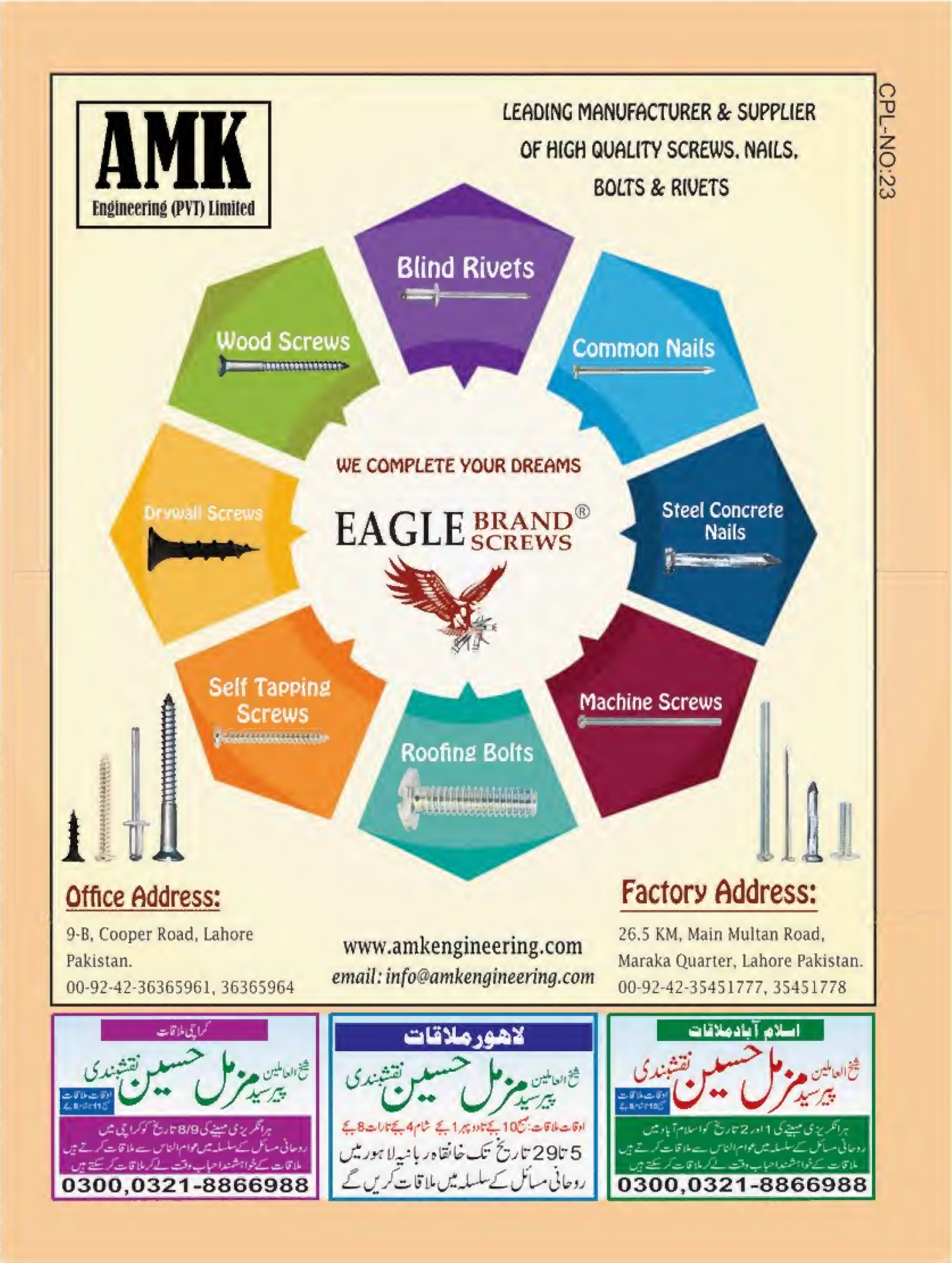
CPL-NO:23
AMK
Engineering (PVT) Limited
LEADING MANUFACTURER & SUPPLIER
OF HIGH QUALITY SCREWS, NAILS,
BOLTS & RIVETS
Blind Rivets
Common Nails
Steel Concrete Nails
Machine Screws
Roofing Bolts
Self Tapping Screws
Drywall Screws
Wood Screws
WE COMPLETE YOUR DREAMS
EAGLE BRAND® SCREWS
Office Address:
9-B, Cooper Road, Lahore
Pakistan.
00-92-42-36365961, 36365964
www.amkengineering.com
email: info@amkengineering.com
Factory Address:
26.5 KM, Main Multan Road,
Maraka Quarter, Lahore Pakistan.
00-92-42-35451777, 35451778
کراچی ملاقات
شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی
ہر انگریزی مہینے کی 8/9 تاریخ کو کراچی میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں عوام الناس سے ملاقات کرتے ہیں
ملاقات کے خواہشمند احباب وقت لے کر ملاقات کر سکتے ہیں
0300,0321-8866988
لاہور ملاقات
شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی
اوقات ملاقات: صبح 10 بجے تا دوپہر 1 بجے شام 4 بجے تا رات 8 بجے
5 تا 29 تاریخ تک خانقاہ ربانیہ لاہور میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں ملاقات کریں گے
اسلام آباد ملاقات
شیخ العالمین پیر سید مزمل حسین نقشبندی
ہر انگریزی مہینے کی 1 اور 2 تاریخ کو اسلام آباد میں
روحانی مسائل کے سلسلہ میں عوام الناس سے ملاقات کرتے ہیں
ملاقات کے خواہشمند احباب وقت لے کر ملاقات کر سکتے ہیں
0300,0321-8866988

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
اصلاحی اور روحانی مجلہ
ماہنامہ
علومِ ربانیہ لاہور
جلد 3 | جنوری 2019 | شمارہ نمبر 10
CPL-NO:23
مدیر اعلیٰ
شیخ العاملین روحانی سکالر حکیم سید مزمل حسین نقشبندی
ریاست مدینہ کا قیام کیسے....؟
امیر المومنین، خلیفہ بلافصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا
کے لیے عالمی قانون بنایا جائے
استغفار کے فضائل
والدین کا دل جیتنے والے 10 کام
اسم اعظم سے کیا مراد ہے...؟
کینسر بیماری نہیں ہے
تبلیغی جماعت کے عظیم رہنما
مفتی محمد جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال
اولیاء اللہ کی فیکٹریاں
علم میراث پر چند اہم کتب کا تعارف
جمادی الاولیٰ کے چند تاریخی واقعات
انگریزی مہینوں کے نام اور پسِ منظر
ٹماٹر کھائیں صحت بنائیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ

سیدنا محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھَاشِمْ بن عَبْدِمُنَافُ بن قُصَیّ
بن کِلَابُ بن مُرَّہ بن کَعَبْ بن لُوَیْ بن غَالِبْ بن فِھْرُ بن مَالِکْ بن نَضَرْ
بن کِنَانَہ بن خُزَیمہ بن مُدْرِکہ بن اِلْیَاسْ بن مَضَرْ بن نِزَّارْ بن مَعَد بن عَدْنَانْ
بن اَوَدْ بن ھَمَیْسَع بن سَلَامَانْ بن عَوْص بن بُوْز بن قَمْوَال بن اُبَیّ بن عَوَام
بن نَاشِدْ بن حِزَا بن بَلْدَاسْ بن یَدْلَافْ بن طَابِخْ بن جَاحِمْ بن نَاحِشْ
بن مَاخِیْ بن عَیْفِی بن عَبْقَرْ بن عُبَیْد بن الدُّعَا بن حَمْدَانْ بن سَنْبَرْ بن یَثْرِبِیْ
بن یَحْزَنْ بن یَلْحَنْ بن اِرْعَوٰی بن عَیْضِیْ بن ذِیْشَانْ بن عِیْصَرْ بن اَقْنَادْ
بن اِیْھَامْ بن مُقْصِرْ بن نَاحِثْ بن زَارِحْ بن سَمِیْ بن مِزِیْ بن عِوَضْ
بن عِرَامْ بن قِیْدَارْ بن اِسْمَاعِیْل (علیہ السلام) بن اِبْرَاھِیْم (علیہ السلام)
بن آزَرْ بن نَاحُوْر بن سَرُوْج بن رَعُو بن فَالِج بن عَابِرْ بن اَرْفَلْشَادْ بن سَامْ
بن نوح (علیہ السلام) بن لَامِکْ بن مَتُوْشَالِحْ بن اِدْرِیْس (علیہ السلام)
بن یَارِدْ بن مَلْھَلْ اِیْل بن قِیْنَانْ بن آنُوْش بن شِیْث (علیہ السلام)

ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور
باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
اصلاحی اور روحانی مجلہ
دینی، فکری واصلاحی میگزین ہے، اس کی اشاعت میں تعاون کرنے والے احباب اس اکاؤنٹ میں فنڈ جمع کرا سکتے ہیں
اکاؤنٹ ٹائٹل
ماہنامہ علوم ربانیہ لاہور، میزان بینک مصطفیٰ آباد دھرم پورہ لاہور
0244-0103252569
مزید معلومات کیلئے رابطہ نمبر
0321/03008866988

جامع مسجد ربانیہ

کی تعمیر میں حصہ لیکر
جنت میں گھر بنائیں

صرف مسجد ہی نہیں بلکہ تعلیمات اسلامی کے فروغ کا عالمی مرکز ہوگا

مسجد کی تعمیر کیلئے دیگر سامان یا نقدی کی صورت میں معاونت کرکے اپنے لئے

صدقہ جاریہ بنائیں

اشیاء	تعداد	لاگت
اینٹیں	2لاکھ	15لاکھ
سیمنٹ	800 تھیلے	4لاکھ
بجری	3ہزار کیوبک فٹ	2لاکھ
ریت	9ہزار کیوبک فٹ	ایک لاکھ
سریا	5ٹن	4 لاکھ
بجلی کی اشیاء		2لاکھ
سیوریج کا کام		1.5لاکھ
لکڑی کی اشیاء		3لاکھ
رنگ وروغن		1.5لاکھ
مزدوری		10لاکھ

صدقہ جاریہ کی اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

نوٹ 10 مرلہ کے بیسمنٹ کا مکمل تخمینہ لاگت تقریباً 10 لاکھ روپے ہے۔ مخیر احباب سے فوری تعاون کی اپیل ہے۔ بیسمنٹ میں غرباء، مستحقین، فقراء، یتیم لوگوں اور اہل علاقہ کی طبی ضروریات کیلئے فری ڈسپنسری بنائی جائے گی

خط و کتابت کیلئے

جامع مسجد ربانیہ

27/8 چوبچہ، مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) لاہور پاکستان

web:islamicwazaif.com
E-mail:uloomerabbania@gmail.com
call:+92321-8866988 Ph:042-36849501

K Colour 26-11-18 (Awais)=Hafeez
پرنٹنگ سے پہلے پلیٹیں اچھی طرح چیک کرلیں۔ بعد میں ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (شکریہ)
JR